روسی انقلاب کی بین الاقوامی

ڈاکٹر عثمان۔ ابن حسن

انٹرنیٹ ایڈیشن دوم سال 2006 www.Nayaab.Net

(1)

کسی معنی میں ہم روسی انقلاب کی بین الاقوامی اہمیت کا ذکر کر سکتے ہیں؟

روس میں پرولتاریہ کے سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے بعد (25 اکتوبر (7 نومبر) 1917ء) پہلے مہینوں کے دوران یہ محسوس ہوسکتا تھا کہ پسماندہ روس اور مغربی یورپ کے ترقی یافتہ ملکوں کے درمیان زبردست فرق کی وجہ سے ان موخرالذکر ملکوں میں پرولتاریہ کا انقلاب ہمارے ملک کے انقلاب سے بہت کم ملتا جلتا ہوگا۔ اب ہم ایسا کافی زیادہ بین الاقوامی تجربہ رکھتے ہیں جو انتہائی یقینی طور پر بتاتا ہے کہ ہمارے انقلاب کی بعض اہم خصوصیات مقامی، قومی، محض روسی نہیں ہیں بلکہ بین الاقوامی اہمیت رکھتی ہیں۔ میں یہاں بین الاقوامی اہمیت کا ذکر اس کے وسیع معنی کے لحاظ سے نہیں کر رہا ہوں: بعض ہی نہیں بلکہ ہمارے انقلاب کی ساری بنیادی اور بہت سی ثانوی خصوصیات تمام ملکوں پر اپنے اثر کے معنی میں بین الاقوامی اہمیت رکھتی ہیں۔ نہیں، میں نے یہاں ان الفاظ کا ذکر انتہائی محدود معنی میں کیا ہے یعنی بین الاقوامی اہمیت کے تحت بین الاقوامی پیمانے پر اس بات کے دھرائے جانے کی بین الاقوامی اہمیت یا تاریخی ناگزیری کو سمجھتے ہوئے جو ہمارے ملک میں ہوئی ہے، یہ بات ماننا پڑتی ہے کہ ہمارے انقلاب کی بعض خصوصیات اس اہمیت کی حامل ہیں۔

لیکن اس حقیقت کے بارے میں مبالغے سے کام لینا اور ہمارے انقلاب کی محض بعض بنیادی خصوصیات سے اس کو آگے لے جانا بہت بڑی غلطی ہوتی۔ ٹھیک اسی طرح یہ بھی نظر انداز کرنا غلطی ہوتی کہ پرولتاری انقلاب کی فتح کے بعد چاہے وہ ایک ہی ترقی یافتہ ملک میں کیوں نہ ہوتی غالباً زبردست تبدیلی ہوتی یعنی روس اس

کے بعد جلد ہی مثالی نہ رہتا اور پھر پسماندہ ہو جاتا (''سوویت'' اور سوشلسٹ دونوں معنی میں)۔

لیکن موجودہ تاریخی لمحے میں صورت حال یہ ہے کہ روسی مثال سب ملکوں کو کچھ نہ کچھ دکھا رہی ہے جو ان کے ناگزیر مستقبل قریب کیلئے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ سارے ملکوں کے اگوا کار مزدور اس کو بہت دن ہوئے سمجھ چکے ہیں اور انہوں نے اس کو اکثر دریافت کرنے کے بمقابلہ اپنی انقلابی طبقے کی حس سے زیادہ سمجھا ہے۔ یہی وجہ ہے سوویت اقتدار کی بین الاقوامی ''اہمیت'' کی (لفظ کے محدود معنی میں) اور بالشویک نظریے اور طریقہ ہائے کار کے بنیادی اصولوں کی بھی۔ اس کو جرمنی میں کاؤتسکی اور آسٹریا میں اوٹو باوئر اور فریڈرک ادلیر قسم کے دوسری انٹرنیشنل (2) کے ''انقلابی'' لیڈوروں نے نہیں سمجھا اور اسی وجہ سے وہ رجعت پرست اور انتہائی بڑی قسم کی موقع پرستی اور سماجی غداری کی وکالت کرنے والے ثابت ہوئے۔ برسبیل تذکرہ ''عالمی انقلاب'' (Weltevolution) (3) کا گمنام پمفلٹ جو وی آنا میں 1919ء میں (Sozialistische Bucherei, Heft 11; Ignaz Branfd*) شائع ہوا ان کے سارے طریقہ فکر اور سارے خیالات کے سلسلے کو زیادہ واضح کر کے دکھاتا ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ ٹھیک ہوگا کہ ان کی حماقت علمیت کی نمائش، ذلالت اور مزدور طبقے کے مفادات سے غداری کی پوری گہرائی کو دکھاتا ہے -- اور وہ بھی ''عالمی انقلاب'' کے نظریے کی ''وکالت'' کے پردے میں۔

بہر حال، ہم اس پمفلٹ پر کبھی دوسری بار تفصیلی روشنی ڈالیں گے۔ یہاں ہم صرف ایک اور بات کی طرف توجہ دینگے۔ بہت زمانے گزرے، جب کاؤتسکی ابھی

مارکسسٹ تھا اور غدار نہیں بنا تھا' اس نے مورخ کی حیثیت سے اس سوال کو لیتے ہوئے اس صورتحال کے پیدا ہونے کے امکان کی پیش بینی کی تھی جس میں روسی پرولتاریہ کی انقلابیت مغربی یورپ کیلئے مثال بن جائے گی۔ یہ 1906ء کی بات ہے جب کاؤتسکی نے انقلابی ''اسکرا'' (4) میں ''سلاف اور انقلاب'' نامی مضمون لکھا تھا۔ اس نے اس مضمون میں یہ لکھا تھا:

---

* سوشلسٹ لائبریری' ایڈیشن 11 - یکناتس برانڈ - (ایڈیٹر)

''موجودہ زمانے میں'' (1848ء کے برعکس) ''یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ نہ صرف سلاف انقلابی قوموں کی صفوں میں آ گئے ہیں بلکہ انقلابی خیالات اور انقلابی عمل کا مرکز بھی زیادہ سے زیادہ سلاف لوگوں کی طرف منتقل ہوتا جا رہا ہے۔ انقلابی مرکز مغرب سے مشرق کی طرف منتقل ہو رہا ہے انیسویں صدی کے پہلے نصف میں وہ فرانس میں اور عارضی طور پر انگلستان میں تھا۔ 1848ء میں جرمنی بھی انقلابی قوموں کی صفوں میں آ گیا... نئی صدی ایسے واقعات سے شروع ہوئی ہے جو اس خیال کی طرف لے جاتے ہیں کہ ہم انقلابی مرکز کی مزید منتقلی کی طرف لے جا رہے ہیں یعنی روس کی طرف اس کی منتقلی... روس نے مغرب سے بہت کچھ انقلابی پیش قدمی حاصل کی ہے اور اب ممکن ہے وہ خود انقلابی سرچشمے کی حیثیت سے اس کی خدمت کیلئے تیار ہو۔ ممکن ہے کہ روسی انقلابی تحریک کا لپکتا ہو شعلہ بے جان تنگ نظری اور نپی تلی سیاست کے اس جذبے کو صاف کر دینے کا زوردار ذریعہ ثابت ہو جو ہماری صفوں میں پھیلنا شروع ہو گیا ہے اور پھر جدوجہد کی پیاس اور ہمارے عظیم مقصد کے لئے پرجوش وفاداری کو بھڑکا دے۔ مغربی یورپ کیلئے روس بہت دنوں سے محض رجعت پرستی اور مطلق العنانی کا گڑھ نہیں رہا ہے۔ بلکہ اب واقعات

اس کے ٹھیک برعکس ہیں۔ روس میں مغربی یورپ رجعت پرستی اور مطلق العنانی کا گڑھ بن گیا ہے... شاید روسی انقلابیوں نے زار سے مدت ہوئے نبٹ لیا ہوتا اگر ان کو بیک وقت اس کے اتحادی یعنی یورپی سرمائے کے خلاف بھی جدوجہد نہ کرنی پڑتی۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس بار وہ دونوں دشمنوں سے نبٹنے میں کامیاب ہوں گے اور نیا "مقدس اتحاد" پہلے والوں کے مقابلے میں زیادہ جلدی ٹوٹے گا۔ بہرحال روس کی موجودہ جدوجہد چاہے جس طرح ختم ہو اس میں شہیدوں کا (افسوس' کہ وہ کافی سے زیادہ ہوں گے) جو خون بہے گا اور مصیبتیں پیش آئیں گی وہ رائیگاں نہ ہوں گی۔ وہ ساری مہذب دنیا میں سماجی انقلاب کی کونپلوں کو پروان چڑھائیں گی اور ان کو تیزی کے ساتھ زیادہ گداز بنائیں گی۔ 1848ء میں سلاف لوگ وہ جان لیوا پالا تھے جس نے عوامی بہار کے پھولوں کو ماردیا۔ ممکن ہے کہ اب ان کا نوشتہ تقدیر وہ طوفان بننا ہو جو رجعت پرستی کی برف کو توڑ دے اور قطعی طور پر اپنے ساتھ قوموں کیلئے نئی خوشگوار بہار لائے" (کارل کاؤتسکی - "سلاف اور انقلاب" نامی مضمون' روسی سوشل ڈیموکریٹ انقلابی اخبار "اسکرا" کے شمارے 10,18 مارچ 1902ء میں)۔

18 سال پہلے کاؤتسکی نے خوب لکھا ہے!

(2)

بالشویکوں کی کامیابی کی ایک بنیادی شرط

غالباً اب تقریباً ہر شخص یہ دیکھتا ہے کہ بالشویک ڈھائی سال تو کیا' ڈھائی مہینے تک بھی برسر اقتدار نہیں رہ سکتے تھے' ہماری پارٹی میں سخت اور واقعی آہنی ڈسپلن کے بغیر' سارے مزدور طبقے کی طرف سے اس کی بھرپور اور بے دریغ حمایت کے بغیر یعنی ان تمام مزدوروں کی حمایت کے بغیر جو سوچنے سمجھنے والے' ایماندار' پر ایثار اور با اثر ہیں اور پسماندہ لوگوں کے پرت کو اپنے پیچھے لئے چلنے یا رغبت دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ نئے طبقے کی انتہائی پر ایثار اور انتہائی بے دریغ جنگ ہے ایک بہت ہی طاقتور دشمن کے خلاف' بورژوازی کے خلاف' جس کی مزاحمت اس کا تختہ الٹنے سے (خواہ وہ ایک ہی **ملک** میں کیوں نہ ہو) دس گنی ہو جاتی ہے اور جس کی طاقت کا راز صرف بین الاقوامی سرمائے کی طاقت' بورژوازی کے بین الاقوامی روابط کی مضبوطی اور استحکام ہی نہیں ہیں بلکہ رسم و رواج کی طاقت' چھوٹے پیانے کی پیداوار کی طاقت بھی ہیں۔ کیونکہ چھوٹے پیانے کی پیداوار اب بھی دنیا میں باقی ہے اور بدقسمتی سے بہت ہے' اور چھوٹے پیانے کی پیداوار متواتر' روزانہ' ہر گھنٹے' ہنگامی طور پر اور بڑے پیانے پر سرمایہ داری اور بورژوازی کو جنم دیتی رہتی ہے۔ یہ تمام اسباب پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کو ضروری بناتے ہیں اور بورژوازی پر فتح طویل' سخت اور زندگی و موت کی پر ایثار جنگ کے بغیر ناممکن ہے۔ یہ جنگ تحمل' ضابطے' پائیداری اور قوت ارادی کی استواری اور وحدت کا تقاضہ کرتی ہے۔

میں دہراتا ہوں' روس میں پرولتاریہ کی فتح یاب ڈکٹیٹر شپ کے تجربے نے

ان لوگوں کو بھی صاف دکھادیا ہے جو سوچنے کی صلاحیت نہیں رکھتے یا جن کو اس سوال کے بارے میں سوچنے کا موقع نہیں ملا ہے کہ قطعی مرکزیت اور پرولتاریہ کا سخت ضابطہ بورژوازی پر فتح کی ایک بنیادی شرط ہیں۔

اس کے بارے میں اکثر کہا جاتا ہے۔لیکن اس کے بارے میں بہت ناکافی سوچا جاتا ہے کہ اس کے معنی کیا ہیں اور کن حالات میں یہ ممکن ہے؟ کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ سوویت اقتدار اور بالشویکوں کی جو تعریفیں ہوتی ہیں ان کے ساتھ اکثر ان اسباب کا سنجیدہ تجزیہ بھی ہوتا کہ بالشویک اس ڈسپلن کو کیوں قائم کر سکے جو انقلابی پرولتاریہ کیلئے ضروری تھا۔

بالشویزم کا وجود سیاسی خیال کے رجحان اور سیاسی پارٹی کی حیثیت سے 1903ء سے ہے (5)۔ صرف بالشویزم کے وجود کی ساری مدت کی تاریخ ہی اس کی وضاحت قابل اطمینان طور پر کرسکتی ہے کہ وہ انتہائی مشکل حالات میں آہنی ڈسپلن کیوں قائم کرسکا اور برقرار رکھ سکا جو پرولتاریہ کی فتح کیلئے ضروری تھا۔

اور سب سے پہلے یہ سوال پیدا ہوتے ہیں: پرولتاریہ کی انقلابی پارٹی کا ڈسپلن کیسے برقرار رکھا جاتا ہے؟ اس کو کیسے آزمایا جاتا ہے؟ اس کو کیسے مضبوط کیا جاتا ہے؟ اول' پرولتاری ہراول کے شعور اور انقلاب کیلئے اس کی وفاداری' اس کے تحمل' قربانی اور بہادری سے۔ دوسرے' محنت کشوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد سے' سب سے پہلے پرولتاریہ سے لیکن اسی طرح محنت کش لوگوں میں غیر پرولتاریہ کے ساتھ بھی اس کے مربوط ہونے' قریب ترین رابطہ قائم رکھنے اور ان میں ایک حد تک مدغم ہونے کی صلاحیت سے۔تیسرے' سیاسی رہنمائی کی صحت سے جو یہ ہراول کررہا ہے' اس کی حکمت عملی اور طریقہ کار کی صحت سے' بشرطیکہ وسیع پیمانے پر لوگ

خود اپنے تجربے سے اس کی صحت کا یقین کر لیں۔ ان حالات کے بغیر اس انقلابی پارٹی میں ڈسپلن نہیں حاصل کیا جا سکتا جو اس کو اگوا کار طبقے کی پارٹی ہونے کی حقیقی صلاحیت رکھتی ہو' جس کا مقصد بورژوازی کا تختہ الٹنا اور سارے سماج کی تشکیل نو کرنا ہے۔ ان حالات کے بغیر' ڈسپلن قائم کرنے کی تمام کوششیں بے معنیٰ زبانی اور مضحکہ خیز ہوتی ہیں۔ دوسری طرف یہ حالات یکدم نہیں پیدا ہو سکتے۔ ان کی تخلیق طویل محنت اور سخت تجربے سے ہوتی ہے۔ ان کی تخلیق میں صحیح انقلابی نظریے سے آسانی ہوتی ہے جو اپنی جگہ پر کوئی جامد عقیدہ نہیں ہوتا بلکہ واقعی عوامی اور واقعی انقلابی تحریک کی عملی سرگرمیوں سے قریبی تعلق رکھنے سے مختتم شکل اختیار کرتا ہے۔

اگر 20-1917 ء کے برسوں میں بالشویزم بے نظیر سخت حالات میں' انتہائی سخت مرکزیت اور آہنی ڈسپلن کی تخلیق کر سکا اور اس کو کامیابی سے قائم رکھا تو اس کا سبب صرف روس کی متعدد تاریخی خصوصیات ہیں۔

ایک طرف' 1903 ء میں بالشویزم مارکسی نظریے کی بہت ہی مضبوط بنیاد پر نمودار ہوا۔ اسی اور صرف اسی انقلابی نظریے کی صحت کو نہ صرف ساری انیسویں صدی کے عالمی تجربے نے ثابت کیا بلکہ خاص طور سے روس میں انقلابی خیالات کی گمراہیوں' تذبذب' غلطیوں اور ناامیدیوں کے تجربے نے بھی۔ تقریباً نصف صدی کے دوران پچھلی صدی کی تقریباً پانچویں سے دسویں دھائی تک روس میں انتہائی وحشیانہ اور رجعت پرست زارشاہی کے ظلم کے حالات میں ترقی پسند خیالات رکھنے والے لوگ ایک صحیح انقلابی نظریے کے بڑے شوق کے ساتھ متلاشی تھے اور امریکہ اور یورپ میں اس شعبے میں تمام اور ہر ''آخری لفظ'' کا بے نظیر کوشش اور گہرائی سے مطالعہ کرتے تھے۔ مارکس ازم' اس واحد صحیح انقلابی نظریے کو روس نے آدھی صدی

کی تاریخ میں بے نظیر مصیبتوں اور قربانیوں کو جھیل کر، بے نظیر انقلابی بہادری، نا قابل یقین توانائی، پر ایثار تلاش، مطالعہ، عملی آزمائش، نا امیدی، تصدیق اور یورپ کے تجربے سے حاصل کیا۔ زار شاہی سے مجبور ہو کر جو سیاسی جلاوطنی نصیب ہوئی اس کی بدولت انیسویں صدی کے دوسرے نصف میں انقلابی روس نے بین الاقوامی روابط کی ایسی دولت اور انقلابی تحریک کے عالمی اشکال اور نظریات کے بارے میں ایسی لاجواب معلومات حاصل کیں جو کسی دوسرے ملک کو نصیب نہیں ہوئی تھیں۔

دوسری طرف، بالشویزم جو نظریے کی اس سنگلاخ بنیاد پر نمودار ہوا تھا عملی تاریخ کے ایسے پندرہ برسوں (1903-17ء) سے گزرا جن کی نظیر اپنے تجربے کی دولت کے لحاظ سے دنیا میں نہیں ملتی۔ کیونکہ کوئی بھی ملک ان پندرہ سال کے دوران ایسے بڑے انقلابی تجربے کے قریب تک نہیں پہنچا، تحریک کی ایسی مختلف شکلوں --- قانونی اور غیر قانونی، پر امن اور طوفانی، پوشیدہ اور علانیہ، مقامی حلقوں اور عوامی تحریکوں، پارلیمانی اور دہشت انگیز شکلوں کے تیز اور نوع بنوع سلسلے سے نہیں گزرا۔ کسی دوسرے ملک میں ایسے مختصر وقت میں جدید سوسائٹی کے تمام طبقوں کی جدوجہد کی شکلوں، رنگوں اور طریقوں کا ایسا ذخیرہ نہیں اکٹھا ہوا تھا، ایسی جدوجہد جو ملک کی پسماندگی اور زار شاہی کے جوئے کی سختی کی وجہ سے غیر معمولی تیزی کے ساتھ پختہ ہوئی اور امریکہ اور یورپ کے سیاسی تجربے کے معقول "آخری لفظ" کو بڑے شوق اور کامیابی کے ساتھ اپنے میں ضم کر لیا۔

(3)

بالشویزم کی تاریخ میں خاص منزلیں

انقلاب کی تیاری کے سال (1903-5ء)۔ ہر جگہ یہ محسوس کیا گیا کہ ایک بڑا طوفان قریب آ رہا ہے۔ تمام طبقوں میں ابال اور تیاری کی حالت تھی۔ بیرون ملک تارکین وطن کا پریس انقلاب کے سارے بنیادی مسائل پر نظریاتی بحث کر رہا تھا۔ تین بنیادی طبقوں کے نمائندے' تین اہم سیاسی رجحانات نے -- اعتدال پرست بورژوا' پیٹی بورژوا ڈیموکریٹک (''سوشل ڈیموکریٹک'' اور ''سوشل انقلابی'' رجحانات کے لیبل سے ڈھکا ہوا (6)) اور پرولتاری انقلابی -- لائحہ عمل اور طریقہ کار کے خیالات کے درمیان انتہائی سخت جدوجہد کرتے ہوئے اس علانیہ طبقاتی جدوجہد کی پیش بینی اور تیاری کی جو آنے والی تھی۔ ان تمام مسائل کا جائزہ جن کیلئے عوام نے 1905-7ء میں' اور 1917-20ء میں مسلح جدوجہد کی' ابتدائی شکل میں' اس وقت کے پریس کے ذریعہ لیا جا سکتا ہے (اور لینا چاہئے)۔ ان تین خاص رجحانات کے درمیان' درحقیقت' بہت سی درمیانی' عبوری اور نیم یقینی شکلیں تھیں۔ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ پریس کے ترجمانوں' پارٹیوں' جتھوں اور گروہوں کی جدوجہد میں ان سیاسی اور نظریاتی رجحانات نے جو واقعی طبقاتی نوعیت رکھتے تھے معین شکل اختیار کر لی تھی' طبقات نے آنے والی لڑائیوں کیلئے اپنے کو نظریاتی سیاسی اسلحہ سے لیس کر لیا تھا۔

انقلاب کے سال (1905-7)۔ سارے طبقے کھل کر میدان میں آ گئے۔ لائحہ عمل اور طریقہ کار کے متعلق سارے خیالات کو عوام کے اقدام سے آزمایا گیا (ہڑتالوں کی جدوجہد اپنی شدت اور وسعت کے لحاظ سے دنیا میں بے نظیر تھی۔

معاشی ہڑتال نے سیاسی ہڑتال کی شکل اختیار کی اور سیاسی ہڑتال نے بغاوت کی۔ رہنما پرولتاریہ اور مذبذب اور متزلزل پیچھے چلنے والے کسانوں کے درمیان تعلقات کی عملی طور پر آزمائش ہوئی۔ جدوجہد کے ہنگامی ارتقاء کے دوران تنظیم کی سوویت شکل پیدا ہوئی۔ سوویتوں کی اہمیت کے بارے میں اس زمانے کے بحث مباحثوں نے 20-1917ء کے برسوں کی عظیم جدوجہد کی پیش بینی کی۔ جدوجہد کی پارلیمانی اور غیر پارلیمانی شکلوں میں' پارلیمنٹ کے بائیکاٹ کی جگہ پارلیمنٹ میں حصہ لینے کے طریقہ کار' اور جدوجہد کی قانونی اور غیر قانونی شکلوں میں ادل بدل اور ساتھ ہی ان کے باہمی تعلقات اور روابط -- یہ سب اپنے مواد کی حیرت انگیز دولت کی وجہ سے نمایاں تھا۔ اس دور کا ہر مہینہ سیاسی سائنس کی بنیادوں کی تعلیم کے لحاظ سے' عوام اور لیڈروں' طبقوں اور پارٹیوں کیلئے ''پرامن'' اور ''آئینی'' ارتقا کے ایک پورے سال کے برابر تھا۔ 1905ء کے ''عام ریہرسل'' کے بغیر 1917ء کے اکتوبر انقلاب کی فتح ممکن نہ ہوتی۔

رجعت پرستی کے سال (10-1907ء)۔ زار شاہی کی فتح ہوئی۔ ساری انقلابی اور مخالف پارٹیاں ٹوٹ پھوٹ گئیں۔ یاس' بددلی' پھوٹ' تفرقہ' غداری اور فحش نگاری نے سیاست کی جگہ لے لی۔ فلفسیانہ آئیڈیلزم کی طرف کشش زیادہ بڑھ گئی' عرفانیت (Mysticism) انقلاب دشمن جذبات کا پردہ بن گئی۔ لیکن اسی وقت اس زبردست شکست نے ہی انقلابی پارٹیوں اور انقلابی طبقے کو سچا اور کارآمد سبق دیا' تاریخی جدلیات کا سبق' سیاسی جدوجہد کو سمجھنے اور اس کو ماہرانہ اور فنکارانہ طور سے کرنے کا سبق۔ دوستوں کی پہچان مصیبت میں ہوتی ہے۔ شکست خوردہ فوجیں اچھا سبق حاصل کرتی ہیں۔

فتح یاب زار شاہی کو مجبور ہونا پڑا کہ وہ روس میں بورژوا سے قبل والی اور سر قبیلی زندگی کی باقیات کا جلد از جلد خاتمہ کر دے۔ روس کا بورژوا ارتقا لاجواب تیزی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ طبقات سے علیحدہ اور طبقات سے اوپر جو واہمے تھے' سرمایہ دار نظام سے گریز کے امکانات کے جو واہمے تھے وہ خاک میں مل گئے ہیں۔ طبقاتی جدوجہد بالکل نئے اور زیادہ واضح روپ میں آئی ہے۔

انقلابی پارٹیوں کو آخر تک سبق لینا چاہیے۔ انہوں نے حملہ کرنا سیکھا۔ اب یہ سمجھنا پڑا کہ اس سائنس میں ایسی سائنس کا اضافہ کرنا چاہئے کہ کیسے صحیح طور پر پیچھے ہٹنا چاہے۔ یہ سمجھنا پڑا اور انقلابی طبقے نے اپنے تلخ تجربے سے یہ سمجھنا سیکھا کہ صحیح طور پر حملہ کرنا اور صحیح طور پر پیچھے ہٹنا نہ سیکھ کر فتح حاصل کرنا ممکن ہے۔ تمام ٹوٹی پھوٹی مخالف اور انقلابی پارٹیوں میں بالشویک سب سے زیادہ نظم سے' اپنی ''فوج'' کے سب سے کم نقصان کے ساتھ' اس کے قلب کو سب سے زیادہ محفوظ رکھ کر' سب سے کم (گہرائی اور نا قابل علاج ہونے کے لحاظ سے) تفرقوں کے ساتھ' سب سے کم بددلی اور زیادہ سے زیادہ وسیع' صحیح اور زوردار طور پر اپنے کام کی تجدید کی انتہائی صلاحیت کے ساتھ پیچھے ہٹے۔ اور بالشویکوں نے اس کو صرف اس لئے حاصل کیا کہ انہوں نے بے حد سختی سے انقلابی لفاظوں کا پردہ چاک کیا اور ان کو نکال باہر کیا جو یہ سمجھنا نہیں چاہتے تھے کہ پیچھے ہٹنے کی ضرورت ہے' کہ پیچھے ہٹنے کی مہارت کی ضرورت ہے' کہ انتہائی رجعت پرست پارلیمنٹوں میں' انتہائی رجعت پرست ٹریڈ یونینوں' کوآپریٹو اور بیمے وغیرہ کی تنظیموں میں قانونی کام کرنا سیکھنے کی قطعی ضرورت ہے۔

ابھار کے سال (1910-14ء)۔ ابتدا میں ترقی نا قابل یقین طور پر سست

رفتار تھی، پھر 1912 ء کے دریائے لینا کے واقعہ (7) کے بعد کچھ زیادہ تیز ہو گئی۔ بے نظیر مشکلات پر قابو حاصل کر کے بالشویکوں نے منشویکوں کو پیچھے دھکیلا جن کا رول مزدور تحریک میں بورژوا ایجنٹوں کی حیثیت سے 1905 ء کے بعد ساری بورژوازی نے خوب سمجھ لیا تھا اور اسی لئے ساری بورژوازی نے بالشویکوں کے خلاف ہزاروں طرح سے ان کی حمایت کی تھی۔ لیکن بالشویک ایسا کرنے میں کبھی کامیاب نہ ہوتے اگر وہ غیر قانونی کام کے ساتھ ساتھ ''قانونی امکانات'' کو لازمی طور پر استعمال کرنے کے صحیح طریقہ کار کو نہ اپناتے۔ انتہائی رجعت پرست دوما میں بالشویکوں نے سارے مزدور گروپ کو جیت لیا۔

پہلی عالمی سامراجی جنگ (17-1914 ء)۔ قانونی پارلیمانیت نے انتہائی رجعت پرست ''پارلیمنٹ'' کے حالات میں، انقلابی پرولتاریہ کی پارٹی، بالشویکوں کی انتہائی کارآمد خدمت کی۔ بالشویک ممبروں کو سائبیریا بھیج دیا گیا (8)۔ سوشل سامراجیت، سوشل شاونزم، سوشل حب وطنی، با اصول اور بے اصول بین الاقوامیت، امن پرستی (Pacifism) اور امن پرستوں کے واہموں کی انقلابی تردید کے خیالات کے تمام رنگوں کو تارکین وطن کے پریس میں پوری طرح پیش کیا گیا۔ دوسری انٹرنیشنل کے پڑھے لکھے احمق اور بوڑھی عورتیں جنہوں نے حقارت اور غرور سے روسی سوشلسٹ تحریک میں ''گروہوں'' کی افراط اور ان کے درمیان شدید جدوجہد پر ناکیں سکوڑی تھیں جب جنگ نے تمام ترقی یافتہ ملکوں میں ان کو ڈینگ بھری ''قانون پرستی'' سے محروم کر دیا تو وہ ایسے آزاد (غیر قانونی) تبادلہ خیال اور صحیح خالات کی ایسی آزاد (غیر قانونی) ترتیب کے قریب تک بھی نہ پہنچ سکے جیسا کہ روسی انقلابیوں نے سوئٹزرلینڈ اور متعدد دوسرے ملکوں میں کیا تھا۔ اسی لئے تمام

ملکوں کے کھلے ہوئے سوشل حب وطن اور ''کاؤتسکی کے حامی'' بھی پرولتاریہ کے انتہائی زبردست غدار ثابت ہوئے۔ اور اگر 20-1917ء کے برسوں میں بالشویکوں کی فتح ہوئی تو اس فتح کا ایک بنیادی سبب یہ تھا کہ بالشویکوں نے 1914ء کے آخر میں ہی سوشل شاونزم اور ''کاؤتسکی ازم'' (جن سے فرانس میں لونگے ازم (9)' انگلستان میں انڈپنڈٹ لیبر پارٹی (10) اور فیبئن لوگوں (11) کے لیڈروں کے خیالات اٹلی میں توراتی وغیرہ وغیرہ کے خیالات مطابقت رکھتے ہیں) کی گندگی' ذلالت اور خباثت کا پردہ انتہائی سختی کے ساتھ چاک کرنا شروع کردیا تھا اور بعد میں عوام کو خود اپنے تجربے سے بالشویک خیالات کے صحیح ہونے کا زیادہ سے زیادہ یقین ہوتا گیا۔

روس میں دوسرا انقلاب (فروری سے اکتوبر 1917ء تک)۔ زارشاہی کی ناقابل یقین کہنگی اور فرسودگی نے (مصیبت بھری جنگ کی ضربوں اور صعوبتوں کی مدد سے) اس کے خلاف ناقابل یقین بربادی کی طاقت پیدا کردی۔ چند دنوں کے اندر روس بورژوا جمہوری ریپلک میں تبدیل ہوگیا جو' جنگ کی حالت میں' دنیا کے ہر ملک سے زیادہ آزاد تھی۔ حزب مخالف اور انقلابی پارٹیوں کے لیڈر حکومت منظم کرنے لگے جیسا کہ انتہائی ''صحیح معنوں میں پارلیمانی'' ریپلکوں میں ہوتا ہے۔ اس واقعہ نے کہ کوئی پارلیمنٹ میں حزب مخالف کا لیڈر رہا ہے' چاہے وہ انتہائی رجعت پرست ہو' انقلاب میں اس لیڈر کے آئندہ رول کو آسان بنادیا۔

منشویکوں اور ''سوشلسٹ انقلابیوں'' نے چند ہفتوں میں دوسری انٹرنیشنل کے یورپی ہیروؤں' وزرات کے حامیوں (12) اور دوسرے ایسے ویسے موقع پرستوں کے طور طریقوں' دلیلوں اور دھوکے کی باتوں کو لاجواب طور پر اپنا لیا۔ اب

ہم جو کچھ شیڈ مانوں اور نوسکیوں، کاؤتسکی اور ہلفرڈنگ کے بارے میں، اینیر اور وستیر لتز، اوٹو باوئیر اور فریتس ادلیر تو راتی اور لونگے کے بارے میں غیبتوں اور برطانیہ کی انڈ پنڈٹ لیبر پارٹی کے لیڈروں کے بارے میں پڑھتے ہیں، وہ سب ہم کو اکتا دینے والی تکرار اور جانے پہچانے، پرانے موضوع کا اعادہ معلوم ہوتا ہے (اور واقعی ہے بھی)۔ ہم یہ سب منشویکوں میں دیکھ چکے ہیں۔ تاریخ نے مذاق کیا اور پسماندہ ملک کے موقع پرستوں کو بعض ترقی یافتہ ملکوں کے موقع پرستوں کا پیش رو بنا دیا۔

اگر دوسری انٹرنیشنل کے سارے ہیرو دیوالئے ہو گئے ہیں اور سوویتوں اور سوویت اقتدار کی اہمیت اور رول کے بارے میں اپنے کو رسوا کر چکے ہیں، اگر اس مسئلے میں تین بہت اہم پارٹیوں کے لیڈروں نے جواب دوسری انٹرنیشنل کو چھوڑ چکی ہیں (یعنی جرمن انڈ پنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی (13)، فرانسیسی لونگے کے حامی اور برطانوی انڈ پنڈنٹ لیبر پارٹی) خاصکر ''نمایاں'' طور سے بدنامی مول لی ہے اور گمراہی اختیار کی ہے، اگر ان سب نے اپنے کو پیٹی بورژوا ڈیموکریسی کے تعصّبات کا غلام ثابت کیا ہے (بالکل 1948 ء کے پیٹی بورژوا لوگوں کے جذبے میں جو اپنے کو ''سوشل ڈیموکریٹ'' کہتے تھے'') تو ہم یہ سب منشویکوں کی مثال سے دیکھ چکے ہیں۔ تاریخ نے یہ مذاق کیا کہ روس میں 1905 ء کی سوویتوں کا جنم ہوا فروری -- اکتوبر 1917 ء میں منشویکوں نے سوویتوں کے رول اور اہمیت کو نہ سمجھ کر اپنے دیوالیہ پن کا اظہار کیا اور ان کو جعلی بنا دیا، اب سوویت اقتدار کا خیال ساری دنیا میں ابھرا ہے اور سارے ملکوں کے پرولتاریہ کے درمیان بے نظیر تیزی سے پھیل رہا ہے اور دوسری انٹرنیشنل کے پرانے ہیرو سوویتوں کے رول اور اہمیت کو

سمجھنے کی عدم صلاحیت کی وجہ سے بھی ہمارے منشویکوں کی طرح ہر طرف دیوالیہ ہو گئے ہیں۔ تجربے نے ثابت کیا ہے کہ پرولتاری انقلاب کے بعض اہم سوالوں کے بارے میں سارے ملکوں کو ناگزیر طور پر وہی کرنا ہوگا جو روس نے کیا ہے۔

ان خیالات کے باوجود جو آجکل یورپ اور امریکہ میں اکثر ملتے ہیں، بالشویکوں نے پارلیمانی اور (درحقیقت) بورژوا رپبلک کے خلاف اور منشویکوں کے خلاف اپنی فاتحانہ جدوجہد بہت ہوشیاری سے شروع کی اور اس کی تیاری کوئی آسان کام نہ تھا۔ مذکورہ دور کی ابتدا میں ہم نے حکومت کا تختہ الٹنے کی اپیل نہیں کی بلکہ سوویتوں کی ترتیب و تشکیل اور مزاج میں تبدیلی کے بغیر اس طرح تختہ الٹنے کے غیر ممکن ہونے کی وضاحت کی۔ ہم نے بورژوا پارلیمنٹ، آئین ساز اسمبلی کے بائیکاٹ کا اعلان نہیں کیا بلکہ کہا -- اور ہماری پارٹی کی اپریل (1917ء) کانفرنس کے بعد سرکاری طور پر پارٹی کی طرف سے کہا -- کہ آئین ساز اسمبلی رکھنے والی بورژوا رپبلک بہتر ہے آئین ساز اسمبلی نہ رکھنے والی بورژوا رپبلک سے، لیکن ''مزدوروں اور کسانوں کی رپبلک'' ''سوویت رپبلک کسی بھی بورژوا ڈیموکرٹک پارلیمانی رپبلک سے بہتر ہوگی۔ بغیر ایسی محتاط ہمہ گیر ہوشیارانہ اور طویل تیاری کے ہم نے نہ تو اکتوبر 1917ء میں فتح حاصل کی ہوتی اور نہ اس فتح کو استوار کر سکتے۔

(4)

مزدور تحریک کے اندر کس طرح دشمنوں سے جدوجہد میں بالشویزم پروان چڑھا، تپا اور پختہ ہوا؟

سب سے پہلے اور زیادہ تر اس موقع پرستی کے خلاف جدوجہد میں جو 1914

ءمیں قطعی طور پر سوشل شاونزم میں تبدیل ہوگئی اور جس نے قطعی طور پر پرولتاریہ کے خلاف بورژوازی کی طرفداری کی۔ قدرتی طور پر مزدور طبقے کی تحریک کے اندر بالشویزم کی یہی خاص دشمن تھی۔ یہ اب بھی بین الاقوامی پیانے پر خاص دشمن ہے۔ بالشویک اس دشمن کی طرف بڑی توجہ دیتے رہے تھے اور اب بھی دے رہے ہیں۔ بالشویکوں کی سرگرمی کا یہ پہلو اب غیر ملکوں میں بھی کافی شہرت حاصل کر چکا ہے۔

مزدور طبقے کے اندر بالشویزم کے دوسرے دشمن کی بات اور ہے۔ دوسرے ملکوں میں اس کے بارے میں بہت کم معلومات ہیں کہ بالشویزم اس پیٹی بورژوا انقلابیت کے خلاف جدوجہد کے طویل برسوں میں پروان چڑھا مضبوط ہوا اور پختہ بنا جو انارکسزم کی مہک رکھتی ہے یا اس سے کچھ نہ کچھ مستعار لیتی ہے جو پائدار پرولتاری طبقاتی جدوجہد کے شرائط اور تقاضوں پر کسی نہ کسی طرح پوری نہیں اترتی ہے۔ مارکسسٹوں کیلئے نظریاتی طور پر یہ پوری طرح ثابت ہوگیا ہے۔ اور یورپ کے تمام انقلابوں اور انقلابی تحریکوں کے تجربے نے اس کی پوری تصدیق کی ہے۔ کہ چھوٹا صاحب جائداد چھوٹا مالک (ایک سماجی ٹائپ جس کی بہت سے یورپی ملکوں میں کافی وسیع اور کثیر تعداد میں نمائندگی ہے) جو سرمایہ دار نظام میں مستقل جبر و تشدد کا اور اکثر حالات زندگی میں انتہائی شدید اور تیز ابتری و بربادی کا شکار رہتا ہے' آسانی سے انقلابی شدائد تک پہنچ سکتا ہے' لیکن تحمل' تنظیم' ضابطے اور استقلال کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ سرمایہ داری کی دہشتوں سے "بدحواس" پیٹی بورژوا' یہ ایسا معاشرتی مظہر ہے جو انارکسزم کی طرح سارے سرمایہ دار ملکوں کی خصوصیت ہے۔ ایسی انقلابیت کی ناپائیداری اور اس کا بانجھ پن' تابعداری' بددلی تو ہم اور حتیٰ کہ کسی نہ کسی بورژوا "فیشن ایبل" رجحان کی طرف "جنون آمیز" کشش میں تیزی سے

اس کی تبدیلی کی صلاحیت -- یہ ساری باتیں عام طور پر سب کو معلوم ہیں۔لیکن ان حقائق کا نظریاتی یا تجریدی اعتراف انقلابی پارٹیوں کو پرانی غلطیوں سے بری طرح نہیں کر دیتا جو ہمیشہ غیر متوقع مواقع پر نمودار ہوتی ہیں' کچھ نئی شکل میں' ایسے بھیس یا ماحول میں جو پہلے نہیں دیکھا گیا تھا' انوکھی -- کم و بیش انوکھی صورتحال میں۔

انارکسزم اکثر مزدور طبقے کی تحریک کے موقع پرست گناہوں کیلئے ایک طرح کی سزا رہا ہے۔دونوں نقائص میں تال میل رہا ہے۔اور اگر روس میں' بمقابلہ یورپی ملکوں کے اس کی آبادی کی زیادہ پیٹی بورژوا تشکیل کے باوجود' انارکسزم کا اثر دو انقلابوں (1905ء اور 1917ء) اور ان کی تیاری کے دوران بہت ہی کم تھا تو اس کیلئے بلاشبہ بالشویزم ایک حد تک قابل تعریف ہے جس نے موقع پرستی کے خلاف ہمیشہ انتہائی اور غیر مصالحانہ جدوجہد کی ہے۔میں "ایک حد تک" کہتا ہوں کیونکہ روس میں انارکسزم کو کمزور کرنے کے کام میں اور زیادہ اہم رول اس بات نے ادا کیا کہ ماضی میں (19ویں صدی کی آٹھویں دھائی میں) انارکسزم نے غیر معمولی طور پر ترقی کی اور آخری حد تک اپنی غلطیوں کو' انقلابی طبقے کیلئے رہنما نظریے کی حیثیت سے اپنی نامعقولیت کو آشکار کر دیا۔

1903ء میں جب بالشویزم نمودار ہوا تو اس نے پیٹی بورژوازی' نیم نراجی (یا اتائی نراجی) انقلابیت کے خلاف شدید جدوجہد کی روایت کو اپنایا' ایسی روایت کو جو ہمیشہ سے انقلابی سوشل ڈیموکریسی میں موجود تھی اور 3-1900ء کے دوران ہمارے ملک میں خاص طور سے مضبوط ہو گئی تھی جبکہ روس میں انقلابی پرولتاریہ کی ایک عوامی پارٹی کی بنیادیں ڈالی جا رہی تھیں۔بالشویزم نے اس پارٹی کے خلاف جدوجہد کو سنبھالا اور جاری رکھا جو سب سے زیادہ پیٹی بورژوا انقلابیت کے

رجحانات کا اظہار کرتی تھی یعنی ''سوشلسٹ انقلابیوں'' کی پارٹی سے ۔ یہ جدوجہد تین اہم نکات پر ہو رہی تھی ۔ اول تو اس پارٹی نے جو مارکسزم کو مسترد کرتی تھی' کوئی سیاسی اقدام کرنے سے پہلے طبقاتی طاقتوں اور ان کے باہمی تعلقات کے سخت معروضی جائزے کی ضرورت کو سمجھنے سے ضد کے ساتھ منکر تھی ۔ (یہ کہنا زیادہ ٹھیک ہوگا کہ نہیں سمجھ سکتی تھی) ۔ دوسرے' یہ پارٹی اپنی خاص ''انقلابیت'' یا ''بایاں پن'' انفرادی دہشت پرستی اور قاتلانہ اقدامات کو تسلیم کرنے میں سمجھتی تھی جس کو ہم مارکسسٹ قطعی طور پر مسترد کرتے تھے ۔ ظاہر ہے کہ ہم نے انفرادی دہشت پرستی کو صرف مصلحتاً مسترد کیا جبکہ وہ لوگ جنہوں نے ''اصولی طور پر'' عظیم فرانسیسی انقلاب کی دہشت کی یا عام طور پر' ساری دنیا کی بورژوازی سے گھری ہوئی فتحیاب انقلابی پارٹی کی دہشت کی مذمت کی ان کا مذاق و مضحکہ پلیخانوف نے 3-1900 ء میں ہی اڑایا تھا جب وہ مارکسسٹ اور انقلابی تھا ۔ تیسرے ''سوشلسٹ انقلابی'' جرمن سوشلسٹ ڈیموکریٹک پارٹی کی نسبتاً غیر اہم موقع پرست خامیوں پر ہنسنے کو ''بایاں پن'' سمجھتے تھے جبکہ وہ اس پارٹی کے شدید موقع پرستوں کی خود نقل کرتے تھے مثلاً زرعی مسئلے میں یا پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے مسئلے میں ۔

برسبیل تذکرہ' تاریخ نے اب وسیع اور عالمی پیمانے پر اس رائے کی تصدیق کر دی ہے جس کی وکالت ہم نے ہمیشہ کی یعنی یہ کہ انقلابی جرمن سوشل ڈیموکریسی (غور کیجئے کہ 3-1900 ء میں ہی پلیخانوف نے برنشٹائن کو پارٹی سے نکالنے کا مطالبہ کیا تھا اور 1913 ء میں بالشویکوں نے اس روایت کو جاری رکھتے ہوئے لیگین کی ساری ذلالت' کمینگی اور غداری کا پردہ چاک کیا) ایسی پارٹی سے بالکل قریب ہو گئی تھی جو انقلابی پرولتاریہ کو فتح حاصل کرنے کیلئے چاہئے تھی ۔ اب

1920ء میں جنگ کے دور اور جنگ کے بعد کے پہلے برسوں کی تمام شرمناک تباہیوں اور بحرانوں کے بعد یہ بات صاف دکھائی دیتی ہے کہ تمام مغربی پارٹیوں میں سے جرمن انقلابی سوشل ڈیموکریسی نے ہی زیادہ اچھے لیڈر دئے اور دوسروں کے مقابلے میں جلدی سنبھالا لیا‘صحت مند بنی اور دوبارہ مضبوط ہو گئی۔ یہ اسپارٹاک والوں (14) کی پارٹی اور ’’جرمن انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی‘‘ کے بائیں پرولتاری بازو میں دیکھا جا سکتا ہے جو کاؤتسکیوں ‘ہلفر ڈنگوں‘لیڈروں اور کریسپیوں کی موقع پرستی اور بے کرداری کے خلاف اٹل جدوجہد کر رہی ہے۔اگر ایک مکمل تاریخی دور پر نظر ڈالی جائے یعنی پیرس کمیون (15) سے پہلی سوشلسٹ سوویت ریپلک تک تو انارکسزم کی طرف مارکس ازم کا عام رویہ قطعی واضح اور مسلمہ ہو جاتا ہے۔آخر کار مارکسزم صحیح ثابت ہوا اور اگر انارکسٹوں نے زیادہ تر سوشلسٹ پارٹیوں کے درمیان ریاست کے بارے میں پھیلے ہوئے موقع پرست نظریات کو بجا طور پر آشکار کیا تو اول‘اس موقع پرستی کا تعلق ریاست کے بارے میں مارکس کے خیالات کی توڑ مروڑ اور حتیٰ کہ ان کو چھپانے سے تھا (میں نے اپنی کتاب ’’ریاست اور انقلاب‘‘ میں یہ بتایا ہے کہ ببل نے اینگلس کا ایک خط 36 سال تک 1875ء سے 1911ء تک چھپائے رکھا جس میں ریاست کے بارے میں رائج سوشل ڈیموکریٹک خیالات کی موقع پرستی کا خاص وضاحت‘شدت‘صفائی اور صراحت کے ساتھ پردہ چاک کیا گیا تھا*)‘دوسرے‘ان موقع پرست خیالات کی تصحیح اور سوویت اقتدار اور بورژوا پارلیمانی جمہوریت پر اس کی برتری کا اعتراف سب سے زیادہ وسیع پیانے پر اور تیزی سے یورپی اور امریکی سوشلسٹ پارٹیوں کے مارکسی رجحانات کے اندر ہوا۔

بالشویزم نے خود اپنی پارٹی کے اندر ''بائیں'' انحرافات کے خلاف جو جدوجہد چلائی اس نے دو موقعوں پر خاص طور سے وسیع صورت اختیار کر لی: 1908ء میں اس سوال پر کہ آیا انتہائی رجعت پرست ''پارلیمنٹ'' اور مزدوروں کی ان جائز انجمنوں میں شرکت کی جائے یا نہیں جن پر انتہائی رجعت پرست قوانین کے ذریعہ پابندیاں عائد کی جا رہی تھیں اور پھر 1918ء میں (بریست کا معاہدہ (16)) اس سوال پر کہ کون سا ''سمجھوتہ'' ٹھیک ہوگا۔

1908ء میں ''بائیں بازو'' کے بالشویکوں کو ہماری پارٹی سے نکال دیا گیا کیونکہ انہوں نے انتہائی رجعت پرست ''پارلیمنٹ'' میں شریک ہونے کی ضرورت کو ضد کے ساتھ سمجھنے سے انکار کر دیا (17)۔ ''بائیں بازو'' والوں نے جن میں بہت سے شاندار انقلابی تھے جو بعد کو کمیونسٹ پارٹی کے قابل تعریف ممبر ہوئے (اور اب بھی ہیں)-- 1905ء کے بائیکاٹ کے کامیاب تجربے کو خاص طور سے اپنی بنیاد بنایا۔ جب اگست 1905ء میں زار نے ایک مشاورتی ''پارلیمنٹ'' (18) کے انعقاد کا اعلان کیا تو بالشویکوں نے تمام مخالف پارٹیوں اور منشویکوں کی شدید مخالفت کی حالت میں اس کے بائیکاٹ کی اپیل کی اور 1905ء کے اکتوبر انقلاب نے (19) واقعی اس ''پارلیمنٹ'' کا صفایا کر دیا۔ اس وقت بائیکاٹ صحیح ثابت ہوا' اس وجہ سے نہیں کہ رجعت پرست پارلیمنٹوں میں عدم شرکت عام طور پر صحیح ہے بلکہ اس وجہ سے کہ ہم نے معروضی حالت کا صحیح اندازہ لگایا جو تیزی کے ساتھ عوامی ہڑتال کو پہلے سیاسی ہڑتال اور پھر انقلابی ہڑتال بنا رہی تھی اور آخر کار اس کو بغاوت میں تبدیل کر رہی تھی۔ علاوہ ازیں اس وقت جدوجہد اس * دیکھئے اس ایڈیشن کا حصہ دوم' صفحہ 230۔ (ایڈیٹر)

سوال پر مرکوز تھی کہ آیا پہلی نمائندہ اسمبلی کا انعقاد زار پر چھوڑ دیا جائے یا پرانی حکومت سے اس کے انعقاد کو چھین لینے کی کوشش کی جائے۔ جب اس بات کا یقین قطعی نہیں رہا اور نہ ہو سکتا تھا کہ معروضی حالت اسی طرح کی ہوگی اور اس حالت کے ارتقا کا اسی سمت میں اور اسی رفتار سے قطعی یقین بھی نہ رہا تو اب بائیکاٹ ٹھیک نہیں تھا۔

1905ء میں ''پارلیمنٹ'' کے بالشویک بائیکاٹ نے انقلابی پرولتاریہ کو بیش بہا سیاسی تجربے سے مالا مال کیا اور دکھایا کہ جب جدوجہد کی جائز پارلیمانی اور غیر پارلیمانی شکلیں مخلوط کر دی جاتی ہیں تو کبھی کبھی پارلیمانی شکلوں کو مسترد کرنا کارآمد حتی کہ ضروری ہوتا ہے۔ بہر حال اس تجربے کو اندھوں کی طرح نقل کر کے اور بلا سمجھے بوجھے دوسری حالات اور دوسرے مواقع پر استعمال کرنا بہت بڑی غلطی ہوگی۔ 1906ء میں ''دوما'' کا بائیکاٹ غلطی تھی' اگرچہ ایک چھوٹی اور آسانی سے ٹھیک کی جانے والی غلطی۔ 1907ء 1908ء اور بعد کے برسوں میں ''دوما'' کا بائیکاٹ ایک انتہائی سنگین غلطی تھی جس کو ٹھیک کرنا مشکل تھا کیونکہ اس وقت ایک طرف انقلابی لہر کے تیزی سے اٹھنے اور اس کے بغاوت میں تبدیل ہونے کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی اور دوسری طرف بورژوا شاہی کی تجدید سے تعلق رکھنے والی ساری تاریخی صورتحال کا تقاضہ یہ تھا کہ قانونی اور غیر قانونی سرگرمیوں کو متحد کر دیا جائے۔ آج' جب ہم اس مکمل تاریخی دور پر نظر ڈالتے ہیں' جس کا تعلق بعد کے ادوار سے بالکل واضح ہو گیا ہے' یہ بات انتہائی صاف ہو جاتی ہے کہ 14-1908ء میں بالشویک پرولتاریہ کی انقلابی پارٹی کا قلب نہیں برقرار رکھ سکتے تھے (اس کو مضبوط کرنے اور

فروغ دینے کی بات تو جانے دیجئے) اگر انہوں نے انتہائی شدید جدوجہد میں یہ نقطہ نظر نہ اختیار کیا ہوتا کہ جدوجہد کی قانونی اور غیر قانونی شکلوں کو متحد کرنا لازمی ہے اور انتہائی رجعت پرست پارلیمنٹ اور متعدد دوسرے اداروں میں (بیماروں کی سہولتوں کی انجمنوں وغیرہ) جو رجعت پرست قوانین تک محدود تھے شرکت کرنا لازمی ہے۔

---

* جس بات کا اطلاق افراد پر ہوتا ہے اس کا اطلاق ضروری تبدیلیوں کے ساتھ سیاست اور پارٹیوں پر بھی ہوتا ہے۔ سمجھدار وہی ہوتا ہے جو غلطی نہ کرے۔ نہ تو ایسے لوگ ہیں اور نہ ہوسکتے ہیں سمجھدار وہ ہے جس کی غلطیاں بہت سنگین نہیں ہوتیں اور جو ان کو آسانی اور تیزی کے ساتھ ٹھیک کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

1918ء میں حالات پھوٹ تک نہیں پہنچے تھے۔ اس وقت ''بائیں بازو'' کے کمیونسٹوں (20) نے ہماری پارٹی کے اندر صرف ایک علیحدہ گروہ یا ''جتھ'' بنا لیا تھا اور وہ بھی بہت دنوں کیلئے نہیں۔ اسی سال' 1918ء میں ''بائیں بازو کی کمیونزم'' کے انتہائی نمایاں نمائندوں مثلاً کامریڈ رادیک اور بوخارین نے کھلم کھلا اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ ان کو معلوم ہوا کہ بریست کا معاہدہ سامراجیوں سے سمجھوتہ تھا جو اصولی طور پر نا قابل معافی اور انقلابی پرولتاریہ کی پارٹی کیلئے نقصان دہ تھا۔ یہ واقعی سامراجیوں سے سمجھوتہ تھا۔ لیکن یہ ایسا سمجھوتہ تھا جس کو ان حالات میں کرنا ہی تھا۔

آج' جب بریست کے معاہدے پر دستخط کرنے کے بارے میں اپنے طریقہء کار پر مثال کیلئے ''سوشلسٹ انقلابیوں'' کے حملے کے بارے میں سنتا ہوں یا جب میں کامریڈ لینسبیری کو اپنے ساتھ ایک گفتگو میں یہ کہتے سنتا ہوں'' ہمارے

برطانوی ٹریڈ یونین لیڈر کہتے ہیں کہ اگر بالشویکوں کیلئے سمجھوتہ کرنا جائز تھا تو ان کیلئے بھی سمجھوتہ کرنا جائز ہے‘‘ میں عام طور پر اس کا جواب سب سے پہلے اس سادہ اور ’’مقبول عام‘‘ مثال سے دیتا ہوں:

تصور کیجئے کہ آپ کی موٹر کار مسلح ڈاکوؤں نے روک لی۔ آپ نے ان کو اپنے پیسے‘ پاسپورٹ‘ ریوالور اور کار حوالے کر دی۔ اس کے بدلے میں آپ کو ڈاکوؤں کے خوشگوار ساتھ سے چھٹکارہ مل گیا۔ یہ بلاشبہ سمجھوتہ ہے۔ ’’Do ut des‘‘ (میں تم کو اپنے پیسے‘ اسلحہ اور کار ’’دیتا‘‘ ہوں تاکہ تم مجھ کو اپنے پاس سے صحیح سلامت نکل جانے کا موقع ’’دو‘‘)۔ بہر حال کوئی ایسا سمجھدار آدمی پانا مشکل ہوگا جو ایسے سمجھوتے کو ’’اصولی طور پر نا قابل قبول‘‘ قرار دے یا جو سمجھوتہ کرنے والے کو ڈاکوؤں کا معاون کہے (چاہے ڈاکو کار اور اسلحہ کو مزید ڈکیتیوں کیلئے کیوں نہ استعمال کریں)۔ جرمن سامراج کے ڈاکوؤں سے ہمارا سمجھوتہ بھی ٹھیک اسی قسم کا سمجھوتہ تھا۔

لیکن جب 1914-18 ء میں اور پھر 1918-20 ء میں‘ روس میں منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں نے اور جرمنی میں شیڈ مان والوں (اور بڑی حد تک کاؤتسکی کے حامیوں) نے‘ آسٹریا میں اوٹو باوئر اور فریڈرک ادلیر نے (رینیر اور کمپنی کا تو کوئی ذکر نہیں) فرانس میں رینا ڈیل اور لونگے اینڈ کمپنی نے‘ برطانیہ میں فیبئنوں‘ ’’انڈپنڈنٹ‘‘ اور ’’ترودووِیک‘‘ (’’لیبرسٹ‘‘ (21) نے اپنی بورژوازی اور کبھی کبھی ’’اتحادی‘‘ بورژوازی کے ساتھ اپنے ملکوں کے انقلابی پرولتاریہ کے خلاف سمجھوتے کیئے تو یہ سب حضرات واقعی ڈاکوؤں کے معاونوں کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔

نتیجہ صاف ہے: سمجھوتوں کو "اصولی طور پر" مسترد کرنا' عام طور پر سمجھوتوں کے جواز کو مسترد کرنا وہ چاہے جس طرح کے ہوں ایسی طفلانہ بات ہے جس پر سنجیدگی سے غور کرنا بھی مشکل ہے۔ایک ایسے سیاسی لیڈر کو جو انقلابی پرولتاریہ کیلئے کارآمد بننا چاہتا ہے ایسے ہی سمجھوتوں کے ٹھوس معاملات میں امتیاز کرنا چاہئے جو ناقابل معافی اور موقع پرستی اور دغا بازی کا اظہار ہیں اس کو چاہیے کہ ان ٹھوس سمجھوتوں کے خلاف نکتہ چینی کی ساری طاقت' بیدریغ بھانڈا پھوڑنے اور ان تھک جدوجہد کا سارا زور لگا دے اور تجربہ کار" کاروباری" سوشلسٹوں اور پارلیمانی یسوعیوں کو" عام طور پر سمجھوتوں" کے بارے میں مباحثوں کے ذریعے اپنی ذمہ داری سے نکل بھاگتے اور چرکا دینے کی اجازت نہ دے۔اسی طریقے سے برطانوی ٹریڈ یونینوں کے "لیڈر" صاحبان اور فیبئن سوسائٹی اور "انڈیپنڈنٹ" لیبر پارٹی کے بھی اس غداری کی ذمہ داری سے اپنا پیچھا چھڑاتے ہیں جس کے وہ مرتکب ہوئے ہیں کیونکہ انہوں نے ایسا سمجھوتہ کیا ہے جو واقعی بدترین قسم کی موقع پرستی' دغا بازی اور غداری کے برابر ہے۔

سمجھوتوں کی مختلف قسمیں ہیں۔ ہر سمجھوتے یا سمجھوتے کی ہر قسم کی صورتحال اور ٹھوس حالت کا تجزیہ کرنے صلاحیت رکھنا چاہیے۔آدمی کو اس شخص میں جس نے اپنے پیسے اور اسلحہ ڈاکوؤں کے حوالے کردئے ہیں تاکہ وہ ان کی بری حرکتوں کو کم کر سکے اور ان کے قتل و غارت میں سہولت پیدا کر سکے اور اس شخص کے درمیان امتیاز کرنا چاہئے جو اپنا پیسہ اور اسلحہ ڈاکوؤں کو دیتا ہے تاکہ ان کی لوٹ مار میں شریک دار بن سکے۔سیاست میں یہ کسی طرح ہمیشہ ایسی سیدھی سادی بات نہیں ہوتی جیسی کہ طفلانہ طور پر سادہ مثال میں۔بہر حال جو شخص بھی مزدوروں کیلئے کوئی اسی قسم کا نسخہ

سوچنا چاہتا ہے جوان کو تمام صورتوں کیلئے بالکل بنے بنائے تیار حل مہیا کریگا یا یہ وعدہ کرتا ہے کہ انقلابی پرولتاریہ کی پالیسی کو کبھی مشکل یا پیچیدہ صورتحال کا سامنا نہیں کرنا پڑیگا وہ شخص محض جعل ساز ہے۔

غلط ترجمانی کی کوئی گنجائش نہ چھوڑنے کیلئے میں ٹھوس سمجھوتوں کے تجزئے کیلئے کئی بنیادی قواعد کا خاکہ پیش کرنے کی کوشش کرونگا چاہے وہ بہت ہی مختصر کیوں نہ ہو۔

جس پارٹی نے بریست کے معاہدے پر دستخط کرکے جرمن سامراجیوں کے ساتھ سمجھوتہ کیا وہ 1914ء کے آخر سے ہی عملی طور پر اپنی بین قوالامیت کو پروان چڑھا رہی تھی۔ وہ زارشاہی کی شکست کی اپیل کرنے اور دو سامراجی لٹیروں کے درمیان جنگ میں ''ملک کے دفاع'' کی مذمت کرنے سے نہیں ڈرتی تھی۔ اس پارٹی کے پارلیمانی نمائندے بورژوا حکومت کے وزارتی عہدوں کی طرف جانے والے راستے کو اختیار کرنے کے مقابلے میں سائبیریا میں جلا وطنی کو ترجیح دیتے تھے۔ زارشاہی کا تختہ الٹنے اور جمہوری ریپلک قائم کرنے والے انقلاب نے اس پارٹی کیلئے ایک نئی اور زبردست آزمائش پیش کی --اس نے ''اپنے'' سامراجیوں کے ساتھ کوئی سمجھوتے نہیں کئے بلکہ تیاری کرکے ان کا تختہ الٹ دیا۔ جب اس نے سیاسی اقتدار پایا تو اس نے نہ تو جاگیرداروں کی اور نہ سرمایہ داروں کی ملکیت کا کوئی نشان باقی چھوڑا۔ سامراجیوں کے خفیہ معاہدوں کا کھلا اعلان کرکے اور ان کو ختم کر کے اس پارٹی نے تمام قوموں کے سامنے امن کی تجویز پیش کی اور بریست کے لٹیروں کے دباؤ کو صرف اس وقت مانا جب برطانوی فرانسیسی سامراجیوں نے صلح کو ناکام بنا دیا اور بالشویک، جرمنی اور دوسرے ملکوں میں جلد انقلاب لانے کیلئے امکانی

طور پر جو کچھ کر سکتے تھے کر چکے۔ اس سمجھوتے کا قطعی صحیح ہونا جو ایسی پارٹی نے ایسی صورت حال میں کیا تھا روز بروز زیادہ صاف اور واضح ہوتا جا رہا ہے۔

روس میں منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں نے (20-1914ء میں ساری دنیا میں دوسری انٹرنیشنل کے لیڈروں کی طرح) غداری سے ابتدا کی -- براہ راست یا بالواسطہ "ملک کے دفاع" یعنی خود اپنی لٹیری بورژوازی کے دفاع کو بجا قرار دیکر۔ انہوں نے خود اپنے ملک کی بورژوازی کے ساتھ ائتلاف کر کے اور خود اپنی بورژوازی کے ساتھ مل کر خود اپنے ملک کی انقلابی پرولتاریہ کے خلاف لڑتے ہوئے غداری جاری رکھی۔ انکا بلاک پہلے روس میں کیرینسکی اور کیڈیٹوں (22) کے ساتھ اور پھر کولچاک اور پھر ڈینکن کے ساتھ، بیرون ملک ان کے ہم خیالوں کے اپنے اپنے ملکوں کی بورژوازی کے بلاک کی طرح درحقیقت پرولتاریہ کے خلاف دغا دیکر بورژوازی کی طرف بھاگ جانا تھا۔ ابتدا سے لیکر آخر تک سامراج کے لٹیروں سے ان کے سمجھوتہ کرنے کا مطلب سامراجی لوٹ میں شریک کار ہونا تھا۔

(5)

جرمنی میں ’’بائیں بازو‘‘ کا کمیونزم۔

لیڈر پارٹی، طبقہ اور عوام

جن جرمن کمیونسٹوں کا ہم اب ذکر کررہے ہیں وہ اپنے کو ’’بائیں بازو‘‘ کا نہیں کہتے بلکہ، اگر میں غلطی پر نہیں ہوں، تو ’’اصولی طور پر حزب مخالف‘‘ کہتے ہیں۔ بہرحال جو کچھ ذیل میں دیا جائے گا اس سے دیکھا جاسکتا ہے کہ وہ ’’بائیں بازو کی طفلانہ بیماری‘‘ کی ساری علامتیں ظاہر کرتے ہیں۔

’’فرینک فورٹ بر مائن کے مقامی گروپ‘‘ کا شائع کیا ہوا ایک پمفلٹ جو اس حزب مخالف کے نقطۂ نظر کی عکاسی کرتا ہے اور جس کا عنوان ہے ’’جرمنی کی کمیونسٹ پارٹی (اسپارٹا کس لیگ) میں پھوٹ‘‘ اس حزب مخالف کے خیالات کے نچوڑ کو انتہائی نمایاں طور پر اور بہت ہی صفائی اور اختصار کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ چند حوالے قاری کو اس نچوڑ سے متعارف کرانے کیلئے کافی ہوں گے:

’’کمیونسٹ پارٹی انتہائی باعزم طبقاتی جدوجہد کی پارٹی ہے...‘‘

’’... سیاسی طور پر یہ عبوری دور‘‘ (سرمایہ داری اور سوشلزم کے درمیان) ’’پرولتاری ڈکٹیٹر شپ کا ہے...‘‘

’’... سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ ڈکٹیٹر شپ کون بروئے کار لائے گا -- کمیونسٹ پارٹی یا پرولتاری طبقہ؟ .. اصولی طور پر کیا ہمیں کمیونسٹ پارٹی کی ڈکٹیٹر شپ کی کوشش کرنی چاہیئے یا پرولتاری طبقے کی ڈکٹیٹر شپ کیلئے؟ ..‘‘

(تمام Italics اصل کے مطابق ہیں۔)

پھر پمفلٹ کا مصنف جرمن کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کو جرمن انڈ پنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے ساتھ اتحاد کے راستے تلاش کرنے اور جدوجہد کے ''تمام سیاسی ذرائع کو'' ''جن میں پارلیمانیت بھی شامل ہے'' اصولی طور پر تسلیم کرنے کے سوال کو' اٹھانے کیلئے' جس کا محض مقصد انڈ پنڈنٹوں کے ساتھ اتحاد کی واقعی اور خاص کوششوں کو چھپانا ہے' عزم ٹھہراتا ہے۔ آگے چلکر پمفلٹ کہتا ہے:

''حزب مخالف نے دوسرا راستہ اختیار کیا ہے۔ اس کی رائے ہے کہ کمیونسٹ پارٹی کی حکمرانی اور پارٹی کی ڈکٹیٹر شپ کا سوال محض طریقہ کار کا سوال ہے۔ بہر صورت کمیونسٹ پارٹی کی حکمرانی پارٹی کی ہر حکمرانی کی آخری صورت ہے۔ اصولی طور پر ہمیں پرولتاری طبقے کی ڈکٹیٹر شپ کیلئے کوشش کرنی چاہئے۔ اور پارٹی کے تمام اقدامات' اس کی تنظیموں' جدوجہد کے طریقوں' حکمت عملی اور طریقہ کار کا رخ اسی مقصد کی طرف ہونا چاہئے۔ اس کے مطابق' دوسری پارٹیوں سے ہر طرح کے سمجھوتے' جدوجہد کی پارلیمانی شکلوں کی طرف ساری واپسی جو تاریخی اور سیاسی لحاظ سے فرسودہ ہو چکی ہیں اور پینترے بازی اور صلح جوئی کی ہر پالیسی کو پورے عزم کے ساتھ مسترد کر دینا چاہئے'' ۔ ''انقلابی جدوجہد کے مخصوص پرولتاری طریقوں پر زور دینا چاہئے۔ وسیع ترین بنیادوں پر اور وسیع ترین گنجائش کے ساتھ تنظیم کی نئی صورتیں پیدا کرنا چاہئے تاکہ کمیونسٹ پارٹی کی قیادت میں انتہائی وسیع پرولتاری حلقے اور پرت انقلابی جدوجہد میں شرکت کر سکیں۔ فیکٹری تنظیموں پر مبنی مزدوروں کی یونین کو تمام انقلابی عناصر مجتمع کرنے کی جگہ ہونی چاہئے۔ اس کو ان تمام مزدوروں کو متحد کرنا چاہئے جو اس نعرے کی پیروی کرتے ہیں کہ ''ٹریڈ یونینوں سے نکل آؤ!''

یہیں پر مجاہد پرولتاریہ اپنی وسیع جنگجو صفوں کو لڑائی کیلئے منظم کرتی ہے۔ طبقاتی جدوجہد' سوویت نظام اور ڈکٹیٹر شپ کو تسلیم کرنا ہی داخلے کیلئے کافی ہونا چاہئے۔ اس کے بعد مجاہد عوام کی ساری سیاسی تعلیم اور جدوجہد میں ان کی سیاسی رہنمائی کمیونسٹ پارٹی کا فریضہ ہے جو مزدور یونین کے باہر رہتی ہے...''

''... نتیجے میں دو کمیونسٹ پارٹیاں اب ایک دوسرے کے خلاف کھڑی ہیں:

''ایک لیڈروں کی پارٹی ہے جو انقلابی جدوجہد کو منظم کرکے اوپر سے اس کی رہنمائی کرنا چاہتی ہے' سمجھوتوں اور پارلیمانیت کو مانتی ہے تاکہ ایسی صورتحال پیدا کرسکیں جس میں وہ ڈکٹیٹر شپ پر عمل کرنے والی مخلوط حکومت میں شامل ہوسکے۔

''دوسری کثیر تعداد عوام کی پارٹی ہے جو نیچے سے انقلابی سیلاب کی توقع رکھتی ہے' جو جانتی ہے اور اس جدوجہد میں واحد طریقہ استعمال کرتی ہے۔ ایسا طریقہ جو صاف طور پر منزل کی طرف لے جاتا ہے' اور سارے پارلیمانی اور موقع پرست طریقوں کو مسترد کرتی ہے۔ یہ واحد طریقہ غیر مشروط طور پر بورژوازی کا تختہ الٹنا ہے تاکہ اس کے بعد سوشلزم کی تکمیل کیلئے پرولتاری طبقاتی ڈکٹیٹر شپ قائم کی جائے...
''

''... وہاں --لیڈروں کی ڈکٹیٹر شپ' یہاں-- کثیر تعداد عوام کی ڈکٹیٹر شپ! یہی ہمارا نعرہ ہے''۔

یہ ہیں موٹی موٹی خصوصیات جو جرمن کمیونسٹ پارٹی میں حزب مخالف کے خیالات کی کردار نگاری کرتی ہیں۔

کوئی ایسا بالشویک جس نے شعوری طور پر بالشویزم کو ترقی دینے میں 1903ء سے حصہ لیا ہے یا اس ترقی کا قریب سے مشاہدہ کیا ہے ان دلیلوں کو پڑھنے کے

بعد فوراً کہے گا ''کیسی پرانی اور جانی بوجھی بکواس ہے! کیا ''بائیں بازو'' کا بچپن ہے!''

لیکن ہم ان دلیلوں کا جائزہ ذرا زیادہ غور سے لیں گے۔

''پارٹی کی ڈکٹیٹر شپ یا طبقے کی ڈکٹیٹر شپ؟ لیڈروں کی ڈکٹیٹر شپ (پارٹی) یا عوام کی ڈکٹیٹر شپ (پارٹی)؟'' کے سوال کو محض پیش کرنا انتہائی نا قابل یقین اور بہت ہی گڈمڈ سوچ بچار کا ثبوت ہے۔ یہ لوگ بالکل کوئی انوکھی بات گھڑنا چاہتے ہیں اور ہوشیار بننے کی کوشش میں اپنے کو مضحکہ انگیز بنا دیتے ہیں۔ یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ عوام طبقات میں تقسیم ہیں' کہ طبقوں سے عوام کا مقابلہ محض اس وقت ممکن ہے جب عام طور پر وسیع اکثریت کا مقابلہ' جو پیداوار کے سماجی سسٹم میں اپنی پوزیشن کے لحاظ سے تقسیم نہیں کی گئی ہے' ان پرتوں سے کیا جاتا ہے جو پیداوار کے سماجی سسٹم میں خاص پوزیشن اختیار کرتے ہیں' کہ قاعدے کے مطابق زیادہ تر صوتوں میں' کم از کم آجکل کے مہذب ملکوں میں' طبقات کی رہنمائی سیاسی پارٹیاں کرتی ہیں' کہ سیاسی پارٹیوں کو عام طور پر کم و بیش ایسے ٹھوس گروہ چلاتے ہیں جو انتہائی مستند' با اثر اور تجربے کار لوگوں پر مشتمل ہوتے ہیں جن کو انتہائی ذمہ دار منصبوں کیلئے منتخب کیا جاتا ہے اور جو لیڈر کہلاتے ہیں۔ یہ سب ابتدائی باتیں ہیں۔ یہ سب صاف اور سادہ ہے۔ اس کی جگہ پر گڑبڑ باتیں کیوں لائی جائیں۔ ایک طرف تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ الجھ گئے ہیں جب انہوں نے اپنے کو بیڈھب صورتحال میں پایا' جب پارٹی کے قانونی سے اچانک غیر قانونی صورت میں تبدیل ہونے سے لیڈروں' پارٹیوں' اور طبقوں کے درمیان مروجہ' عام اور معمولی تعلقات میں گڑبڑ ہوگئی۔ جرمنی میں' دوسرے یورپی ملکوں کی طرح لوگ قانونیت کے' باقاعدہ پارٹی کی

کانگریسوں میں ''لیڈروں'' کے آزاد اور صحیح انتخاب کے عادی ہیں' پارلیمانی انتخابوں' عام جلسوں اور پریس کے ذریعہ' ٹریڈ یونینوں اور دوسری انجمنوں وغیرہ کے جذبات کے ذریعہ پارٹی کی طبقاتی تشکیل کو آزمانے کے موزوں طریقے کے بیحد عادی بن گئے ہیں۔ جب ان مروجہ کاروائیوں کے بجائے انقلاب کے طوفانی ارتقا اور خانہ جنگی میں اضافے کیوجہ سے تیزی کے ساتھ قانونیت سے غیر قانونیت کی طرف جانا' دونوں کو متحد کرنا اور ''لیڈوروں کے گروہوں'' کو منتخب کرنے یا ان کی تشکیل کرنے یا ان کو قائم رکھنے کے ''غیر مناسب'' اور ''غیر جمہوری'' طریقوں کا اختیار کرنا ضروری ہو گیا تو لوگ اپنے حواسکھو بیٹھے اور کوئی بالکل خرافات بات سوچنے لگے۔ غالباً ہالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کے بعض ممبر (جو بدقسمتی سے ایسے چھوٹے ملک میں پیدا ہوئے تھے جو اعلیٰ خصوصی مراعات اور اعلیٰ پائیداری والی قانونیت کی روایات اور حالات رکھتا تھا' جنھوں نے قانونیت سے غیر قانونیت میں تبدیلی کبھی نہیں دیکھی تھی) انتشار میں مبتلا ہو گئے' اپنے حواس کھو بیٹھے اور ان فضول اختراعات کی تخلیق میں معاون ہوئے۔

دوسری طرف ''عوام'' اور ''لیڈروں'' کے الفاظ کا محض بے سوچا سمجھا اور بے رابطہ استعمال ہے جو ہمارے زمانے میں فیشن ایبل'' ہو گئے ہیں ان لوگوں نے بہت کچھ سنا ہے اور ''لیڈروں'' پر حملوں کے بارے میں اچھی طرح جان لیا ہے جن میں ان کو ''عوام'' کے مقابلے میں رکھا گیا ہے۔ پھر بھی وہ کوئی ایسی بات نہیں سوچ سکے جس سے معاملہ ان کیلئے صاف ہو جاتا۔

''لیڈروں'' اور ''عوام'' کے درمیان فرق کو خاص صفائی اور شدت کے ساتھ تمام ملکوں میں سامراجی جنگ کے آخر اور اس کے بعد لایا گیا۔ اس کے بنیادی سبب

کی مارکس اور اینگلس نے 1892-1852ء کے دوران برطانیہ کی مثالوں سے بہت بار وضاحت کی۔ برطانیہ کی اجارہ دارانہ پوزیشن نے ''عوام'' میں سے نیم پیٹی بورژوا اور موقع پرست ''مزدور اشرافیہ'' کی تخلیق کی۔ اس مزدور اشرافیہ کے لیڈر متواتر بورژوازی کی طرف جاتے رہے۔ اور براہ راست یا بالواسطہ اس کی کفالت میں رہے۔ مارکس نے اپنے لئے ان بدمعاشوں کی نفرت کی عزت حاصل کی کیونکہ انہوں نے کھلم کھلا ان کو غدار قرار دیا۔ جدید ترین (بیسویں صدی کی) سامراج نے چند ترقی یافتہ ملکوں کو غیر معمولی امتیازی پوزیشن دی جس کی بنیاد پر دوسری انٹرنیشنل میں ہر جگہ غدار قسم کے لیڈر پیدا ہو گئے -- موقع پرست 'سوشل شاونسٹ' جو اپنی حرفت کے 'اپنی مزدور اشرافیہ کے پرت کے مفادات کے علمبردار ہیں۔ ''عوام'' سے یعنی محنت کشوں کے وسیع ترین پرتوں' ان کی اکثریت' سب سے زیادہ کم اجرت پانے والے مزدوروں سے موقع پرست پارٹیوں کے کٹ جانے کی بنیاد پڑی۔ اس برائی سے جدوجہد کئے بغیر موقع پرست' سوشل غدار لیڈروں کو بے نقاب' بدنام اور راندہ کئے بغیر انقلابی پرولتاریہ کی جیت نہیں ہو سکتی۔ یہی وہ پالیسی ہے جو تیسری انٹرنیشنل (23) نے چلائی۔

اس سلسلے میں عام طور پر عوام کی ڈکٹیٹر شپ کا مقابلہ لیڈروں کی ڈکٹیٹر شپ سے کرنے تک جانا مضحکہ انگیز بیہودگی اور حماقت ہے۔ خاص طور سے دلچسپ بات تو یہ ہے کہ پرانے لیڈروں کے بجائے' جو معمولی باتوں کے بارے میں عام طور پر مسلمہ خیالات رکھتے ہیں' نئے لیڈر (''لیڈر مردہ باد'' کے نعرے کی آڑ میں) لائے جا رہے ہیں جو واہیات اور فضول بکواس کرتے ہیں۔ جرمنی میں لاؤفینبرگ'' وولفگیئم' ہورنر' کارل شرید رفریڈرک وینڈیل اور کارل ریلیر * ایسے ہی لوگ ہیں۔

موخرالذکر کی سوال کو ''گہرا'' کرنے کی کوشش اور سیاسی پارٹیوں کے غیر ضروری اور'' بورژوا ہونے'' کا اعلان اتنی بکواس کے ہر قلیسی ستون (25) ہیں کہ آدمی صرف ان پر ہاتھ ہی جھٹک سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک چھوٹی سی غلطی بہت بڑی بن سکتی ہے اگر اس غلطی پر ضد کی جائے' اگر اس کو گہرائی سے ثابت کیا جائے اور اسکو'' آخر تک چلایا جائے''۔

پارٹی کے اصولوں اور پارٹی کے ڈسپلن سے انکار--حزب مخالف میں یہ نوبت پہنچ گئی ہے۔ یہ بورژوازی کے حق میں پرولتاریہ کی مکمل تباہی کے مترادف ہے۔ یہ مترادف ہے پیٹی بورژوا کے انتشار' عدم استحکام اور استقلال' اتحاد اور ٹھوس عمل کیلئے عدم صلاحیت کے جن کی اگر ہمت افزائی کی جائے تو ناگزیر طور پر ہر پرولتاری انقلاب تباہ ہو جائے گا۔ کمیونزم کے نقطہ نظر سے پارٹی کے اصولوں سے انکار کا مطلب یہ ہے

---

* کارل پریلیر کے مضمون'' پارٹی کو توڑ دینا'' ('' کمیونسٹ مزدور اخبار'' (24) ہیمبرگ' 7 فروری 1920ء' شمارہ 32) میں کہا گیا ہے: '' مزدور طبقہ بورژوا جمہوریت کو تباہ کئے بغیر بورژوا ریاست کو تباہ نہیں کر سکتا اور وہ بورژوا جمہوریت کو پارٹیوں کے تباہ کئے بغیر تباہ نہیں کر سکتا۔''

لاطینی ملکوں کے بہت زیادہ سر پھرے سینڈیکیٹ والے اور انارکسٹ اس وقعہ سے'' اطمینان'' حاصل کر سکتے ہیں کہ وہ ٹھوس جرمن جو بظاہر اپنے کو مارکسٹ سمجھتے ہیں (مندرجہ بالا اخبار میں اپنے مضامین کے ذریعہ ک۔ پریلیر اور ک۔ ہورنر نے صاف طور پر دکھایا ہے کہ وہ اپنے کو ٹھوس مارکسسٹ سمجھتے ہیں۔ لیکن انتہائی مضحکہ انگیز طریقے سے ناقابل یقین بکواس کرتے ہیں اور یہ ظاہر کر دیتے ہیں کہ وہ مارکس

ازم کی الف بے بھی نہیں جانتے) وہ انتہائی نامعقول بیان دیتے ہیں۔صرف مارکس ازم کو مان لینے ہی سے کوئی غلطیوں سے بری نہیں ہو جاتا۔ روسی اس کو بخوبی جانتے ہیں کیونکہ ہمارے یہاں مارکس ازم اکثر ''فیشن ایبل'' رہا ہے۔ کہ سامراج کی تباہی سے قبل والے دور میں (جرمنی میں) چھلانگ لگائی جائے کمیونزم کی نچلی یا وسطی منزل کی طرف نہیں بلکہ اونچی منزل کی طرف۔ ہم روس میں (بورژوازی کا تختہ الٹنے کے بعد تیسرے سال۔ سرمایہ داری سے سوشلزم کی طرف عبور کے یا کمیونزم کی بالکل نچلی منزل کی طرف پہلے قدم اٹھا رہے ہیں۔ پرولتاریہ کی فتح کی بعد طبقات باقی ہیں اور ہر جگہ برسوں تک باقی رہیں گے۔ ممکن ہے کہ برطانیہ میں جہاں کسان نہیں ہیں (لیکن بہرحال چھوٹے چھوٹے مالک ہیں) اس کی مدت کم ہو۔ طبقات کے خاتمے کا مطلب محض زمین داروں اور سرمایہ داروں کو نکال پھینکنا نہیں ہے۔ اس کو ہم نے مقابلتاً آسانی سے کرلیا۔ اس کا مطلب چھوٹے اشیائے تجارت کی پیداوار کرنے والوں کا خاتمہ بھی ہے اور انکو نکالنا ممکن نہیں' ان کو کچلنا ممکن نہیں' ہمیں ان کے ساتھ رہنا سہنا چاہئے' ان کو صرف بہت ہی طویل' سست رفتار اور محتاط تنظیمی کام کے ذریعہ بدلا جا سکتا ہے (اور بدلنا چاہئے) اور پھر سے تربیت دی جا سکتی ہے۔ وہ پرولتاریہ کو ہر طرف سے پیٹی بورژوا فضا سے گھیرے ہوئے ہیں جو پرولتاریہ کے اندر جذب ہو کر اس کو خراب کرتی ہے۔ وہ پرولتاریہ کو بار بار پیٹی بورژوا بے کرداری' تفریق' انفرادیت اور ولولہ انگیزی سے یاس تک پہنچنے کے جذبات میں مبتلا کرتے ہیں۔ پرولتاریہ کی سیاسی پارٹی کے اندر انتہائی سخت مرکزیت اور ضابطے کی ضرورت ہے تاکہ اس کا مقابلہ کیا جا سکے' تاکہ پرولتاریہ کا تنظیمی رول (اور یہی اس کا خاص رول ہے) صحیح' کامیاب اور فاتحانہ طور پر ادا کیا جا سکے۔ پرولتاریہ کی

ڈکٹیٹر شپ پرانے سماج کی طاقتوں اور روایات کے خلاف ایک سخت جدوجہد ہے--خون آشام اور بے خون بہائے' تشدد آمیز اور پرامن' فوجی اور معاشی' تعلیمی اور انتظامی جدوجہد۔ لاکھوں اور کروڑوں لوگوں کی عادت کی طاقت سب سے زبردست طاقت ہے۔ جدوجہد میں فولادی اور پختہ بنی ہوئی پارٹی کے بغیر' زیرغور طبقے کے سارے ایماندار لوگوں کا اعتماد رکھنے والی پارٹی کے بغیر' اس پارٹی کے بغیر جو عوام کی مزاجی کیفیت کا مطالعہ کرے اور اس پر اثر انداز ہو' ایسی جدوجہد کامیابی سے چلانا ممکن نہیں ہے۔ بڑی مرکوز بورژوازی پر فتح حاصل کر لینا ہزار بار آسان ہے بمقابلہ اس کے کہ لاکھوں کروڑوں چھوٹی ملکیت رکھنے والوں کو ''جیتا'' جائے۔ وہ اپنی معمولی' روزمرہ کی' نظر نہ آنے والی' ناقابل گرفت اور انتشار آمیز سرگرمیوں سے وہی نتائج پیدا کرتے ہیں جنکی بورژوازی کو ضرورت ہے' جو بورژوازی کو بحال کرتے ہیں۔ جو بھی پرولتاری پارٹی کے فولادی ضابطے کو ذرا بھی کمزور کرتا ہے۔ (خاص طور سے اس کی ڈکٹیٹر شپ کے زمانے میں) وہ پرولتاریہ کے خلاف واقعی بورژوازی کی مدد کرتا ہے۔

لیڈروں--پارٹی--طبقے--عوام کے بارے میں سوال کے ساتھ ساتھ ''رجعت پرست'' ٹریڈ یونینوں کا سوال بھی اٹھانا چاہئے۔ لیکن پہلے میں اپنی پارٹی کے تجربے کی بنا پر چند آخری باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ ہماری پارٹی میں ''لیڈروں کی ڈکٹیٹر شپ'' پر ہمیشہ حملے کئے گئے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ پہلی بار اس طرح کا حملہ 1895ء میں کیا گیا جبکہ باقاعدہ طور پر پارٹی نہیں تھی لیکن پیٹرسبرگ میں مرکزی گروپ کی تشکیل ہو رہی تھی جس کو اضلاعی گروپوں کی قیادت سنبھالنی تھی (26)۔ ہماری پارٹی کی نویں کانگریس (اپریل 1920ء) میں ایک چھوٹا سا

حزب مخالف تھا۔ اس نے بھی ''لیڈروں کی ڈکٹیٹر شپ'' اور اولیگارشی'' وغیرہ کی مخالفت کی (27) اس لئے جرمنوں کے درمیان ''بائیں بازو کت کمیونزم'' کی ''طفلانہ بیماری'' میں کوئی حیرت انگیز' نئ اور خوفناک بات نہیں ہے۔ یہ بیماری بے خطر گزر جائے گی اور اس کے بعد جسمانی نظام اور بھی مضبوط ہو جائے گا۔ دوسری طرف' قانونی اور غیر قانونی کام کے تیز رفتار تبادلے نے' جسکا تعلق خاص طور عملے ہی کو یعنی لیڈروں ہی کو خاص طور سے چھپانے' خاص طور سے راز میں رکھنے کی ضرورت سے تھا' ہمارے لئے کبھی کبھی بہت ہی خطرناک حالات پیدا کر دیئے۔ سب سے بری بات یہ ہوئی کہ 1912ء میں بالشویکوں کی مرکزی کمیٹی میں مالینوفسکی جیسا جاسوس گھس آیا۔ اس نے دسیوں بہت اچھے اور انتہائی وفادار رفیقوں کے ساتھ دغا کی' ان کو عمر قید کی سخت سزا تک پہنچایا اور ان میں بہتوں کو موت کے گھاٹ تک پہنچانے میں جلدی کرائی اگر وہ اور زیادہ نقصان نہیں پہنچا سکا تو اس کی وجہ یہی تھی کہ ہمارے قانونی اور غیر قانونی کام کے درمیان صحیح توازن رکھا گیا تھا۔ پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور دوما کے ممبر کی حیثیت سے مالینوفسکی کو ہمارا اعتماد حاصل کرنے کی غرض سے اس کیلئے مجبور ہونا پڑا کہ وہ ہمیں قانونی روزنامہ اخبار قائم کرنے میں مدد دے جو زارشاہی میں بھی منشویکوں کی موقع پرستی کے خلاف جدوجہد کر سکے اور مناسب خفیہ صورت میں بالشویزم کے بنیادی اصولوں کو پھیلا سکے۔ ایک ہاتھ سے بالشویزم کے دسیوں بہترین کارکنوں کو عمر قید اور سزائے موت کیلئے بھیجتے ہوئے مالینوفسکی مجبور تھا کہ وہ دوسرے ہاتھ سے ہزاروں نئے بالشویکوں کی تربیت میں قانونی پریس کے ذریعہ مدد دے۔ وہ جرمن کامریڈ (اور انگریز' امریکی' فرانسیسی اور اطالوی بھی) جو رجعت پرست ٹریڈ یونینوں کے اندر انقلابی کام کرنے کے فریضے

سے دوچار ہیں'اس سے سبق حاصل کر سکتے ہیں*۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سے ملکوں میں'جن میں انتہائی ترقی یافتہ ممالک بھی ہیں'بورژوازی آج بھی کمیونسٹ پارٹیوں کے اندر جاسوس بھیج رہی ہے اور بھیجتی رہے گی۔اس خطرے کے خلاف لڑنے کا ایک طریقہ قانونی اور غیر قانونی کام کا مہارت کے ساتھ تال میل ہے۔

---

* مالینوفسکی جرمنی میں جنگی قیدی تھا۔روس کو واپسی پر'جبکہ بالشویک برسر اقتدار تھے'اس پر ہمارے مزدوروں نے مقدمہ چلایا اور اس کے گولی ماری۔منشویکوں نے ہماری اسی غلطی پر شدید نکتہ چینی کی کہ ایک جاسوس ہماری مرکزی کمیٹی کا ممبر تھا۔لیکن جب کیرنسکی کے زمانے میں ہم نے دوما کے صدر رودزیانکو کی گرفتاری اور اس پر مقدمہ چلانے کا مطالبہ کیا تھا کیونکہ وہ جنگ سے پہلے بھی جانتا تھا کہ مالینوفسکی جاسوس ہے اور اس نے ترودوویکوں (28) اور دوما کے اندر مزدوروں کو اس کی اطلاع نہیں دی تو کیرنسکی کی حکومت میں نہ تو منشویکوں اور نہ سوشلسٹ انقلابیوں نے ہمارے مطالبے کی حمایت کی اور رودزیانکو آزاد رہا اور بے روک دینکن کے ساتھ جا ملا۔

(6)

کیا انقلابیوں کو رجعت پرست ٹریڈ یونینوں میں کام کرنا چاہئے؟

جرمن ''بائیں بازو'' والے سمجھتے ہیں کہ ان کیلئے اس سوال کا جواب قطعی طور پر نفی میں ہے۔ان کے خیال میں ''رجعت پرست'' اور ''انقلاب کی مخالف'' ''ٹریڈ یونینوں کے خلاف جوشیلی تقریریں اور ان پر غصے میں برسنا ہی کافی ہے (جیسا کہ ک۔ہورنر نے خاص کر بڑی ہی ''سنجیدگی'' سے اور خاص کر بڑے ہی احمقانہ طریقے سے کیا ہے) یہ ''ثابت'' کرنے کیلئے کہ انقلابیوں کو اور کمیونسٹوں کو

زرد سوشل شاؤنسٹ' مالکوں سے سمجھوتہ کرنے والی' انقلاب مخالف اور لیگین کی ٹریڈ یونینوں میں کام کرنا غیر ضروری ہی نہیں بلکہ ممنوع ہے۔

''بائیں بازو'' والے جرمن چاہے کتنے ہی زوروں میں اپنے اس طریقہ کار کی انقلابیت پر اعتقاد رکھتے ہوں لیکن واقعہ یہ ہے کہ بنیادی طور پر ان کا فیصلہ غلط ہے اور خالی لفاظی کے سوا اس سے کچھ حاصل نہیں۔

اس بات کو صاف کرنے کیلئے' میں خود اپنے تجربے سے شروع کرتا ہوں' موجودہ پمفلٹ کے عام منصوبے کی حد میں رہ کر' جس کا مقصد یہ ہے کہ بالشویزم کی تاریخ اور اس کے موجودہ طریقہ کار میں جو بات عام استعمال' عام جواز اور عام طور سے سب کیلئے لازم ہے' اسے مغربی یورپ پر صادق کر کے دکھایا جائے۔

لیڈروں --پارٹی-- طبقے--عوام کا جو باہمی تعلق ہے' اور اسی کے ساتھ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ اور اس کی پارٹی کا ٹریڈ یونینوں سے جو تعلق ہے' روس میں ان کی ٹھوس شکل یہ ہے: ڈکٹیٹر شپ پرولتاریہ کے ہاتھ میں منظم ہے' پرولتاریہ سوویتوں میں منظم ہے' اس کی رہنمائی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کرتی ہے' پارٹی کی پچھلی کانگریس کے حساب سے اس وقت (اپریل 1920ء میں) اس کے ممبروں کی تعداد 6 لاکھ گیارہ ہزار ہے۔ اکتوبر 1917ء کے انقلاب سے پہلے اور اس کے بعد بھی کمیونسٹ پارٹی کے ممبروں کی تعداد میں بڑی کمی بیشی ہوئی۔ پہلے کافی کم ممبر تھے۔ 1918ء اور 1919ء میں بھی کم ہی تھے۔ ہم اس سے ڈرتے ہیں کہ پارٹی کی ممبری حد سے زیادہ بڑھ جائے' کیونکہ اپنے کو فروغ دینے والے اور ڈھونگیے' جو صرف اس قابل ہیں کہ گولی سے اڑا دئے جائیں' حکمران پارٹی میں گھسنے کی ضرور کوشش کرتے ہیں۔ آخری بار جب ہم نے پارٹی کے دروازے صرف

مزدوروں اور کسانوں کیلئے بالکل کھول دیئے' وہ زمانہ تھا (1919ء کی سردیوں کا) جب یودینچ کی فوج پیٹروگراڈ سے چند کوس رہ گئی تھی اور دنیکن اوریل تک آ پہنچا تھا۔ (ماسکو سے تقریباً ساڑھے تین سو ورسٹ کے فاصلے پر) یعنی ایسے وقت جب سوویت ریپلک کے سر پر جان لیوا خطرہ منڈلا رہا تھا اور حالات ایسے نازک تھے کہ غرض کے بندے' قسمت آزمائیاں کرنے والے' ڈھونگیے اور نا قابل اعتبار لوگ یہ امید نہیں لگا سکتے تھے کہ کمیونسٹ پارٹی میں گھس کر کوئی فائدہ حاصل کرلیں گے (بلکہ زیادہ خطرہ اس بات کا تھا کہ انہیں پھانسی پر لٹکا دیا جائے' سزائیں ملیں)۔کمیونسٹ پارٹی سالانہ اپنی کانگرسیں کرتی ہے (پچھلی کانگریس میں شرکت کیلئے ہزار ممبروں پر ایک ڈیلیگیٹ چنا گیا تھا) اور پارٹی کی رہنمائی مرکزی کمیٹی کے ہاتھ میں ہے جسمیں انیس ممبر ہوتے ہیں اور ان ممبروں کا چناؤ پارٹی کی کانگریس میں ہوتا ہے۔روزمرہ کا کام ماسکو میں اس سے بھی کم تعداد کے ممبروں کی کمیٹیاں چلاتی ہیں' یعنی ایک "اورگ بیورو" (انتظامی بیورو) ہے اور دوسری "پولیٹ بیورو" (پولیٹکل بیورو)۔ ان کمیٹیوں کو مرکزی کمیٹی کے عام جلسوں میں چنا جاتا ہے اور ہر ایک کمیٹی میں مرکزی کمیٹی کے پانچ ممبر رکھے جاتے ہیں۔یہ قطعی "اولیگارشی" معلوم ہوتی ہے۔ سیاست یا تنظیم کے معاملات میں ایک بھی اہم سوال ایسا نہیں ہوتا جسے ہماری ریپلک میں کوئی بھی ریاستی ادارہ کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی ہدایات لئے بغیر اپنے آپ سے طے کردے۔

پارٹی اپنے کام میں ٹریڈ یونینوں پر براہ راست انحصار کرتی ہے۔اب ٹریڈ یونینوں کی ممبری پچھلی کانگریس (اپریل 1920ء) کے حساب سے چالیس لاکھ سے اوپر ہے' اور یہ ضابطے کی رو سے کسی پارٹی کے ممبر نہیں ہیں۔ اصل

میں ٹریڈ یونینوں کی بہت بڑی اکثریت کے سب ہدایت کار ادارے اور سب سے پہلے مختلف پیشوں کی ٹریڈ یونینوں کے کل روس مرکز یا بیورو کا ہدایت کار ادارہ (جو ٹریڈ یونینوں کی کل روس مرکزی کونسل کہلاتا ہے) کمیونسٹوں پر مشتمل ہیں اور کمیونسٹ پارٹی کی تمام ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔ اس طرح سے مجموعی طور پر ہمارے یہاں ایسا ڈھانچہ موجود ہے جو باضابطہ کمیونسٹ نہیں ہے۔ اس میں لوچ اور لچک رکھی گئی ہے' وہ نسبتاً وسیع اور بہت زبردست پرولتاری ڈھانچہ ہے' جس کے ذریعے کمیونسٹ پارٹی طبقے اور عام لوگوں سے گہرا رشتہ رکھتی ہے اور اسی کے ذریعے پارٹی کی رہنمائی میں طبقاتی ڈکٹیٹر شپ چل رہی ہے۔ ٹریڈ یونینوں سے نزدیکی تعلق رکھے بغیر' ان کی دلی تائید اور سرفروشانہ خدمت کے بغیر' نہ صرف معاشی زندگی میں' بلکہ فوجی معاملات میں بھی ہمارے لئے ہرگز ممکن نہیں تھا کہ ڈھائی سال کا تو ذکر کیا' ڈھائی مہینے بھی ملک کی حکومت چلا سکیں اور ڈکٹیٹر شپ قائم رکھ سکیں۔ قدرتی بات ہے کہ عمل میں اس نزدیکی تعلق کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بہت ہی پیچیدہ اور مختلف قسموں کا کام کیا جائے جس کی شکلیں یہ ہیں کہ پروپیگنڈا اور ایجی ٹیشن چلتا رہے' وقت ضرورت اور اکثر و بیشتر کانفرنسیں ہوتی رہیں' ان میں ٹریڈ یونینوں کے نمایاں کارکن ہی نہیں بلکہ عام طور سے ان کے با اثر کارکن شریک ہوں۔ اس نزدیکی تعلق کا مطلب یہ ہے کہ منشویکوں کے خلاف ڈٹ کر جدوجہد کی جائے' جن کو اب بھی کچھ لوگ' اگرچہ ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے' مانتے ہیں اور منشویک اپنے معتقدوں کو ہر قسم کی انقلاب مخالف چالیں سکھاتے ہیں' ایسی چالیں' جن میں نظریاتی طور پر جمہوریت کی حمایت (بورژوا) جمہوریت کی اور ٹریڈ یونینوں کی ''آزادی'' (اس کا مطلب ہے پرولتاری اقتدار سے پاک آزادی!) کی تبلیغ سے لے کر پرولتاری

ضابطے کو اندر سے توڑنا وغیرہ تک شامل ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ''عوام'' سے ٹریڈ یونینوں کے ذریعے رابطہ قائم رکھنا کافی نہیں ہے۔انقلاب کے دوارن عملی سرگرمیوں نے ہمارے یہاں بے پارٹی مزدوروں اور کسانوں کی کانفرنسوں کو جنم دیا' اور ہم پوری طرح ان کے حق میں ہیں' انہیں بڑھانا اور پھیلانا چاہتے ہیں' تا کہ عام لوگوں کا موڈ جان سکیں' ان کے قریب آ سکیں' ان کے مانگوں کو پورا کر سکیں اور ان میں سب سے اچھے کارکنوں کو سرکاری عہدوں پر بٹھا سکیں وغیرہ۔حال میں ہی ایک سرکاری فیصلے کے ذریعے' جو سرکاری کنٹرول کی عوامی کمیساریت کو بدل کر ''مزدوروں اور کسانوں کی نگرانی محکمہ'' بنایا گیا ہے' اس قسم کی بے پارٹی کانفرنسوں کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ مختلف طرح کی تحقیقات اور تفتیش وغیرہ کیلئے سرکاری کنٹرول کے ممبر چنیں۔

اس کے علاوہ ظاہر ہے کہ پارٹی کا سارا کام سوویتوں کے ذریعے ہو رہا ہے اور سوویتوں میں تمام کانگریسیں اس قسم کے جمہوری ادارے ہیں جن کا جواب بورژوا دنیا کی سب سے عمدہ جمہوری ریپبلکوں تک نے کبھی پیش پیش کیا اور ان کرنے والے' سب پیشوں کے لوگ ہیں۔ضلع کی سوویتوں کی کام کانگرسوں کے ذریعے۔(جنکی کاروائیوں پر کمیونسٹ پارٹی خاص دھیان رکھتی ہے۔اور ان کے علاوہ طبقاتی شعور رکھنے والے مزدوروں کو دیہات کے علاقوں میں ہر طرح کے عہدوں پر لگاتار مقرر کر کے پرولتاری طبقہ کسانوں کے رہنما کی حیثیت سے اپنی ذمہ داری انجام دیتا ہے' شہری پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ عمل میں آتی ہے' دیہات کے مالداروں' بورژوازی' استحصال کرنے والوں اور نفع خوروں وغیرہ کے خلاف باقاعدہ جدوجہد چلائی جا رہی ہے۔

تو یہ ہیں پرولتاری سرکاری اقتدار کے کل پرزے‘ اگر انہیں ’’اوپر سے‘‘ دیکھا جائے‘ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کے عملی حصول کے نقطہ نظر سے۔ امید کی جا سکتی ہے کہ پڑھنے والا سمجھ جائے گا کہ روسی بالشویک‘ جسے اس مشینری سے واقفیت ہے اور جس نے پچیس سال کے دوران اس کو چھوٹے چھوٹے‘ خلاف قانون اور خفیہ حلقوں سے ابھرتے ہوئے دیکھا ہے‘ وہ ’’اوپر سے‘‘ یا ’’نیچے سے‘‘ اور لیڈروں کی ڈکٹیٹر شپ یا عوام کی ڈکٹیٹر شپ وغیرہ کے بارے میں ساری خواہ مخواہ باتوں کو مضحکہ خیز اور طفلانہ خرافات کے سوا اور کچھ کیوں نہیں سمجھتا‘ اس کے نزدیک یہ بحثا بحثی ایسی ہے جیسے کہ یہ بحث کہ آدمی کی بائیں ٹانگ زیادہ کار آمد ہے یا دایاں بازو۔

بالکل اسی طرح ہم کو جرمن بائیں بازو والوں کا بڑا شاندار‘ نہایت عالمانہ اور خوفناک حد تک یہ انقلابی ارشاد مضحکہ خیز اور طفلانہ خرافات معلوم ہوتا ہے کہ کمیونسٹوں کو رجعت پرست ٹریڈ یونینوں میں نہ تو کام کرنا چاہئے‘ نہ وہ ان میں کام کر سکتے ہیں‘ اس کام سے منہ پھیر لینا بالکل جائز ہے‘ ان ٹریڈ یونینوں کو چھوڑ دینا لازم ہے اور اپنی ایک بالکل نئی‘ صاف ستھری‘ بڑے پیارے (غالباً زیادہ تر بالکل ہی نوجوان) کمیونسٹوں کی خود کی سوچی ہوئی ’’مزدور یونین‘‘ تیار کرنا قطعی ضروری ہے‘ وغیرہ وغیرہ۔

سرمایہ داری لازمی طور پر سوشلزم کیلئے وراثت چھوڑتی ہے۔ ایک طرف تو یہ وراثت مزدوروں کے درمیان پیشوں اور ہنروں کے پرانے امتیازات‘ صدیوں میں پیدا ہونے والے امتیازات ہوتے ہیں اور دوسری طرف ٹریڈ یونینیں ہوتی ہیں جو بہت ہی سست رفتار سے‘ سالہا سال کے دوران‘ ایسی وسیع تر صنعتی یونینوں میں تبدیل ہو کر ترقی کر سکتی ہیں اور کریں گی جن میں حرفتی یونینوں جیسی کم بات ہو گی (وہ

صرف حرفتوں' کاروباروں اور پیشوں کو نہیں بلکہ ساری صنعتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لینگی) اور بعد کو ان صنعتی یونینوں کے ذریعہ آگے قدم بڑھانا چاہئے لوگوں میں محنت کی تقسیم مٹا دینے کی جانب' انہیں تعلیم دینے' ان کی تربیت کرنے کی طرف' ایسے لوگ تیار کرنے کی طرف جو ہر ایک پہلو سے ترقی یافتہ ہوں' سب پہلوؤں سے ترقی یافتہ ہوں' ایسے لوگ جنہیں ہر کام کرنا آتا ہو۔کمیونزم اس منزل کی جانب بڑھ رہا ہے اور اسے بڑھنا چاہئے' وہ اس منزل پر پہنچ جائے گا' لیکن اس میں بہت سال لگیں گے۔ ایک پوری طرح ترقی یافتہ' پوری طرح پائدار اور خوب نکھرے ہوئے' بھرپور اور پختہ کمیونزم کے مستقبل کے نتائج کو آج ہی عمل میں لانے کی کوشش ایسی بات ہے جیسے چار برس کے بچے کو اونچے درجے کا علم حساب بڑھانے کی کوشش۔

ہم سوشلزم کی تعمیر شروع کر سکتے ہیں (اور کرنی بھی چاہئے) مگر یہ تعمیر خیالی پروازوں کے سروسامان سے اور ہمارے تیار کئے ہوئے خاص الخاص انسانی مادے سے نہیں ہوگی' بلکہ اس میں وہی انسانی مسالہ لگے گا جو سرمایہ داری ہمارے پاس چھوڑ گئی ہے۔ بے شک اس کام میں ''مشکلات'' بہت ہیں لیکن اس کے علاوہ کوئی اور تدبیر ایسی نہیں جس کے متعلق گفتگو بھی کی جا سکے۔

سرمایہ دارانہ ارتقا کے ابتدائی زمانے میں ٹریڈ یونینیں مزدور طبقے کیلئے زبردست ترقی کا نشان تھیں کیوں کہ اس کا مطلب یہ تھا کہ انتشار اور بے بسی کی حالت سے نکل کر مزدوروں نے طبقاتی تنظیم کی ابتدا کی طرف رجوع کیا۔ جب پرولتاریہ کی طبقاتی تنظیم کی سب سے اعلا شکل ابھرنی شروع ہوئی' یعنی پرولتاریہ کی انقلابی پارٹی ظہور میں آئی (یہ نام تب تک اسے زیب نہیں دیتا جب تک وہ لیڈروں

کو طبقے اور عوام سے اس طرح جوڑنا نہ سیکھ لے کہ وہ جدا نہ ہو سکیں) اس وقت ٹریڈ یونینیں لازمی طور پر کچھ ایسے پہلو ظاہر کرنے لگیں جو رجعت پرست تھے' ان میں کچھ پیشہ ورانہ تنگ نظری' کچھ غیر سیاسی رہنے کا رجحان' کچھ گھٹن کے آثار وغیرہ نمودار ہونے لگے۔ لیکن پرولتاریہ کی ترقی دنیا میں کہیں بھی اس کے سوا کسی اور راہ سے نہیں ہوئی تھی اور نہ ہو سکتی تھی کہ اس کی ٹریڈ یونینیں ہوں' ٹریڈ یونینوں اور مزدور طبقے کی پارٹی کے درمیان عملی تعاون ہو۔ پرولتاریہ نے بڑھ کر سیاسی طاقت چھین لی' یہ ایک طبقے کی حیثیت سے آگے کی طرف پرولتاریہ کیلئے زبردست قدم ہے اور پارٹی کو پہلے سے کہیں زیادہ' صرف پرانے طریقے سے نہیں بلکہ نئے طریقے سے ٹریڈ یونینوں کی تعلیم وتربیت کرنی چاہئے' ان کی رہنمائی کرنی چاہئے۔ اسی کے ساتھ یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہئے کہ ٹریڈ یونینیں ''کمیونزم کی ضروری تعلیم گاہ'' ہیں اور ابھی ایک زمانے تک رہیں گی' وہ تیاری کا ایسا اسکول ہیں جو پرولتاریہ اپنی ڈکٹیٹرشپ چلانے کی تربیت دیتا ہے' مزدوروں کی ایسی ناگزیر انجمنیں ہیں جو ملک کی پوری معاشی زندگی کے انتظامات کو رفتہ رفتہ مزدور طبقے کے ہاتھوں میں منتقل کردیں گی (الگ الگ پیشوں کے ہاتھ میں نہیں) اور بعد میں تمام محنت کرنے والوں کے ہاتھ میں اس کی باگ ڈور پہنچ جائے گی۔

ٹریڈ یونینوں کے اندر ''رجعت پرستی'' کا کچھ نہ کچھ عنصر مذکورہ معنی میں' پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے ہوتے باقی رہ جانا ناگزیر بات ہے۔ اس نکتے کو نہ سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ سرمایہ داری سے اشتراکیت میں تبدیلی کے بنیادی حالات کو نہیں سمجھا گیا۔ اس ''رجعت پرستی'' سے ڈرنا' اس سے بچ کر نکلنے کی کوشش کرنا' اس پر سے پھلانگ جانا بڑی حماقت ہوگی کیونکہ یہ پرولتاری ہراول دستے کا

اس ذمہ داری سے جان چرانا ہوگا جو مزدور طبقے اور کسانوں میں سب سے پچھڑے ہوئے لوگوں اور بالکل عام لوگوں کو تعلیم دینے' سدھارنے' شعور پیدا کرنے اور انہیں نئی زندگی کی طرف کھینچ لینے کی ذمہ داری ہے۔ دوسری طرف یہ اور بھی سخت غلطی ہوگی کہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کی حاصلات کو اس وقت تک التوا میں رکھا جائے جب تک کہ ایک ایک مزدور میں بھی پیشہ وارانہ تنگ نظری یا اپنے اپنے ہنر اور اپنے کھاتے کی یونین والا چھوٹا رجحان باقی نہ رہ جائے۔ سیاستدان کا فن (اور کمیونسٹ کی صحیح فرض شناسی) اس میں ہے کہ ان حالات اور اس وقت کا بالکل ٹھیک اندازہ لگایا جائے جب پرولتاریہ کا ہراول بڑھ کر کامیابی کے ساتھ طاقت ہاتھ میں لے سکے' جب وہ اس قابل ہو کہ اقتدار چھیننے کے دنوں میں اور اس کے بعد مزدور طبقے کی اور ان محنت کرنے والوں کو بھی کافی بڑی تعداد سے اچھی خاصی حمایت حاصل کر سکے جو پرولتاری نہیں ہوتے ہیں' اور بعد میں جب وہ اس قابل ہو کہ محنت کرنے والوں کی بڑی تعداد کو سکھا کر' سدھا کر اور انہیں اپنی طرف کھینچ کر اپنی حکمرانی کو قائم بھی رکھ سکے' پائدار بھی بنا سکے اور پھیلا بھی سکے۔

اس سے آگے۔ ان ملکوں میں جو روس سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں' ٹریڈ یونینوں کے اندر ایک خاص رجعت پرستی ہمارے ملک سے کافی زیادہ زوروں میں ظاہر ہوتی رہی ہے اور یہ ہونا ہی تھا۔ ہمارے یہاں کے منشویکوں کو ٹریڈ یونینوں کی پشت پناہی حاصل ہوگئی (اور اب تک بعض بعض ٹریڈ یونینوں میں حاصل ہے) خاص اس وجہ سے کہ مزدوروں میں اپنے اپنے پیشے کی تنگ نظری' حرفتی خودی اور موقع پرستی موجود تھی۔ مغرب کے منشویکوں کے قدم ٹریڈ یونینوں میں اور بھی مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں۔ وہاں پر ہمارے یہاں کے مقابلے میں پیشہ وارانہ گروہ بندی' تنگ نظری'

خود غرضی‘ بے حسی‘ مطلب پرستی کی شکار‘ ٹٹ پونجیا‘ سامراجی ذہنیت رکھنے والی اور سامراج کی ٹکڑ گدا‘ سامراج کی بگاڑی ہوئی ”مزدور اشرافیہ“ کہیں زیادہ جاندار ہے۔اس میں کوئی شک نہیں۔مغربی یورپ میں گومپرس‘ مسٹر ژووُ‘ ہنڈرسن‘ میرہیم‘ لیگیین اینڈ کمپنی جیسے لوگوں سے مقابلے میں لڑنا اس سے کہیں زیادہ مشکل ہے جتنا ہمارے ملک میں ان منشویکوں سے ٹکر لینا جو قطعی ایک جیسا سماجی اور سیاسی ٹائپ رکھتے ہیں۔ اس جدوجہد میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھنا چاہئے اور اسے ہر حال میں‘ ہماری طرح‘ اس نوبت تک پہنچا دینا چاہئے کہ موقع پرستی اور سوشل شاونزم کے وہ رہنما‘ جن کی اصلاح ممکن نہیں ہے‘ بالکل بے آبرو ہو جائیں اور ٹریڈ یونینوں سے نکال باہر کئے جائیں۔سیاسی طاقت اس وقت تک چھینی ہی نہیں جا سکتی (اور اسے چھیننے کی کوشش بھی نہیں کرنی چاہئے) جب تک کہ یہ جدوجہد ایک خاص منزل تک نہ پہنچ چکی ہو۔یہ ”خاص منزل“ مختلف ملکوں اور مختلف حالات میں ایک دوسرے سے مختلف ہوگی‘ اس کا بالکل صحیح اندازہ ہر ایک ملک میں وہی لوگ کر سکتے ہیں جو وہاں پرولتاریہ کے خوب غور و فکر کرنے والے‘ تجربہ کار اور باخبر سیاسی رہنما ہوں۔ (روس میں اس جدوجہد کی کامیابی کی ایک کسوٹی وہ الیکشن تھا جو 1917ء کے نومبر میں آئین ساز اسمبلی کیلئے کیا گیا تھا(29)‘ 25 اکتوبر 1917ء کے پرولتاری انقلاب کے چند روز بعد-اس چناؤ میں منشویکوں کو شکست فاش ہوئی۔انہیں صرف 7 لاکھ ووٹ ملے اور اگر قفقاز پار کے ووٹ بھی ملائے جائیں تو کل چودہ لاکھ‘ اور ان کے مقابلے میں بالشویکوں نے نوے لاکھ ووٹ پائے۔میرا مضمون ملاحظہ ہو ”آئین ساز اسمبلی کے الیکشن اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ“ جو ”کمیونسٹ انٹرنیشنل“ رسالے (30) کے ساتویں اور آٹھویں شماروں میں شائع ہو چکا ہے۔)

لیکن ہم اس ''مزدور اشرافیہ'' کے خلاف جدوجہد عام مزدوروں کی طرف سے کرتے ہیں تاکہ انہیں اپنی طرف کھینچ لیں۔ ہم موقع پرستی اور سوشل شاونزم کے خلاف بھی جدوجہد کرتے ہیں تاکہ مزدور طبقے کو اپنی طرف توڑ لیں۔ یہ ایسا ابتدائی اصول ہے اور اتنی صاف حقیقت ہے کہ اسے بھولنا حماقت ہوگی۔ اور ٹھیک یہی حماقت جرمنی کے ''بائیں بازو'' کے کمیونسٹ کرتے ہیں جب ٹریڈ یونینوں کے سب سے اوپر کے لیڈروں کے رجعت پرستانہ اور انقلاب مخالف مزاج کو دیکھ کر وہ یہ نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ ان ٹریڈ یونینوں کو ہی چھوڑو!! ان میں کام کرنے کو لات مارو!! اپنی نئی اور مصنوعی قسم کی مزدور جماعتیں بناؤ!! یہ ایسی ناقابل معافی حماقت ہے کہ اسے کمیونسٹوں کی طرف سے بورژوازی کی سب سے بڑی خدمت کے برابر سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ ہمارے منشویک' ٹریڈ یونینوں کے تمام موقع پرست' سوشل شاونسٹ اور کاؤتسکی والے لیڈروں کی طرح لے دے کر بس ''مزدور تحریک کے اندر بورژوازی کے ایجنٹ'' ہیں (جیسا کہ ہم منشویکوں کے خلاف ہمیشہ کہتے آئے ہیں)۔ یا پھر یہ لوگ امریکہ کے دانیل ڈی لیون کے ماننے والوں کے اس لاجواب اور بالکل سچے قول کے مطابق ''سرمایہ دار طبقے کے مزدور رجی حضورئے ہیں'' (Labor Lieutenants of the Capitalist Class) رجعت پرست ٹریڈ یونینوں کے اندر کام نہ کرنے کے معنی ہیں کہ ناپختہ کار یا پسماندہ مزدوروں کو رجعت پرست لیڈروں' بورژوزای کے ایجنٹوں' مزدور اشرافیہ یا ''بورژوا رنگ کے مزدوروں'' کے حوالے کردیا جائے' ان کے اثر میں چھوڑ دیا جائے (ملاحظہ ہو اینگلس کا خط مارکس کے نام 1858ء کا لکھا ہوا' برطانوی مزدوروں کے متعلق (31))

یہ واہیات ''نظریہ'' کہ کمیونسٹوں کو رجعت پرست ٹریڈ یونینوں میں شامل نہیں ہونا چاہئے' خود یہی بہت صاف طور سے ثابت کرتا ہے کہ ''بائیں بازو'' کے کمیونسٹ ''عوام'' پر اثر ڈالنے کے سوال کو کس قدر ڈھیلے ڈھالے طریقے سے دیکھتے ہیں اور ''عوام'' کے بارے میں بلند بانگ نعروں کا کس قدر غلط استعمال کرتے ہیں۔ اگر آپ ''عوام'' کے کام آنا چاہتے ہیں' اگر آپ ''عوام'' کی ہمدردی اور حمایت چاہتے ہیں تو پھر مشکلات سے ڈرنا نہیں چاہئے' زحمتوں سے نہیں گھبرانا چاہئے' ''لیڈروں'' کے بغلی گھونسوں اور تذلیلوں اور پیچھے پڑنے سے نہیں ڈرنا چاہئے (جو موقع پرست اور سوشل شاونسٹ ہونے کی بدولت اکثر حالتوں میں یا تو براہ راست' ورنہ بالواسطہ بورژوازی اور پولیس والوں سے ملے رہتے ہیں) بلکہ لازمی طور پر جہاں بھی عوام موجود ہوں' وہاں کام کرنا چاہئے۔ آپ کو ہر ایک قربانی کیلئے تیار رہنا چاہئے' بڑی سے بڑی رکاوٹوں پر قابو پانے کے قابل ہونا چاہئے تاکہ باقاعدہ' جم کر اور صبر وضبط کے ساتھ خاص کر ان اداروں میں' ان انجمنوں اور سوسائٹیوں میں' چاہے وہ بڑی ہی رجعت پرست ہوں ایجی ٹیشن اور پروپیگنڈا کریں جہاں پرولتاری یا نیم پرولتاری لوگ ہوں۔ خاص کر ٹریڈ یونینیں اور مزدوروں کی کوآپریٹیو انجمنیں (کوآپیٹیو انجمنیں کم از کم بعض اوقات) ایسی جگہیں ہیں جہاں عوام موجود ہیں۔ سویڈن کے اخبار Folkets Dagblad Politiken (32) کے 10 مارچ 1920ء کے شمارے میں جو اعداد و شمار نکلے ہیں' ان کے مطابق برطانیہ میں ٹریڈ یونینوں کی ممبری 1917ء کے آخر میں 55 لاکھ تھی اور 1918ء کے آخر میں بڑھ کر 66 لاکھ ہو گئی' یعنی 19 فیصدی بڑھی۔ اور 1919ء ختم ہوتے ہوتے ممبروں کی تعداد 75 لاکھ ہو گئی ہے۔ فرانس اور جرمنی

میں ٹریڈ یونینوں کے ممبروں کی تعداد میرے پاس موجود نہیں ہے لیکن ان ملکوں میں بھی ممبروں کی تعداد تیزی سے بڑھنے کے بارے میں ایسے حقائق موجود ہیں جو قطعی نا قابل تردید ہیں اور ہر شخص ان کو جانتا ہے۔

یہ واقعات بہت ہی روشن طریقے سے وہ حقیقت جتاتے ہیں جس کی تصدیق دوسری ہزاروں علامتوں سے بھی ہو رہی ہے یعنی یہ کہ طبقاتی شعور اور صف بندی کرنے کی امنگ خاص کر پرولتاری عوام میں بڑھتی جا رہی ہے'' عام لوگوں کی صفوں میں'' اور پچھڑے ہوئے لوگوں میں بڑھتی جا رہی ہے۔ برطانیہ' فرانس اور جرمنی کے کروڑوں مزدور پہلی بار بالکل بے تنظیمی کے اندھیرے سے نکل کر تنظیم کی سب سے ابتدائی' سب سے نیچے کی' بہت سادہ اور ان کے لئے جو ابھی تک بورژوا ڈیموکریٹک وہموں میں ڈوبے ہوئے ہیں' ایسی شکل اختیار کر رہے ہیں جس میں نہایت آسانی سے شامل ہوا جا سکتا ہے' یعنی ٹریڈ یونین میں -- اور انقلابی' مگر نا سمجھ بائیں بازو کے کمیونسٹ پاس کھڑے ہوئے پکار رہے ہیں ''عوام' عوام''! لیکن ٹریڈ یونینوں میں کام کرنے سے انہیں انکار ہے!! انکار کا بہانہ یہ ہے کہ یہ ٹریڈ یونینیں ''رجعت پرست'' ہیں!! اب وہ ان کی جگہ بالکل نئی نویلی' صاف ستھری ایسی پاک صاف ''مزدور یونین'' بنانے چلے ہیں جس پر بورژوا ڈیموکریٹک وہموں کا داغ نہ لگا ہو' جو پیشہ وارانہ اور الگ الگ کھاتے کی تنگ نظری کی قصوروار نہ ہو' اور جو بقول ان کے بہت وسیع تنظیم ہوگی (ہوگی!) اور اس کا ممبر بننے کی صرف (صرف!) ایک شرط رکھی جائے گی کہ ''سوویت نظام اور ڈکٹیٹر شپ کو تسلیم کیا جائے'' (مذکورہ بالا حوالہ پڑھیئے)!!

اس سے بڑھ کر بے وقوفی اور انقلاب کو اس سے بڑھ کر نقصان پہنچانے والی

بات کا تصور نہیں کیا جا سکتا جو یہ ''بائیں بازو'' والے انقلابی کر رہے ہیں۔ ہاں' اگر آج ہم روس میں' روسی بورژوازی اور اتحاد ثلاثہ (33) کی طاقتوں کے مقابلے میں ڈھائی سال تک بے مثال فتوحات پانے کے بعد بھی ٹریڈ یونین کی ممبری کیلئے یہ شرط لگائیں کہ آدمی ''ڈکٹیٹر شپ پر ایمان لائے'' تو یہ ہماری بے وقوفی ہو گی' اس طرح ہم عوام میں اپنے اثر کو نقصان اور منشویکوں کو طاقت پہنچائیں گے۔ کیونکہ کمیونسٹوں کی تمام تر ذمہ داری یہ ہے کہ وہ پچھڑے ہوئے لوگوں کو قائل کر سکیں' ان کے درمیان کام کریں اور من گھڑت یا بچکانہ ''بائیں بازو'' والے نعرے لگا کر اپنے اور انکے درمیان دیوار کھڑی نہ کر لیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ گومپرس' ہنڈرسن' ژوو' اور لیگین صاحبان ان ''بائیں بازو'' کے انقلابیوں کے بڑے شکر گزار ہوں گے جنہوں نے ''با اصول'' جرمن مخالفین کی طرح (خدا بچائے اس ''اصول پرستی'' سے!) یا پھر امریکہ میں ''دنیا کے صنعتی مزدور'' (34) کے بعض انقلابیوں کی طرح اس کا پرچار شروع کر دیا کہ رجعت پرست ٹریڈ یونینوں کو چھوڑا جائے اور ان میں کام کرنے سے انکار کر دیا جائے۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہ صاحبان جو موقع پرستی کے ''لیڈر'' ہیں' بورژوا سیاست دانی کی ساری چالیں چلیں گے' بورژوا حکومتوں' پادریوں' پولیس والوں اور عدالتوں کا سہارا لیں گے تاکہ کمیونسٹوں کو ٹریڈ یونینوں میں گھسنے سے روکا جائے' ہر ترکیب سے ان کو باہر رکھا جائے' اور ٹریڈ یونینوں میں ان کے کام کو جتنا ہو سکے ناپسندیدہ بنا دیا جائے' ان کی تذلیل کی جائے' تنگ کیا جائے اور ان کا پیچھا کیا جائے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان تمام حرکتوں کا مقابلہ کر سکیں' ہر قسم کی قربانی دینے پر تیار ہوں اور پھر اگر ضرورت پڑے تو ہر قسم کی چال' ہوشیاری اور غیر قانونی داؤ پیچ سے

کام لے کر' ہونٹ سی کر' سچائی چھپا کر بھی اس پر اڑے رہیں تا کہ کسی طرح ٹریڈ یونین کے اندر گھس جائیں' وہیں جمے رہیں اور چاہے جو ہو' اپنا کمیونسٹ پروپیگنڈا کرتے رہیں۔ زار شاہی کے زمانے میں ہم کو کسی قسم کی بھی " قانونی سہولتیں" 1905ء تک حاصل نہیں تھیں لیکن پھر بھی جب زوباتوف نام کے خفیہ پولیس والے نے "سیاہ صد" (35) مزدوروں کے جلسے اور محنت کش لوگوں کی سوسائٹیاں بنانی شروع کیں تا کہ انقلابیوں کو پھانسا جائے اور ان سے مقابلہ کیا جائے تو ہم نے اپنی پارٹی کے ممبروں کو ان جلسوں اور سوسائٹیوں میں بھرتی کرا دیا (مجھے خود ان میں سے ایک شخص کامریڈ بابوشکن یاد ہے' یہ سینٹ پیٹرسبرگ کا ایک نمایاں مزدور تھا جسے زار شاہی افسروں نے 1906 میں گولی مار دی)۔ ان لوگوں نے عوام سے رابطہ رکھا' اپنا ایجی ٹیشن جاری رکھنے کی ترکیبیں نکال لیں اور مزدوروں کو زوباتوف کے آدمیوں کے اثر سے نکال لینے میں کامیاب ہو گئے *۔ البتہ یہ ہے کہ مغربی یورپ میں جہاں قانونی جواز رکھنے والے' آئینی' بورژوا ڈیموکریٹک تعصّبات خاص کر گہری جڑیں رکھتے ہیں' زیادہ جمے ہوئے ہیں' وہاں یہ کام زیادہ مشکل ہے۔ تاہم یہ کیا جا سکتا ہے اور کیا جانا چاہئے اور ایک ضابطے اور قاعدے کے ساتھ کیا جانا چاہئے۔

تیسری انٹرنیشنل کی انتظامیہ کمیٹی کو' میری ذاتی رائے میں' رجعت پرست ٹریڈ یونینوں میں شرکت سے انکار کی پالیسی کی قطعی مذمت کرنا چاہئے اور کمیونسٹ انٹرنیشنل کی اگلی کانگریس سے کہنا چاہئے کہ وہ اس پالیسی کی عام طور سے مذمت کرے (وضاحت کے ساتھ بتایا جائے کہ یہ انکار کیوں ناسمجھی کی حرکت ہے اور پرولتاری انقلاب کے کام کو اس سے کتنا انتہا درجے کا نقصان ہے) اور خاص کر

ہالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کے بعض ممبروں کے طریقہء کار کی مذمت کرے' جنہوں نے براہ راست یا بالواسطہ' کھلے عام یا ڈھکے چھپے' پوری طرح یا جزوی طور پر (اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا) اس غلط پالیسی کی تائید کی۔ تیسری انٹرنیشنل کو دوسری انٹرنیشنل کی چالوں سے خود کو بے تعلق کر لینا چاہئے' نازک سوالوں کو ٹال جانے یا ان سے کترا جانے کی نہیں بلکہ انہیں دو ٹوک طریقے سے سامنے کی پالیسی اختیار کرنی چاہئے۔ جو سچائی تھی وہ پوری کی پوری ان لوگوں کے سامنے رکھ دی گئی جو "انڈپنڈنٹ" تھے (یعنی جرمن انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی)' اب اسی طرح "بائیں بازو" کے کمیونسٹوں سے بھی بات صاف صاف کہہ دینی چاہئے۔

---

* کوپرس' ہنڈرسن' ژووؤ اور لیگین قسم کے لوگ بالکل ہمارے یہاں کے زوباتوف ہیں' فرق اتنا ہے کہ ان لوگوں کا لباس یورپی ہے' مہارت کی پالش ہے' سلیقہ اور تمیز ہے اور اپنی گندی پالیسی کو بنا سجا کر باریکی سے چلانے کا ڈیموکریٹک ہنر آتا ہے۔

(7)

کیا ہمیں بورژوا پارلیمنٹوں میں شریک ہونا چاہئے؟

"بائیں بازو" کے جرمن کمیونسٹ انتہائی حقارت اور انتہائی لاپروائی سے اس سوال کا جواب نفی میں دیتے ہیں۔ ان کی دلیلیں؟ ہم اوپر کے حوالے میں ان کو دیکھ چکے ہیں:

"... پارلیمانیت کی جدوجہد کی تاریخی اور سیاسی لحاظ سے فرسودہ صورتوں کی طرف ہر طرح کی واپسی کو قطعی طور پر مسترد کر دینا چاہئے..."

پارلیمانیت کی طرف "واپسی"! یہ مضحکہ خیز بناوٹ کے ساتھ کہا گیا ہے اور

صاف طور سے غلط ہے۔ ممکن ہے کہ جرمنی میں سوویت ریپلک کا اس وقت وجود ہو؟ بہر حال ایسا نہیں ہے! پھر ''واپسی'' کی بات کیسے کی جا سکتی ہے؟ کیا یہ خالی خولی بات نہیں ہے؟

پارلیمانیت کی ''تاریخی لحاظ سے فرسودگی'' ۔ یہ پروپیگنڈے کے لحاظ سے صحیح ہے۔ لیکن ہر ایک جانتا ہے کہ اس میں اور عملی طور سے اس پر قابو پانے میں بڑا فاصلہ ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کو دسیوں سال پہلے بالکل بجا طور پر ''تاریخی لحاظ سے فرسودہ'' کہنا ممکن تھا لیکن اس سے سرمایہ دار نظام کی بنیاد پر انتہائی طویل اور متواتر جدوجہد کی ضرورت نہیں ختم ہو جاتی۔ عالمی تاریخ کے نقطہ نظر سے پارلیمانیت'' تاریخی لحاظ سے فرسودہ'' ہے یعنی بورژوا پالیمانیت کا دور ختم ہو چکا ہے اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کا دور شروع ہوا ہے۔ یہ بات مسلمہ ہے۔ لیکن عالمی تاریخ کا پیمانہ دہائی برسوں میں ہوتا ہے۔ دس بیس سال پہلے یا بعد' یہ عالمی تاریخ کے پیمانے کے نقطہ نظر سے کوئی فرق نہیں رکھتے' یہ عالمی تاریخی نقطہ نظر سے بہت معمولی بات ہے جس کا ذرا بھی خیال نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اسی سبب سے ہی عملی سیاست کے سوال کو عالمی تاریخی پیمانے سے ناپنا بالکل صریح غلطی ہو گی۔

کیا پارلیمانیت'' سیاسی لحاظ سے فرسودہ'' ہے؟ یہ دوسری بات ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہوتی تو'' بائیں بازو'' کی پوزیشن مضبوط ہوتی۔ لیکن اس کو بہت ہی سنجیدہ تجزیے کے ذریعہ ثابت کرنے کی ضرورت ہے اور'' بائیں بازو والوں'' کو یہ تک پتہ نہیں ہے کہ اس کو کیا کس طرح جائے۔'' پارلیمانیت کے بارے میں مقالے'' میں جو تجزیہ ہے وہ بھی' جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں' بہت ہی بیکار ہے۔ یہ مقالہ'' کمیونسٹ انٹرنیشنل کے عارضی ایمسٹرڈم بیورو کے بلیٹین'' نمبر 1 (Bulletin of the

Provisional Bureau in Amsterdem of the Communist International,, February 1920) میں شائع ہوا ہے اور صاف طور پر ہالینڈ کے بائیں بازو یا بائیں بازو کے ہالینڈ والوں کی خواہشوں کا اظہار کرتا ہے۔

اول تو' روزا لکسمبرگ اور کارل لیبکنیخت جیسے ممتاز سیاسی لیڈروں کی رائے کے برعکس' جرمن'' بائیں بازو والے'' جیسا کہ ہم جانتے ہیں' پارلیمانیت کو جنوری 1919ء میں بھی ''سیاسی لحاظ سے فرسودہ'' سمجھتے تھے۔ ہم جانتے ہیں کہ'' بائیں بازو والے'' غلطی پر تھے۔ یہ واحد واقعہ فوراً اور جڑ سے اس دعوے کو ختم کر دیتا ہے کہ پارلیمانیت'' سیاسی لحاظ سے فرسودہ'' ہے۔'' بائیں بازو والوں'' پر یہ بات ثابت کرنے کی ذمہ داری آتی ہے کہ ان کی اس وقت کی مسلمہ غلطی اب غلطی کیوں نہیں رہی ہے؟ وہ ذرہ برابر بھی ثبوت نہیں دیتے ہیں اور نہ دے سکتے ہیں۔ کسی سیاسی پارٹی کا اپنی غلطیوں کی طرف رویہ اس بات کا اندازہ لگانے کا ایک انتہائی اہم اور معتبر معیار ہے کہ پارٹی کتنی سنجیدہ ہے اور وہ اپنے طبقے اور محنت کش عوام کیلئے اپنی ذمہ داری کو عملی طور پر کیسے پورا کرتی ہے۔ غلطی کو علانیہ تسلیم کرنا' اس کے اسباب معلوم کرنا' اس صورتحال کا تجزیہ کرنا جسکا نتیجہ یہ ہوا ہے اور غلطی کو ٹھیک کرنے کے طریقوں پر توجہ کے ساتھ بحث مباحثہ کرنا -- یہ ہے سنجیدہ پارٹی کی علامت' یہ ہے اس کی اپنی ذمہ داری کی تکمیل' یہ ہے طبقے کی اور پھر عوام کی تربیت و تعلیم -- اپنی اس ذمہ داری کو نہ پورا کر کے' اپنی بین غلطی کو سمجھنے کیلئے غیر معمولی توجہ' ہوشمندی اور احتیاط سے کام نہ لے کر جرمنی میں (اور ہالینڈ میں بھی) '' بائیں بازو والے'' اس سے بالکل یہی ثابت کرتے ہیں کہ وہ کسی طبقے کی پارٹی نہیں ہیں' عوام کی پارٹی نہیں

ہیں بلکہ دانش ورلوگوں اور چند ایسے مزدوروں کا گروہ ہیں جو دانش وری کے انتہائی برے پہلوؤں کی نقل کر رہے ہیں۔

دوسرے فرینک فورٹ کے ''بائیں بازو والوں'' کے گروہ کے اسی پمفلٹ میں، جس سے ہم نے اوپر تفصیلی حوالے دئے ہیں، ہم پڑھتے ہیں:

''... لکھوکھا مزدور جو مرکز'' (کیتھولک ''سینٹر'' پارٹی) '' کی پیروی کرتے ہیں انقلاب دشمن ہیں۔ دیہی پرولتاریہ انقلاب دشمن فوج کیلئے کثیر تعداد دستے فراہم کرتا ہے'' (مندرجہ بالا پمفلٹ کا تیسرا صفحہ)۔

یہ ہر طرح ظاہر ہے کہ اس کو بہت بڑھا چڑھا کر اور مبالغے کے ساتھ کہا گیا ہے۔ لیکن بنیادی بات جو یہاں دی گئی ہے مسلمہ ہے اور اس کیلئے ''بائیں بازو والوں'' کا اعتراف ان کی غلطی کا خاص طور سے واضح ثبوت ہے۔ یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ ''پارلیمانیت سیاسی لحاظ سے فرسودہ'' ہو چکی ہے اگر ''لکھوکھا'' پرولتاریہ اور ان کے ''دستے'' نہ صرف عام طور پر پارلیمانیت کے حق میں ہیں بلکہ براہ راست ''انقلاب دشمن'' ہیں!؟ یہ بات صاف ہے کہ جرمنی میں پارلیمانیت سیاسی لحاظ سے ابھی فرسودہ نہیں ہوئی ہے۔ یہ بات صاف ہے کہ جرمنی میں ''بائیں بازو والوں'' نے اپنی خواہشات کو، اپنے نظریاتی سیاسی رویے کو معروضی حقیقت سمجھ لیا۔ انقلابیوں کیلئے یہ انتہائی خطرناک غلطی ہے۔ روس میں جہاں خاص طور سے ایک طویل مدت تک اور مخصوص نوع بنوع صورتوں میں، زارشاہی کے وحشیانہ جوئے نے طرح طرح کے انقلابیوں کو پیدا کیا، ایسے انقلابی جو لاجواب ایثار، ولولے، بہادری اور قوت ارادی کے مالک تھے، روس میں ہم نے انقلابیوں کی اس غلطی کا خاص طور سے قریبی مشاہدہ کیا، خاص طور سے غور کے ساتھ مطالعہ کیا، خاص طور سے اچھی طرح اس کو

جانتے ہیں اور اسی لئے ہم کو یہ دوسروں میں زیادہ صاف نظر آتی ہے۔کمیونسٹوں کیلئے جرمنی میں پارلیمانیت درحقیقت ''سیاسی لحاظ سے فرسودہ'' ہو چکی ہے' لیکن معاملہ بالکل یہ ہے کہ ہمارے لئے جو کچھ فرسودہ ہے اس کو ہمیں کسی طبقے کے لئے' عوام کیلئے فرسودہ نہ سمجھنا چاہئے۔ہم یہاں بھی دیکھتے ہیں کہ ''بائیں بازو والے'' بحث نہیں کر سکتے' اپنے کو طبقے کی پارٹی کی طرح' عوام کی پارٹی کی طرح نہیں چلا سکتے۔آپ کو عوام کی سطح تک' طبقے کے پسماندہ پرتوں تک نہیں گرنا چاہئے۔یہ مسلمہ ہے۔ آپ کو یہ تلخ سچائی ان سے کہہ دینا چاہئے۔آپ کو چاہئے کہ ان کے بورژوا جمہوری اور پارلیمانی تعصّبات کو تعصّبات کہیں۔لیکن اس کے ساتھ ہی آپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ ہوشمندی کے ساتھ آپ پورے طبقے (نہ صرف اس کے کمیونسٹ ہراول کے) اور سارے محنت کش عوام (نہ صرف اس کے اگوا کار لوگوں) کے طبقاتی شعور اور تیاری کی واقعی حالت کی نگرانی کریں۔

اگر صرف ''لکھوکہا'' اور ''دستے'' نہیں بلکہ صنعتی مزدوروں کی کافی بڑی اقلیت کیتھولک پادریوں کی (اور زرعی مزدور زمینداروں اور امیر کسانوں (Grossbaurn) کی پیروی کرتی ہے تو اس سے بلاشبہ یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جرمنی میں پارلیمانیت سیاسی لحاظ سے ابھی فرسودہ نہیں ہوئی ہے' کہ پارلیمانی انتخابات اور پارلیمانی پلیٹ فارم کی جدوجہد میں شرکت انقلابی پرولتاریہ کی پارٹی کیلئے لازمی ہے خصوصاً اس کے اپنے طبقے کی پسماندہ پرتوں کی تربیت کیلئے' ٹھیک اس مقصد کیلئے کہ غیر ترقی یافتہ' کچلے اور جاہل دیہی عوام کو بیدار کیا جائے اور روشن خیال بنایا جائے۔جب تک آپ میں بورژوا پارلیمنٹ اور ہر دوسرے قسم کے رجعت پرست اداروں کو ختم کرنے کی طاقت نہیں ہے' آپ کا یہ فرض ہے کہ آپ ان کے اندر محض

اس وجہ سے کام کریں کہ وہاں ابھی مزدور ہیں جن کو پادریوں اور دیہاتی پسماندگی نے بیوقوف بنادیا ہے' ورنہ آپ محض بکواسی بننے کا خطرہ مول لینگے۔

تیسرے ''بائیں بازو'' کے کمیونسٹ ہم بالشویکوں کے بارے میں بہت سی اچھی باتیں کہتے ہیں۔ کبھی کبھی یہ کہنے کا دل چاہتا ہے کہ وہ ہماری تعریف کم کرتے اور بالشویکوں کے طریقہ کار کو زیادہ سمجھنے کی کوشش کرتے' اس سے زیادہ واقفیت حاصل کرتے! ہم نے روسی بورژوا پارلیمنٹ' آئین ساز اسمبلی کے انتخابات میں ستمبر--نومبر 1917 ء میں حصہ لیا۔ ہمارا طریقہ کار ٹھیک تھا یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس کو صاف طور سے کہنے اور ثابت کرنے کی ضرورت ہے' یہ بین الاقوامی کمیونزم کے صحیح طریقہ کار کو مرتب کرنے کیلئے ضروری ہے۔ اگر ٹھیک ہے تو اس سے کچھ نتائج بھی اخذ کرنا چاہئے۔ ظاہر ہے کہ روس کے حالات کا مقابلہ مغربی یورپ سے کرنے کا کوئی سوال نہیں ہے۔ لیکن خاص طور سے اس سوال کے بارے میں کہ ''پارلیمانیت کے سیاسی لحاظ سے فرسودہ'' ہونے کا نظریہ کیا ہے' ہمارے تجربے پر ضرور ٹھیک سے توجہ دینا چاہیے کیونکہ جب تک ٹھوس تجربے کو پیش نظر نہ رکھا جائے ایسے نظریات بہت آسانی سے خالی بکواس بن جاتے ہیں۔ کیا ہم روسی بالشویکوں کو ستمبر 1917 ء میں بمقابلہ دوسرے مغربی کمیونسٹوں کے یہ سمجھنے کا زیادہ حق نہیں تھا کہ روس میں پارلیمانیت سیاسی لحاظ سے فرسودہ ہو چکی ہے؟ ہاں تھا' کیونکہ سوال یہ نہیں ہے کہ آیا بورژوا پارلیمنٹوں کا وجود بہت زمانے سے ہے یا کم زمانے سے بلکہ یہ کہ محنت کش عوام سوویت نظام کو (نظریاتی' سیاسی اور عملی طور پر) قبول کرنے اور بورژوا جمہوری پارلیمنٹ کو ختم کرنے (یا ختم ہونے دینے) پر کس حد تک تیار ہیں۔ یہ بالکل مسلمہ اور پوری طرح پایہ ثبوت کو پہنچا ہوا تاریخی واقعہ ہے کہ ستمبر--نومبر

1917ء میں شہری مزدور طبقہ اور روس کے سپاہی اور کسان' کچھ مخصوص حالات کیوجہ سے 'سوویت نظام کو قبول کرنے اور انتہائی جمہوری بورژوا پارلیمنٹ کو ختم کرنے کیلئے غیر معمولی طور پر تیار تھے۔ بہر حال بالشویکوں نے آئین ساز اسمبلی کا بائیکاٹ نہیں کیا بلکہ پرولتاریہ کے سیاسی اقتدار حاصل کرنے سے پہلے اور بعد میں انتخابات میں حصہ لیا۔ ان انتخابات نے بہت ہی قیمتی (اور پرولتاریہ کے لئے بہت حد تک کارآمد) سیاسی نتائج دئے اور میں یہ امید کرنے کی جرات کرتا ہوں کہ اس کو میں نے متذکرہ بالا مضمون میں ثابت کر دیا ہے جس میں روس میں آئین ساز اسمبلی کے انتخاب کے بارے میں تفصیلی تجزیہ کیا گیا ہے۔

اس سے جو نتیجہ اخذ ہوتا ہے وہ قطعی مسلمہ ہے۔ یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ سوویت ریپلک کی فتح سے چند ہفتے پہلے' بلکہ اسکی اس فتح کے بعد بھی' بورژوا جمہوری پارلیمنٹ میں شرکت نہ صرف انقلابی پرولتاریہ کو نقصان نہیں پہنچاتی ہے بلکہ اس کو پسماندہ عوام پر یہ ثابت کرنے کا امکان فراہم کرتی ہے کہ ایسی پارلیمنٹوں کا خاتمہ کیوں کر دینا چاہئے' وہ ان کے خاتمے کو کامیاب بنانے میں مدد دیتی ہے' بورژوا پارلیمانیت کو ''سیاسی لحاظ سے فرسودہ بنانے'' میں معاون ہوتی ہے۔ اس تجربے کو نظر انداز کرنے اور ساتھ ہی کمیونسٹ انٹرنیشنل سے الحاق کا دعوی کرنے کا مطلب جس کو اپنا طریقہ کار بین الاقوامی طور پر مرتب کرنا چاہئے (محدود یا یک رخا قومی نہیں بلکہ بین الاقوامی طریقہ کار) سخت غلطی ہے اور درحقیقت بین الاقوامیت کو عمل میں ترک کرنا اور زبانی ماننا ہے۔

اب ہم پارلیمنٹوں میں شرکت کرنے کے خلاف ''ہالینڈ والی بائیں بازو'' کی دلیلوں کا جائزہ لیں گے۔ یہ متذکرہ بالا ''ہالینڈ والے'' مقالوں میں سب سے اہم

(انگریزی سے ترجمہ) چوتھا مقالہ ہے:

''جب پیداوار کا سرمایہ دار نظام ٹوٹ جاتا ہے اور سماج انقلاب کی حالت میں ہوتا ہے تو خود عوام کی سرگرمی کے مقابلہ میں پارلیمانی کارکردگی کی اہمیت رفتہ رفتہ ختم ہوتی جاتی ہے۔ جب ان حالات میں پارلیمنٹ انقلاب دشمنی کا مرکز اور آلہ بن جاتی ہے' جبکہ دوسری طرف مزدور طبقہ اپنے اقتدار کا آلہ سوویتوں کی صورت میں تیار کرتا ہے' تو ممکن ہے کہ پارلیمانی کارکردگی میں سب اور ہر طرح کی شرکت سے پرہیز ضروری ہو جائے۔''

پہلا جملہ صاف طور پر غلط ہے کیونکہ عوام کی سرگرمی -- مثلاً زبردست ہڑتال -- ہمیشہ پارلیمانی کارکردگی سے زیادہ اہم ہوتی ہے' نہ کہ صرف انقلاب کے دوران یا انقلابی صورتحال میں - یہ صاف طور پر کمزور اور تاریخی و سیاسی لحاظ سے غلط دلیل خاص وضاحت کے ساتھ صرف یہ دکھاتی ہے کہ اس کے پیش کرنے والے قانونی اور غیر قانونی جدوجہد کو متحد کرنے کے عام یورپی تجربے (1848ء اور 1870ء کے انقلابوں سے پہلے کے فرانسیسی تجربے' 1878-90ء کے جرمن تجربے وغیرہ) اور متذکرہ بالا روسی تجربے دونوں کو نظر انداز کرتے ہیں۔ یہ سوال عام اور خاص لحاظ سے زبردست اہمیت رکھتا ہے کیونکہ تمام مہذب اور ترقی یافتہ ملکوں میں وہ وقت تیزی سے قریب آ رہا ہے جب یہ اتحاد انقلابی پرولتاریہ کی پارٹی کیلئے زیادہ سے زیادہ لازمی ہوتا جاتا ہے (اور کچھ حد تک ہو گیا ہے) کیونکہ پرولتاریہ اور بورژوازی کے درمیان خانہ جنگی پختہ اور قریب ہوتی جا رہی ہے' کیونکہ ریپبلکن اور عام طور پر بورژوا حکومتیں ہر طرح کی قانون شکنی کی حد تک جا کر کمیونسٹوں پر وحشیانہ مظالم کرتی ہیں (اس کی ایک مثال امریکہ ہے) وغیرہ وغیرہ۔

یہ اہم سوال ہالینڈ والوں اور عام طور پر بائیں بازو والوں کے بالکل سمجھ میں نہیں آیا ہے۔

دوسرا جملہ اول تو تاریخی لحاظ سے غلط ہے۔ہم بالشویکوں نے انتہائی انقلاب دشمن پارلیمنٹوں میں شرکت کی اور تجربے نے دکھایا کہ ایسی شرکت نہ صرف کارآمد تھی بلکہ انقلابی پرولتاریہ کی پارٹی کیلئے ضروری تھی روس میں پہلے بورژوا انقلاب (1905 ء) کے فوراً بعد دوسرے بورژوا انقلاب (فروری 1917 ء) اور پھر سوشلسٹ انقلاب (اکتوبر 1917 ء) کی تیاری کیلئے۔ دوسرے یہ جملہ بالکل غیر منطقی ہے۔اگر کوئی پارلیمنٹ انقلاب دشمنی کا آلہ اور ''مرکز'' بن جاتی ہے (حقیقت میں وہ کبھی ''مرکز'' نہیں رہی ہے اور نہیں ہوسکتی ہے لیکن یہ تو برسبیل تذکرہ ہے) جبکہ مزدور اپنے اقتدار کا آلہ سوویتوں کی صورت میں تیار کر رہے ہوں تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مزدوروں کو تیاری کرنا چاہئے (نظریاتی' سیاسی اور ٹکنیکی لحاظ سے تیاری کرنا چاہئے) پارلیمنٹ کے خلاف سوویتوں کی جدوجہد کیلئے' سوویتوں کے ذریعہ پارلیمنٹ کو برخاست کرنے کیلئے۔لیکن اس سے یہ نتیجہ بالکل نہیں نکلتا کہ اس برخاستگی میں انقلاب دشمن پارلیمنٹ کے اندر سوویت حزب مخالف کی موجودگی سے رکاوٹ پڑتی ہے یا آسانی نہیں ہوتی۔دنیکن اور کولچاک کے خلاف اپنی فاتحانہ جدوجہد میں ہم نے کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ ان کے کیمپ میں کسی سوویت یا پرولتاری حزب مخالف کا وجود ہماری فتوحات کیلئے کوئی اہمیت نہ رکھتا ہو۔ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ 5 جنوری 1918 ء کو آئین ساز اسمبلی کی برخاستگی میں اس بات سے رکاوٹ نہیں بلکہ آسانی ہوئی کہ اس انقلاب دشمن آئین ساز اسمبلی میں جو برخاست کی جانے والی تھی ایک با استقلال بالشویکوں اور بے استقلال بائیں بازو والے

سوشلسٹ انقلابیوں کا سوویت حزب مخالف تھا۔ مقالے کو پیش کرنے والے بالکل الجھ گئے ہیں اور انہوں نے اگر سب کا نہیں تو معتدد انقلابوں کا تجربہ بھلا دیا ہے جو یہ دکھاتا ہے کہ انقلابوں کے دوران رجعت پرست پارلیمنٹ کے باہر عوام کی سرگرمی کو اس پارلیمنٹ کے اندر انقلاب سے ہمدردانہ جذبات رکھنے والے (یا اس سے بہتر یہ کہ براہ راست انقلاب کی حمایت کرنے والے) حزب مخالف کے ساتھ متحد کرنا خاص طور سے کتنا کارآمد ہوتا ہے۔ ہالینڈ والے اور عام طور سے ''بائیں بازو والے'' اس سلسلے میں انقلاب کے ایسے نظریہ دانوں کی طرح دلیلیں پیش کرتے ہیں جنہوں نے کبھی اصلی انقلاب میں حصہ نہیں لیا ہے یا کبھی انقلابوں کی تاریخ کے بارے میں پوری طرح نہیں سوچا ہے یا بھولے پن سے کسی رجعت پرست ادارے کے داخلی ''انکار'' کو متعدد معروضی عناصر کی متحدہ طاقت کی بنا پر اس کی واقعی بربادی سمجھ لیا ہے۔ کسی نئے سیاسی (اور صرف سیاسی ہی نہیں) خیال کو بدنام کرنے اور نقصان پہنچانے کا انتہائی قابل بھروسہ طریقہ یہ ہے کہ اس کی حمایت کرنے کے نام سے اسی کو حماقت کی حد تک گرا دیا جائے۔ کیونکہ کوئی حقیقت اگر اس کو ''حد سے تجاوز'' کر دیا جائے (جیسا کہ سیبیر دتسگین نے کہا ہے) 'اگر اس میں مبالغہ کیا جائے یا اگر اس کو حقیقی استعمال کی حد کے باہر کیا جائے تو وہ حماقت تک گر سکتی ہے اور وہ ناگزیر طور پر' ان حالات کے تحت 'حماقت بن سکتی ہے۔ ہالینڈ اور جرمنی کے بائیں بازو والے اسی قسم کی بدسلوکی بورژوا جمہوری پارلیمنٹوں سے برتر سوویت شکل کی حکومت کی نئی حقیقت کے ساتھ کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی اس پرانے نقطہ نظر کی بات کرے اور عام طور پر کہے کہ بورژوا پارلیمنٹوں میں شرکت سے انکار کرنا کسی حالت میں بھی قابل قبول نہیں ہے تو وہ غلطی پر ہوگا۔ میں یہاں وہ ڈھلے ڈھلائے حالات پیش کرنے کی

کوشش نہیں کرونگا جن میں بائیکاٹ مفید ہوگا۔ میں ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ اس مضمون کا فریضہ کہیں زیادہ معمولی ہے یعنی بین الاقوامی کمیونسٹ طریقہ کار کے بعض فوری اہم سوالوں کے تعلق سے روسی تجربے کا مطالعہ کرنا۔ روسی تجربے نے بالشویکوں کے بائیکاٹ کے استعمال کی ایک کامیاب اور صحیح مثال (1905ء) اور دوسری جو غلط تھی (1906ء) ہمیں فراہم کی ہے۔ پہلی صورت کا تجزیہ کرتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک رجعت پرست حکومت کو ایک رجعت پرست پارلیمنٹ منعقد کرنے سے روکنے میں ہم ایسی صورتحال میں کامیاب ہوئے جبکہ غیر پارلیمانی انقلابی عوامی عمل (خصوصاً ہڑتالیں) غیر معمولی تیز رفتاری سے بڑھ رہا تھا' جبکہ پرولتاریہ اور کسانوں کا کوئی بھی پرت رجعت پرست حکومت کو ذرا بھی مدد نہیں دے سکتا تھا' جبکہ انقلابی پرولتاریہ پسماندہ عوام پر ہڑتالی جدوجہد اور زرعی تحریک کے ذریعہ اثر انداز ہو رہا تھا۔ یہ بات بالکل صاف ہے کہ یہ تجربہ آج کے یورپ کے حالات پر منطبق نہیں ہوسکتا۔ مندرجہ بالا دلیلوں کی بنا پر یہ بھی صاف ہے کہ ہالینڈ والے اور دوسرے ''بائیں بازو والے'' پارلیمنٹوں میں عدم شرکت کی جو وکالت کرتے ہیں' خواہ وہ مشروط ہو' بنیادی طور پر غلط اور انقلابی پرولتاریہ کے مقصد کیلئے مضرت رساں ہے۔

مغربی یورپ اور امریکہ میں پارلیمنٹ مزدور طبقے کے اگوا کار انقلابیوں کیلئے خاص طور سے قابل نفرت ہوگئی ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ یہ بالکل سمجھ میں آتا ہے کیونکہ جنگ کے دوران اور اس کے بعد پارلیمنٹ میں سوشلسٹ اور سوشل ڈیموکریٹ ممبران کی زبردست اکثریت نے جو رویہ اختیار کیا اس سے زیادہ مکروہ' ذلیل اور غدارانہ اور کچھ نہیں ہوسکتا۔ بہر حال' یہ طے کرتے وقت کہ اس عام

طور پر مسلمہ برائی کے خلاف کیسے لڑا جائے' اس کیفیت سے ہار مان لینا نہ صرف نامعقول بلکہ قطعی مجرمانہ ہوگا۔ مغرب یورپ کے بہت سے ملکوں میں انقلابی کیفیت' ہم کہہ سکتے ہیں' فی الوقت ایک ''انوکھی'' یا ''کمیاب'' چیز ہے جس کا مدتوں سے بیکار اور بے چینی سے انتظار تھا۔ غالباً لوگ اسی لئے اس کیفیت کو آسانی سے قبول کر لیتے ہیں۔ واقعی عوام میں بلا انقلابی کیفیت کے اور بغیر ان حالات کے جو اس کیفیت میں افزائش کی سہولتیں پیدا کرتے ہیں انقلابی طریقہ کار کبھی عمل کی صورت نہیں اختیار کریگا۔ لیکن ہم نے روس میں طویل' تکلیف دہ اور خوں آشام تجربے سے اس حقیقت کی تصدیق کی ہے کہ محض انقلابی کیفیت پر ہی انقلابی طریقہ کو نہیں بنانا چاہئے۔ طریقہ کار کو کسی ریاست (اور اس کے اطراف کی ریاستوں اور عالمی پیانے پر تمام ریاستوں) کی ساری طبقاتی طاقتوں کا سنجیدہ اور سخت معروضی حساب لگا کر اور اسی طرح انقلابی تحریک کے تجربے کا حساب لگا کر بنانا چاہئے۔ پارلیمانی موقع پرستی کو محض گالیاں دیکر' پارلیمنٹوں میں شرکت سے محض انکار کر کے اپنی ''انقلابیت'' کا اظہار کرنا بہت آسان ہے۔ لیکن محض اس کے آسان ہونے سے یہ انتہائی مشکل فریضہ نہیں حل ہو جاتا۔ یورپ کے پارلیمنٹوں میں واقعی انقلابی پارلیمانی گروپ بنانا بمقابلہ روس کے کہیں زیادہ مشکل ہے۔ یہ بات مانی ہوئی ہے۔ لیکن یہ تو اس عام حقیقت کا محض ایک خاص اظہار ہے کہ روس میں 1917ء کی ٹھوس' تاریخی طور پر غیر معمولی انوکھی صورتحال میں سوشلسٹ انقلاب شروع کرنا آسان تھا' جبکہ اس کو جاری رکھنا اور انجام تک پہنچانا یورپی ملکوں کے مقابلے میں روس کیلئے زیادہ مشکل ہوگا۔ میں نے 1918ء کی ابتداء میں ہی اس صورتحال کی طرف توجہ دلائی تھی اور اس کے بعد دو سال کے تجربے نے اس خیال کے ٹھیک ہونے کی پوری

طرح تصدیق کر دی۔ ایسے مخصوص حالات جیسے (1) سوویت انقلاب کو (اس کی وجہ سے) سامراجی جنگ کے خاتمے سے مربوط کرنے کا امکان جس نے مزدوروں اور کسانوں کو ناقابل یقین حد تک ہلکان کر دیا ہے' (2) سامراجی درندوں کے عالمی طاقت رکھنے والے دو گروہوں کے درمیان' جو اپنے سوویت دشمن کے خلاف متحد نہیں ہو سکے' تباہ کن جنگ سے عارضی طور پر فائدہ اٹھانے کا امکان' (3) نسبتاً طویل خانہ جنگی کو برداشت کرنے امکان جس کی وجہ کچھ حد تک ملک کی زبردست وسعت اور ذرائع رسل ورسائل کی کمی ہے' (4) کسانوں میں ایسی گہری بورژوا جمہوری انقلابی تحریک کی موجودگی کہ پرولتاریہ کی پارٹی نے کسانوں کی پارٹی (سوشلسٹ انقلابی پارٹی جو اکثریت میں بالشویزم کے سخت خلاف تھی) کے انقلابی مطالبات کو لیا اور پرولتاریہ کے سیاسی اقتدار کے حصول کیوجہ سے فوراً ان کو عملی جامہ پہنایا (36) --- اس طرح کے مخصوص حالات اس وقت مغربی یورپ میں نہیں ہیں اور ایسے یا ان سے ملتے جلتے حالات کا اعادہ بہت آسان نہیں ہے۔ اسی لئے' ضمناً' معتدد دوسرے اسباب کے علاوہ' ہمارے مقابلے میں مغربی یورپ میں سوشلسٹ انقلاب شروع کرنا زیادہ مشکل ہے۔ رجعت پرست پارلیمنٹوں کو انقلابی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کے مشکل کام پر سے ''چھلانگ'' لگا کر اس مشکل سے ''کترانے'' کی کوشش بالکل بچپن ہے۔ آپ نیا سماج قائم کرنا چاہتے ہیں؟ اور رجعت پرست پارلیمنٹ میں بایقین' پرخلوص اور باہمت کمیونسٹوں پر مشتمل اچھا پارلیمانی گروہ بنانے کی مشکل سے ڈرتے ہیں! کیا یہ بچپن نہیں ہے؟ اگر کارل لیبکنیخت جرمنی میں اور ہیوگ لینڈ سویڈن میں نیچے سے کثیر تعداد عوام کی حمایت کے بغیر ہی رجعت پرست پارلیمنٹوں کو حقیقی انقلابی طور سے استعمال کرنے کی مثال قائم کر سکے تو تیزی

کے ساتھ بڑھتی ہوئی انقلابی پارٹی عوام کی جنگ کے بعد کی نا امیدیوں اور تلخیوں کے درمیان بُری سے بری پارلیمنٹوں میں کمیونسٹ گروپ کیسے نہیں بنا سکتی؟! مغربی یورپ میں کثیر تعداد پسماندہ مزدور اور اس سے زیادہ چھوٹے کسان بمقابلہ روس کے کہیں زیادہ بورژوا جمہوری اور پارلیمانی تعصّبات سے بھرے ہوئے ہیں۔ اسی وجہ سے بورژوا پارلیمنٹ جیسے اداروں میں صرف اندر سے ہی کمیونسٹ ہر مشکل میں اٹل رہ کر ان تعصّبات کو بے نقاب اور دور کرنے ان پر قابو پانے کیلئے طویل اور متواتر جدوجہد کر سکتے ہیں (اور کرنا چاہئے)۔

جرمنی کے ''بائیں بازو والے'' اپنی پارٹی کے خراب ''لیڈروں'' کی شکایت کرتے ہیں اور نا امید ہو کر مضحکہ آمیز حد تک ''لیڈروں'' سے ''انکار'' کرتے ہیں۔ لیکن ایسے حالات میں جن میں اکثر'' لیڈروں کو پوشیدہ ہونا پڑتا ہے' اچھے معتبر' مودہ کار اور مستند ''لیڈروں'' کا تیار ہونا خاص طور سے مشکل بات ہے اور اس مشکل کو کامیابی کے ساتھ دور کرنا قانونی اور غیر قانونی کام کو متحد کئے بغیر'' لیڈروں'' کو دوسرے طریقوں کے علاوہ پارلیمانی میدان میں آزمائے بغیر ناممکن ہے۔ نکتہ چینی -- انتہائی تیز' بے رحمانہ اور اٹل نکتہ چینی پارلیمانیت یا پارلیمانی سرگرمی کے خلاف نہ کرنا چاہئے بلکہ ان لیڈروں کے خلاف ہونا چاہئے جو پارلیمانی انتخابات اور پارلیمانی پلیٹ فارم کو انقلابی اور کمیونسٹ طور سے استعمال کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور ان لیڈروں کے خلاف اور زیادہ نکتہ چینی ہونا چاہئے جو اس کو کرنا نہیں چاہتے۔ صرف ایسی نکتہ چینی معہ نالائق لیڈروں کو نکال باہر کرنے اور انکی جگہ پر لائق لیڈروں کو لانے کے' ایسا کارآمد اور مفید کام ہو گی جو بیک وقت'' لیڈروں'' کو مزدور طبقے اور محنت کش عوام کے قابل بننے کی تربیت دے گا اور عوام

اس کی تربیت دیگا کہ وہ سیاسی حالت اوران پیچیدہ فریضوں کو سمجھ سکیں جو اس حالت سے پیدا ہوتے ہیں*۔

* مجھے اٹلی میں "بائیں بازو" کے کیمونزم سے واقفیت حاصل کرنے کا بہت کم امکان ملا ہے۔ کامریڈ بوردیگا اور انکا" بائیکاٹ کرنے والے کمیونسٹوں" کا گروہ (Comunista astensionista) پارلیمنٹ میں عدم شرکت کی وکالت کرنے میں بلاشبہ غلطی پر ہیں۔ لیکن کامریڈ بوردیگا کی ایک بات مجھے ٹھیک معلوم ہوتی ہے' جتنا کہ ان کے رسالے "سوویت" کے دو شماروں (Il Soviet (37) نمبر 3 و 4' 18 جنوری و یکم فروری 1920ء) سے' کامریڈ سیراتی کے عمدہ رسالے "کمیونزم" کے چا کتابچوں (38) (Comunismo) شمارہ 1-4' یکم اکتوبر -- 30 نومبر 1919ء) سے اور اطالوی بورژوا اخباروں کے الگ الگ شماروں سے جو میں نے دیکھے۔ (جاری صفحہ نمبر 53)

(8)

کوئی سمجھوتے نہیں؟

فرینک فورٹ کے حوالے میں ہم نے دیکھا ہے کہ "بائیں بازو والے" کس قطعیت کے ساتھ اس نعرے کو پیش کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو دیکھ کر افسوس ہوتا ہے جو بلاشبہ اپنے کو مارکسی سمجھتے ہیں اور مارکسی بننے کی خواہش رکھتے ہیں لیکن مارکس ازم کے بنیادی حقائق کو بھول گئے ہیں۔ 33 بلانکسیٹ کمیوناروں (40) کے مینی فسٹو کے خلاف 1874ء میں اینگلس نے یہ لکھا ہے جو مارکس کی طرح ایسے نایاب مصنفوں میں سے تھے جنکی ہر زبردست تصنیف کا ہر جملہ لاجواب اور گہرے خیالات رکھتا ہے:

ہیں اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کامریڈ بوردیگا اوران کا گروپ توراتی اور

اس کے ہم خیالوں پر حملہ کرنے میں بجا ہیں جو سوویت اقتدار اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کو تسلیم کرنے والی پارٹی میں ہیں اور پھر بھی پارلیمنٹ کے ممبران کی حیثیت سے اپنی مضرت رساں اور موقع پرست پالیسی پہلے کی طرح جاری رکھتے ہیں۔ واقعی اسکو برداشت کرنے میں کامریڈ سیراتی اور پوری اطالوی سوشلسٹ پارٹی غلط کر رہے ہیں جو اتنی ہی مضرت رساں ہوسکتی ہے اور اتنے ہی خطرے پیدا کرسکتی ہے جتنا کہ اس نے ہنگری میں کیا ہے جہاں ہنگریائی توراتیوں نے پارٹی اور سوویت حکومت (39) دونوں میں اندر سے توڑ پھوڑ کی۔ پارلیمنٹ کے موقع پرست ممبروں کی طرف ایسا غلط بے اصول اور بے کردار رویہ ایک طرف ''بائیں بازو'' کے کمیونزم کو جنم دیتا ہے اور دوسری طرف کافی حد تک اس کے وجود کو بجا قرار دیتا ہے۔ کامریڈ سیراتی جب ممبر پارلیمنٹ توراتی کو ''بے اصول'' ہونے کا ملزم ٹھہراتے ہیں (Comunismo نمبر 3) تو وہ صاف غلطی کرتے ہیں۔ اطالوی سوشلسٹ پارٹی ہی بے اصول ہے کیونکہ وہ توراتی اینڈ کمپنی جیسے موقع پرست ممبران پارلیمنٹ کو برداشت کرتی ہے۔

''... ہم کمیونسٹ ہیں'' (بلانکسیٹ کمونا روں نے اپنے مینی فسٹو میں لکھا) '' کیونکہ ہم درمیانی اسٹیشنوں پر رکے بغیر اپنی منزل مقصود تک پہنچنا چاہتے ہیں' بغیر کسی طرح کے سمجھوتوں کے جو محض یوم فتح کو ملتوی کرتے ہیں اور غلامی کے دور کو طول دیتے ہیں۔''

جرمن کمیونسٹ اس لئے کمیونسٹ ہیں کہ وہ ان تمام درمیانی اسٹیشنوں اور سمجھوتوں کے پار' جو ان کی تخلیق نہیں ہیں بلکہ تاریخی ارتقا نے پیدا کئے ہیں' اپنے مختتم مقصد کو صاف طور سے دیکھتے ہیں اور مستقل طور سے اس کے حصول کی کوشش کرتے ہیں یعنی طبقات کا خاتمہ کرنا اور ایسے سماج کی تخلیق جسمیں زمین اور تمام ذرائع پیداوار کی ذاتی ملکیت نہ رہے گی۔ 33 بلانکیسٹ اس لئے کمیونسٹ ہیں کیونکہ وہ تصور کرتے ہیں کہ اگر وہ درمیانی اسٹیشنوں اور سمجھوتوں پر سے چھلانگ لگا کر گزرنا

چاہتے تو معاملہ طے ہو جاتا ہے اور اگر وہ چند دن میں ''شروع ہوتا ہے'' جسکا ان کو قطعی یقین ہے اور اقتدار ان کے ہاتھ میں آ جاتا ہے تو پرسوں ہی ''کمیونزم رائج کر دیا جائے گا''۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ اگر اس کو ابھی کرنا ممکن نہیں ہے تو وہ کمیونسٹ نہیں ہیں۔

''یہ کیا طفلانہ معصومیت ہے کہ اپنی ذاتی بے صبری کو نظریاتی دلیل کی حیثیت سے پیش کیا جائے!'' (فریڈرک اینگلس۔ ''بلانکیسٹ کمیوناروں کا پروگرام'' جرمن سوشل ڈیموکریٹک اخبار Volksstaat (41) '1874ء شمارہ 73 ''1871-75ء کے مضامین'' کے مجموعے میں۔ روسی ترجمہ، پیٹروگراڈ' 1919ء صفحات 52-53)۔

اسی مضمون میں اینگلس نے والیان کیلئے بڑی عزت کا اظہار کیا ہے اور والیان (جو گید کی طرح اگست 1914ء تک 'سوشلزم سے انکی غداری سے پہلے' بین الاقوامی سوشلزم کے بڑے لیڈروں میں سے تھا) کی ''مسلمہ خدمات'' کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اینگلس نے بین غلطی کو تفصیلی تجزیے کے بغیر نہیں چھوڑا۔ واقعی، بہت کمسن اور ناتجربے کار انقلابیوں کو اور پیٹی بورژوا انقلابیوں حتیٰ کہ معزز عمر اور بہت تجربہ رکھنے والوں کو بھی یہ محسوس ہوتا ہے کہ ''سمجھوتوں کی اجازت دینا'' بہت ہی ''خطرناک'' ''ناقابل فہم اور غلط ہے۔ بہت سے سوفسطائی (جو غیر معمولی یا حد سے زیادہ ''تجربہ کار'' سیاست داں ہوتے ہوئے) ٹھیک اسی طرح دلائل پیش کرتے ہیں جیسے موقع پرستی کے برطانوی لیڈر جنکا ذکر کامریڈ لینسبیری نے کیا ہے: ''اگر بالشویکوں کو کسی سمجھوتے کی اجازت ہے تو ہم کو ہر قسم کے سمجھوتے کی اجازت کیوں نہیں؟'' لیکن بہت سی ہڑتالوں کا تربیت یافتہ پرولتاریہ (طبقاتی جدوجہد کا صرف

تنہا یہ مظہر لیتے ہوئے) اس بہت گہری (فلفسیانہ، تاریخی، سیاسی، نفسیاتی) حقیقت پر عام طور سے خوب عبور رکھتا ہے جو اینگلس نے پیش کی ہے۔ ہر پرولتاری ہڑتال سے گذرا ہے، نفرت انگیز ظلم واستحصال کرنے والوں کے ساتھ ''سمجھوتوں'' سے گذرا ہے جبکہ مزدوروں کو یا تو کچھ حاصل کیے بغیر یا ان کے مطالبات کے جزوی طور پر مانے جانے کے بعد کام پر واپس جانا پڑا ہے۔ ہر پرولتاری، عوامی جدوجہد کی حالت اور طبقاتی تضادات میں جنکے درمیان وہ رہتا ہے سخت شدت پیدا ہو جانے کی وجہ سے وہ فرق دیکھتا ہے جو معروضی حالات سے مجبور ہو کر کیے ہوئے سمجھوتے (مثلاً ہڑتالی فنڈ کی کمی، باہر سے مدد نہ ملنا، ناممکن حد تک بھوک اور تھکن)، مزدوروں کی انقلابی وفاداری اور جدوجہد جاری رکھنے کی تیاری کو حقیر نہ قرار دینے والے سمجھوتے اور غداروں کے سمجھوتے کے درمیان ہے جو اپنے خود غرضانہ مفادات (ہڑتال توڑنے والے بھی ''سمجھوتے'' کرتے ہیں!)، اپنی بزدلی، سرمایہ داروں کی خدمتگذاری کرنے کی خواہش، سرمایہ داروں کی دھمکیوں، کبھی ترغیب، کبھی بخشش اور کبھی خوشامد کے سامنے جھکنے کو معروضی حالات سے منسوب کرتے ہیں (برطانوی مزدور تحریک کی تاریخ اس طرح کے بہت سے سمجھوتوں کی مثالیں پیش کرتی ہے جو برطانوی ٹریڈ یونین لیڈروں نے کیے ہیں، لیکن کسی نہ کسی شکل میں تمام ملکوں کے تقریباً سارے مزدوروں نے اس طرح کے مظہر کا مشاہدہ کیا ہے)۔

ظاہر ہے کہ غیر معمولی مشکلات اور پیچیدگی کے معاملات بھی ہوتے ہیں جب کہ کسی نہ کسی ''سمجھوتے'' کی اصلی نوعیت کے صحیح اندازے کیلئے زیادہ سے زیادہ کوششوں کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح جیسے قتل کے کیسوں میں جبکہ یہ طے کرنا آسان نہیں ہوتا کہ آیا قتل بجا اور ضروری تھا (مثلاً بچاؤ کیلئے) یا ناقابل معافی

لاپروائی کی وجہ سے ہوا یا کسی شاطر کی مکارانہ چال کا نتیجہ تھا۔ظاہر ہے کہ سیاست میں جہاں طبقات اور پارٹیوں کے درمیان تعلقات-- قومی اور بین الاقوامی--کبھی کبھی انتہائی پیچیدہ ہوتے ہیں'بہت سے ایسے معاملات اٹھیں گے جو ہڑتال میں جائز''سمجھوتے''یا کسی ہڑتال توڑنے والے'غدار لیڈر کے غدارانہ'' سمجھوتے''وغیرہ کے سوال سے زیادہ مشکل ہوں گے۔کوئی ایسا نسخہ یا عام اصول تیار کر لینا'(''کوئی سمجھوتہ نہیں''!) جو تمام معاملات کیلئے موزوں ہو'حماقت ہوگی۔ آدمی کے شانوں پر ایسا سر ہونا چاہئے کہ وہ ہر معاملے کے بارے میں انفرادی طور سے غور کر سکے۔درحقیقت پارٹی تنظیم اور اپنے نام کے مستحق پارٹی لیڈروں کا کام یہی ہے کہ وہ معین طبقے *کے تمام سوچنے سمجھنے والے نمائندوں کے طویل'ثابت قدم' نوع بنوع اور ہمہ رخی کام کے ذریعہ ضروری معاملات اور تجربہ حاصل کریں'اور معلومات اور تجربے کے علاوہ پیچیدہ سیاسی سوالوں کا جلد اور صحیح طور پر حل کرنے کیلئے ضروری سیاسی شعور بھی۔

---

*ہر طبقے کے اندر'انتہائی روشن خیال ملکوں کے حالات میں بھی'انتہائی ترقی یافتہ طبقے کے اندر بھی'جبکہ حالات اس کی تمام روحانی طاقتوں کو غیر معمولی بلندی تک اٹھا دیتے ہیں'طبقے کے ایسے نمائندے ہمیشہ رہے ہیں اور ناگزیر طور پر اس وقت تک رہیں گے(جب تک طبقات کا وجود ہے'جب تک ناطبقاتی سماج خود اپنی بنیادوں پر پوری طرح مضبوط اور مستحکم نہیں ہوتا) جو نہ تو سوچتے ہیں اور نہ سوچنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔سرمایہ دارانہ نظام عوام پر جبر و تشدد کرنے والا سرمایہ دار نظام نہ رہتا اگر ایسا نہ ہوتا۔

بھولے اور بالکل ناتجربے کار لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ عام طور پر سمجھوتے کے جواز کو تسلیم کر لینا کافی ہے اور اس موقع پرستی'جس سے ہم اٹل جدوجہد کر رہے

ہیں اور ہمیں کرنا چاہئے' اور انقلابی مارکس ازم یا کمیونزم کے درمیان ہر طرح کی حد ختم ہو جائے گی۔ لیکن ایسے لوگ' اگر ابھی تک یہ نہیں جانتے کہ قدرت اور سماج میں ساری حدود متحرک اور کچھ درجے تک مشروط ہیں تو طویل تعلیم' تربیت' حصول علم' سیاسی اور روزمرہ کے تجربے کے سوا کوئی اور ان کی مدد نہیں کر سکتا۔ سیاست کے عملی سوالوں میں جو کسی ایک یا مخصوص تاریخی لمحے میں نمودار ہوتے ہیں ان سوالوں کو علیحدہ کر لینا اہم ہے جن سے سب سے زیادہ نا قابل قبول اور غدارانہ سمجھوتوں کا اظہار ہوتا ہے جو انقلابی طبقے کیلئے مہلک موقع پرستی کا مجسمہ ہیں اور ان کی وضاحت اور ان کے خلاف جدوجہد کی پوری کوشش کرنا چاہئے۔ 18-1914ء کی سامراجی جنگ کے دوران جو یکساں لٹیرے اور درندے ملکوں کے دو گروہوں کے درمیان تھی' سوشل شاونزم ایسی خاص اور بنیادی قسم کی موقع پرستی تھی یعنی ''دفاع وطن'' کی حمایت جو عملی طور پر ایسی جنگ میں ''اپنی'' بورژوازی کے قزاقانہ مفادات کی حمایت کے برابر تھی۔ جنگ کے بعد لیٹری' مجلس اقوام'' (42) کی حمایت' انقلابی پولتاریہ اور ''سوویت'' تحریک کے خلاف اپنے ملک کی بورژوازی سے براہ راست یا بالواسطہ اتحاد کی حمایت ''سوویت اقتدار'' کے خلاف بورژوا جمہوریت اور بورژوا پارلمانیت کی حمایت -- یہ تھے ان نا قابل قبول اور غدارانہ سمجھوتوں کے خاص مظاہر جو مجموعی طور پر انقلابی پرولتاریہ اور اس کے کاز کیلئے مہلک موقع پرستی پیدا کرتے تھے۔

''... پورے عزم کے ساتھ دوسری پارٹیوں سے ہر طرح کے سمجھوتے سے... پینترے بازی اور صلح جوئی کی ہر پالیسی کو مسترد کر دینا چاہئے''۔

فرینک فورٹ کے پمفلٹ میں جرمن بائیں بازو والوں نے لکھا ہے۔

یہ حیرت کی بات ہے کہ ایسے خیالات کے باوجود یہ بائیں بازو والے' بالشویزم کی قطعی مذمت نہیں کرتے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ جرمن بائیں بازو والے نہ جانتے ہوں کہ بالشویزم کی ساری تاریخ 'اکتوبر انقلاب سے پہلے اور بعد کو بھی' پینترے بازی' صلح جوئی اور دوسری پارٹیوں کے ساتھ سمجھوتوں کے واقعات سے بھری پڑی ہے اور ان میں بورژوا پارٹیاں بھی ہیں!

بین الاقوامی بورژوازی کا تختہ الٹنے کیلئے لڑائی لڑنا' ایسی لڑائی جو سو گنا زیادہ مشکل' طویل اور پیچیدہ ہے بمقابلہ ان سخت اور عام لڑائیوں کے جو ریاستوں کے درمیان ہوتی ہیں' اور پینترے بازی یا دشمنوں کے مفادات کے درمیان تصادم سے (خواہ وہ وقتی ہی کیوں نہ ہو) فائدہ اٹھانے سے یا امکانی اتحادیوں کے ساتھ (خواہ وہ وقتی' غیر معتبر' مذبذب یا مشروط ہی کیوں نہ ہوں) صلح جوئی اور سمجھوتوں سے قبل ہی سے انکار کرنا' کیا یہ انتہائی حماقت کی بات نہیں ہے؟ کیا یہ اس کے مانند نہیں ہے کہ کسی ایسے پہاڑ کی سخت جڑھائی درپیش ہو جو ابھی تک نامعلوم اور پہنچ سے باہر تھا اور پہلے ہی سے کبھی کبھی ٹیڑھے میڑھے چلنے' کبھی کبھی پیچھے لوٹنے سے انکار کر دیا جائے! نتیجہ سمت چلنے اور مختلف سمت اختیار کرنے سے انکار کر دای جائے اور ایسے لوگ جو اس حد تک کم شعور رکھنے والے اور ناتجربہ کار ہیں (یہ اچھا ہو اگر اس کی توجیہ ان کی کمسنی سے کی جائے' خدا نے نوجوانوں کو بنایا ہی اس طرح ہے کہ وہ کچھ وقت تک ایسی حماقت کی باتیں کرتے ہیں) ان کو حمایت ملی ہے (خواہ براہ راست ہو یا بالواسطہ' کھلی ہو یا چھپی ہوئی' کلی ہو یا جزوی) ہالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کے بعض ممبروں سے!!

پرولتاریہ کے پہلے سوشلسٹ انقلاب کے بعد' ایک ملک میں بورژوازی کا

تختہ الٹنے کے بعد' اس **ملک** کا پرولتاریہ بہت دنوں تک بمقابلہ بورژوازی کے کمزور رہتا ہے' محض بورژوازی کے زبردست بین الاقوامی رابطے کی وجہ سے اور اس وجہ سے بھی کہ اس **ملک** کے' جہاں بورژوازی کا تختہ الٹا ہے' چھوٹے تجارتی سامان بنانے والے خودبخود اور متواتر سرمایہ داری اور بورژوازی کی بحالی اور نوجیون کرتے ہیں۔ زیادہ طاقتور دشمن کو صرف انتہائی کوشش سے اور دشمنوں کے درمیان ہر ''دراڑ'' کو' خواہ وہ انتہائی چھوٹی ہی کیوں نہ ہو' مختلف ملکوں کی بورژوازی کے درمیان یا الگ الگ ملکوں کے اندر بورژوازی کے مختلف گروپوں یا قسموں کے درمیان مفادات کے ہر تصادم کو لازمی' دقیق' پرفکر محتاط اور ماہرانہ طور سے استعمال کر کے جیتا جا سکتا ہے اور اسی طرح ہر ایسے امکان کو حاصل کر کے بھی' خواہ وہ انتہائی کم کیوں نہ ہو' جس سے کثیر تعداد لوگوں کا اتحاد مل سکے چاہے وہ وقتی' تذبذب' غیر مستحکم' غیر معتبر اور مشروط ہی کیوں نہ ہو۔ جو اس کو نہیں سمجھا ہے وہ مارکس ازم کو اور عام طور پر سائنسی اور جدید سوشلزم کو ذرا برابر نہیں سمجھا ہے۔ جس نے عملی طور پر' کافی مدت کے دوران اور کافی نوع بنوع سیاسی حالات کے تحت' اس حقیقت کو کام میں لانے کی صلاحیت نہیں ثابت کی ہے اس نے استحصال کرنے والوں سے ساری محنت کش انسانیت کو آزاد کرانے کی جدوجہد میں انقلابی طبقے کو مدد دینا ابھی نہیں سیکھا ہے۔ اور یہ بات پرولتاریہ کے سیاسی اقتدار جیتنے کے پہلے اور بعد دونوں ادوار سے تعلق رکھتی ہے۔

ہمارا نظریہ کوئی کٹر عقیدہ نہیں ہے بلکہ عمل کیلئے رہنما ہے-- مارکس اور اینگلس نے کہا ہے اور کارل کاؤتسکی اور اوٹو باوئیر وغیرہ جیسے '' پیٹنٹ'' مارکسسٹوں کی سب سے بڑی غلطی' سب سے بڑا جرم یہی ہے کہ انہوں نے اس کو نہیں سمجھا اور پرولتاریہ کے انقلاب کے انتہائی اہم لمحات میں اس کو استعمال نہیں کر

سکے۔''سیاسی سرگرمی نیوسکی پروسپکٹ کا فٹ پاتھ (پیٹروگراڈ کی سب سے بڑی اور بالکل سیدھی سڑک کا صاف' چوڑا اور ہموار فٹ پاتھ) نہیں ہے''-- مارکس سے قبل کے دور کے عظیم روسی سوشلسٹ ن-گ۔ چرنی شیفسکی نے بھی کہا ہے۔ چرنی شیفسکی کے بعد سے روسی انقلابیوں کو اس حقیقت کے نظر انداز یا فراموش کرنے کی قیمت بے شمار قربانیوں سے ادا کرنی پڑی ہے۔اس کی امکان بھر کوشش کرنا چاہئے کہ مغربی یورپ اور امریکہ میں بائیں بازو کے کمیونسٹ اور مزدور طبقے کے مخلص انقلابی اس حقیقت کو پانے کیلئے اتنی بڑی قیمت نہ ادا کریں جتنی کہ پسماندہ روسیوں نے کی ہے۔

روسی انقلابی سوشل ڈیموکریٹوں نے زارشاہی کے زوال تک متعدد بار بورژوا اعتدال پرستوں کی خدمات کو استعمال کیا یعنی ان کے ساتھ بہت سے عملی سمجھوتے کئے اور 1901-1902ء میں 'بالشویزم' کے ظہور میں آنے سے پہلے ''اسکرا'' کے پرانے ایڈیٹوریل بورڈ نے (اس ایڈیٹوریل بورڈ میں پلیخانوف' ایکسیلروڈ' زاسولچ' مارتوف' پوتریسوف اور میں تھا) بورژوا اعتدال پرستی کے لیڈر استرودے کے ساتھ رسمی سیاسی اتحاد کر لیا (یہ سچ ہے کہ بہت دنوں کیلئے نہیں)' اور ساتھ ہی وہ بورژوا اعتدال پرستی اور مزدور طبقے کی تحریک میں اس کے اثر کی چھوٹی سی نشانی کے خلاف بھی متواتر اور شدید نظریاتی اور سیاسی جدوجہد کر سکا۔بالشویکوں نے بھی ہمیشہ اسی پالیسی کو جاری رکھا۔ 1905ء سے انہوں نے اعتدال پرست بورژوازی اور زارشاہی کے خلاف کسانوں کے ساتھ مزدور طبقے کے اتحاد کی باقاعدگی سے وکالت کی' ساتھ کی حمایت سے کبھی انکار نہیں کیا (مثلاً الیکشن کے دوسرے راؤنڈ میں یا دوسری ووٹنگ میں) اور بورژوا انقلابی کسان پارٹی ''سوشلسٹ انقلابیوں'' کے

خلاف انتہائی اٹل نظریاتی اور سیاسی جدوجہد بھی نہیں بند کی اور ان کو ایسے پیٹی بورژوا ڈیموکریٹوں کی حیثیت سے بے نقاب کیا جو اپنے سوشلسٹ ہونے کے بارے میں دروغ گوئی کرتے تھے۔ 1907ء کے دوما کے انتخابات کے دوران بالشویکوں نے 'قلیل مدت کیلئے'' سوشلسٹ انقلابیوں'' کے ساتھ رسمی سیاسی بلاک بنایا۔ 1903-12ء کے دوران کئی سال تک ہم منشویکوں سے واحد سوشل ڈیموکریٹک پارٹی میں رسمی طور پر رہے مگر پرولتاریہ میں بورژوا اثر پھیلانے والے اور موقع پرستوں کی حیثیت سے ان کے خلاف نظریاتی اور سیاسی جدوجہد کبھی نہیں بند کی۔ جنگ کے دوران ہم نے'' کاؤتسکی والوں'' 'بائیں بازو کے منشویکوں (مارتوف) اور'' سوشلسٹ انقلابیوں'' کے ایک حصے (چیرنوف اور ناتانسون) سے کچھ سمجھوتے کئے' زمروالڈ اور کین تال (43) میں ان کے ساتھ بیٹھے اور مشترکہ مینی فسٹو شایع کئے لیکن ہم نے'' کاؤتسکی'' والوں مارتوف اور چیرنوف (1919ء) میں ناتانسون کا انتقال ہو گیا' وہ ہم سے بہت قریب تھا اور یہ'' انقلابی کمیونسٹ'' نردونک (44) ہم سے تقریباً یکجہتی رکھتا تھا) کے خلاف نظریاتی سیاسی جدوجہد نہ کبھی بند کی نہ اس کو کمزور کیا۔ ٹھیک اکتوبر انقلاب کے وقت ہم نے رسمی نہیں بلکہ انتہائی اہم (اور بہت کامیاب) سیاسی بلاک پیٹی بورژوا کسانوں کے ساتھ بنایا اور سوشلسٹ انقلابیوں کے زرعی پروگرام کو کلی طور پر بلاواحد ترمیم کے اپنایا یعنی ہم نے بے شک سمجھوتہ کیا تاکہ کسانوں کے سامنے یہ ثابت کر سکیں کہ ہم ان کو دبانا نہیں بلکہ ان کے ساتھ سمجھوتہ کرنا چاہتے ہیں۔ ساتھ ہی ہم نے'' بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں'' (45) سے ایک رسمی سیاسی بلاک بنانے اور حکومت میں شرکت کرنے کی تجویز کی (اور جلد ہی اس کو عملی جامہ پہنایا)۔ لیکن انہوں نے بریست کے

معاہدے کے بعد ہمارے ساتھ اس بلاک کو ختم کر دیا اور پھر جولائی 1918ء میں ہمارے خلاف بغاوت کی حد تک پہنچ گئے اور بعد میں ہمارے خلاف مسلح جدوجہد تک کی۔

اسی لئے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جرمنی کے بائیں بازو والوں کے جرمن کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی پر حملے' کیونکہ وہ ''انڈپنڈنٹوں'' (جرمن انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی' کاؤتسکی والوں) کے ساتھ بلاک بنانے کا خیال رکھتی ہے' ہمیں قطعی سنجیدہ نہیں معلوم ہوتے اور صاف طور پر ثابت کرتے ہیں کہ ''بائیں بازو والے'' غلطی پر ہیں۔ ہمارے یہاں روس میں دائیں بازو والے منشویک (کیرنسکی کی حکومت کے شرکا) بھی تھے جو جرمن شیڈ مانوں سے مطابقت رکھتے تھے اور بائیں بازو والے منشویک (مارتوف) جو دائیں بازو والے منشویکوں کے مخالف تھے اور جرمن کاؤتسکی والوں سے مطابقت رکھتے تھے۔ کثیر تعداد مزدوروں کا منشویکوں سے بالشویکوں کی طرف رفتہ رفتہ آنا ہم نے 1917ء میں صاف طور سے دیکھا۔ جون 1917ء میں سوویتوں کی پہلی کل روس کانگریس میں ہماری طرف صرف 13 فیصدی تھے۔ سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کی اکثریت تھی۔ سوویتوں کی دوسری کانگریس میں (25 اکتوبر 1917ء-- پرانا کیلنڈر) ہم 51 فیصدی ووٹ رکھتے تھے۔ جرمنی میں مزدوروں کی دائیں سے بائیں کی طرف اسی طرح کی اور بالکل یکساں کشش نے فوراً ہی کمیونسٹوں کو کیوں طاقتور نہیں بنایا بلکہ پہلے بیچ والی ''انڈپنڈنٹ'' پارٹی کو' حالانکہ یہ پارٹی نہ تو کبھی اپنا آزاد سیاسی نظریہ اور نہ کوئی آزاد سیاست رکھتی تھی اور صرف شیڈ مانوں اور کمیونسٹوں کے درمیان ڈانواں ڈول تھی؟

ظاہر ہے کہ اس کا ایک سبب جرمن کمیونسٹوں کا غلط طریقہ کار تھا جنکو چاہئے کہ انتہائی بے خوفی اور ایمانداری سے اس غلطی کو تسلیم کریں اور اس کی تصحیح کریں۔ غلطی یہ تھی کہ انہوں نے رجعت پرست بورژوا پارلیمنٹ اور رجعت پرست ٹریڈ یونینوں میں شرکت سے انکار کیا، غلطی مشتمل تھی اس ''بائیں بازو'' کی طفلانہ بیماری کے بہت سے مظاہر پر جواب سطح پر آ گئی اور اس کا علاج زیادہ اچھی طرح، زیادہ تیزی کے ساتھ اور پارٹی کی ساخت کیلئے زیادہ کارآمد طور پر کیا جا سکے گا۔

صاف ظاہر ہے کہ جرمن ''انڈپنڈنٹس سوشل ڈیموکریٹک پارٹی'' اندر سے ہمگون نہیں ہے۔ پرانے موقع پرست لیڈروں (کاؤتسکی ہلفرڈنگ اور بظاہر بڑی حد تک کریسپین اور لیڈبیور وغیرہ) کے ساتھ ساتھ جنہوں نے سوویت اقتدار اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کی اہمیت کو سمجھنے کے بارے میں اپنی عدم صلاحیت، پرولتاریہ کی انقلابی جدوجہد کی رہنمائی کرنے کی عدم صلاحیت کو ثابت کر دیا ہے، اس پارٹی میں ایک بایاں بازو، پرولتاری بازو ابھرا ہے اور تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ اس پارٹی کے (جس میں میرے خیال میں ساڑھے سات لاکھ تک ممبر ہیں) سینکڑوں ہزاروں ممبر پرولتاری ہیں جو شیڈ مان کو چھوڑ کر تیزی کے ساتھ کمیونزم کی طرف آ رہے ہیں۔ یہ پرولتاری بازو ''انڈپنڈنٹوں'' کی لائپزگ (1919ء) کانگریس میں ہی تیسری انٹرنیشنل سے فوری اور غیر مشروط الحاق کی تجویز پیش کر چکا ہے۔ پارٹی کے اس بازو کے ساتھ ''سمجھوتہ'' کرنے سے ڈرنا بالکل مضحکہ انگیز ہے۔ اس کے برعکس کمیونسٹوں کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کے ساتھ سمجھوتے کی مناسب شکل تلاش کریں اور اسکو حاصل کریں، ایسے سمجھوتے کی شکل جو ایک طرف اس بازو سے ضروری مکمل اتحاد کو آسان بنائے اور اس میں جلدی کرے اور دوسری طرف

انڈ پنڈنٹوں کے موقع پرست دائیں بازو کے خلاف کمیونسٹوں کی نظریاتی سیاسی جدوجہد میں کوئی خلل نہ ڈالے۔

غالباً سمجھوتے کی موزوں صورت نکالنا آسان کام نہ ہوگا لیکن صرف کوئی دھوکہ بازہی جرمن مزدوروں اور کمیونسٹوں سے فتح کے ''آسان'' راستے کا وعدہ کر سکتا ہے۔

سرمایہ داری سرمایہ داری نہ رہتی اگر'' خالص'' پرولتاریہ ایسے نوع بنوع عبوری اقسام کے کثیر تعداد لوگوں سے نہ گھرا ہوتا جو پرولتاریہ سے نیم پرولتاریہ (جو اپنی محنت کی طاقت کو بیچکر کچھ حد تک روزی کماتے ہیں) کی طرف' نیم پرولتاریہ سے چھوٹے کسان کی طرف (اور چھوٹے دستکاروں' کاریگروں اور عام طور پر چھوٹی املاک والوں کی طرف)' چھوٹے کسان سے اوسط درجے کے کسان وغیرہ کی طرف جاتے ہیں' اگر پرولتاریہ خود زیادہ ترقی یافتہ اور کم ترقی یافتہ پرتوں میں تقسیم نہ ہوتا' اگر علاقائی باشندگی' حرفت اور کبھی کبھی مذہب وغیرہ کے لحاظ سے تقسیم نہ ہوتا۔ ان سب باتوں سے ضرورت پیدا ہوتی ہے' مسلمہ ضرورت پیدا ہوتی ہے پرولتاریہ کے ہراول دستے کیلئے' اس کے باشعور حصے کیلئے' کمیونسٹ پارٹی کیلئے کہ وہ پینترے بازی کرے' پرولتاریہ کے مختلف گروپوں' مزدوروں اور چھوٹی املاک والے مالکوں کی مختلف پارٹیوں سے صلح جوئی اور سمجھوتے کرے۔ ساری بات یہ ہے کہ اس طریقہء کار کو پرولتاریہ کے شعور' انقلابیت' جدوجہد کرنے اور فتح حاصل کرنے کیلئے کرنے کی صلاحیت کی عام سطح کو بلند کرنے (نیچا کرنے کیلئے نہیں) کیلئے استعمال کیا جائے۔ برسبیل تذکرہ اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ منشویکوں پر بالشویکوں کی فتح کا نہ صرف 1917ء کے اکتوبر انقلاب تک بلکہ اس کے بعد بھی یہ

تقاضہ تھا کہ پینترے بازی، صلح جوئی اور سمجھوتوں کی ان چالوں کو استعمال کیا جائے جو، ظاہر ہے، منشویکوں کے مقابلے میں بالشویکوں کو زیادہ تیز رفتار، مستحکم اور مضبوط بنائیں۔ پیٹی بورژوا ڈیموکریٹ (جن میں منشویک بھی ہیں) لازمی طور پر بورژوازی اور پرولتاریہ کے درمیان، بورژوا ڈیموکریسی اور سوویت نظام کے درمیان، اصلاح پرستی اور انقلابیت کے درمیان، مزدوروں سے محبت اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے خوف وغیرہ کے درمیان ڈگمگاتے رہتے ہیں۔ کمیونسٹوں کا صحیح طریقہ کار یہ ہونا چاہئے کہ ان ڈگمگاہٹوں سے فائدہ اٹھایا جائے نہ کہ ان کو نظر انداز کیا جائے۔ فائدہ اٹھانے کیلئے ان عناصر کو تب اور اس حد تک چھوٹ دینی پڑتی ہے جو پرولتاریہ کی طرف جب اور جس حد تک رخ کرتے ہیں اور ساتھ ہی ان عناصر کے خلاف جدوجہد کی جائے جو بورژوازی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ صحیح طریقہ کار اختیار کرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے یہاں منشویکوں کا زیادہ سے زیادہ زوال ہوا اور ہو رہا ہے، جس نے کٹر موقع پرست لیڈروں کو کاٹ کر الگ کر دیا اور ہمارے کیمپ میں بہتر مزدور، پیٹی بورژوا ڈیموکریسی کے بہتر عناصر لایا۔ یہ طویل عمل ہے اور جلد بازی کا یہ فیصلہ کہ ''کوئی سمجھوتہ نہیں، کوئی پینترے بازی نہیں'' صرف انقلابی پرولتاریہ کے اثر کو مضبوط بنانے اور اس کی طاقتوں میں اضافہ کرنے کیلئے مضرت رساں ہوگا۔

آخر میں، جرمنی میں ''بائیں بازو والوں'' کی بے شک غلطی معاہدہ ورسائی (46) کو ماننے سے صاف انکار ہے۔ اس نقطہ نظر کی جتنی زیادہ ''سنجیدگی'' اور ''غرور'' سے، جتنا زیادہ ''فیصلہ کن'' اور قطعی طور سے مثلاً ک۔ ہورنر تشکیل کرتے ہیں، اتنی ہی کم اس میں سمجھداری پائی جاتی ہے۔ بین الاقوامی پرولتاری انقلاب کے

موجودہ حالات میں ''قومی بالشویزم'' (لاؤفنبیرک اور دوسروں) کی بین لغویات کی مذمت کرنا ہی کافی نہیں ہے جو اتحاد ثلاثہ کے خلاف جنگ کرنے کیلئے جرمن بورژوازی کے ساتھ بلاک بنانے کی حد تک پہنچ گیا ہے۔ یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ ماننے سے انکار کرنا قطعی غلط طریقہء کار ہوگا کہ سوویت جرمنی کو (اگر جرمن سوویت ریپبلک جلد نمودار ہوئی) کچھ مدت کیلئے معاہدہ ورسائی کو تسلیم کرنا اور اس کے سامنے جھکنا ہی پڑیگا۔ اس سے یہ مطلب نہیں نکلتا کہ انڈپنڈنٹ ان حالات میں معاہدہ ورسائی پر دستخط کا مطالبہ کرنے میں صحیح تھے جب شیڈمان جیسے لوگ برسر حکومت تھے، جب ابھی ہنگری میں سوویت حکومت کا تختہ نہیں الٹا گیا تھا اور جب اس کا امکان تھا کہ وی آنا میں سوویت انقلاب سوویت ہنگری کی حمایت کریگا۔ اس وقت ''انڈپنڈنٹوں'' کی چالیں اور پینترے بازی بہت بری تھیں کیونکہ انہوں نے شیڈمان غداروں کی جواب دہی کم وبیش اپنے سر لے لی اور شیڈمان والوں سے شدید (اور ٹھنڈے دل سے) طبقاتی جنگ کے نقطہء نظر سے ہٹ کر ''بے طبقاتی'' یا ''ماورائے طبقاتی'' نقطہ نظر تک لنڈھک گئے۔

تو اب صورتحال صاف طور پر یہ ہے کہ جرمنی کے کمیونسٹوں کو یہ وعدہ کرکے کہ کمیونزم کی فتح کی صورت میں معاہدہ ورسائی کو لازمی اور اٹل طور پر مسترد کر دیا جائے گا، اپنے ہاتھ نہ باندھ لینا چاہئے۔ یہ حماقت ہوگی۔ ان کو یہ کہنا چاہئے: شیڈمان اور کاؤتسکی والوں نے سوویت روس سے، سوویت ہنگری سے اتحاد کے معاملے میں رکاوٹ ڈال کر (جزوی طور پر بالکل تباہ کرکے) متعدد غدارانہ کام کئے ہیں۔ ہم کمیونسٹ ایسے اتحاد کو آسان بنانے اور اس کی تیاری کیلئے ہر ذریعہ استعمال کریں گے، علاوہ بریں معاہدہ ورسائی کو مسترد کرنا اور وہ بھی فوراً، ہم پر بالکل فرض نہیں

ہے۔کامیابی کے ساتھ اس کو مسترد کرنے کا انحصار نہ صرف جرمنی میں بلکہ سوویت تحریک کی بین الاقوامی کامیابیوں پر ہے۔اس تحریک میں شیئیڈ مان اور کاؤتسکی والوں نے گڑ بڑ کیا اور ہم نے اس کی مدد کی۔یہی معاملے کا سارا نچوڑ ہے‘ یہی اختلاف کی جڑ ہے۔اور اگر ہمارے طبقاتی دشمن‘ استحصال کرنے والے اور ان کے پٹھو‘ شیئیڈ مانوں اور کاؤتسکی والوں نے جرمن اور بین الاقوامی سوویت تحریک کو مضبوط بنانے‘ جرمن اور بین الاقوامی سوویت انقلاب کو مضبوط بنانے کے بہت سے امکانات کو ہاتھ سے جانے دیا تو وہ مورد الزام ہیں۔جرمنی میں سوویت انقلاب بین الاقوامی سوویت تحریک کو مضبوط بنائے گا جو معاہدہ ورسائی کے خلاف اور عام طور پر بین الاقوامی سامراج کے خلاف سب سے مضبوط گڑھ (اور واحد معتبر‘ ناقابل تسخیر اور عالمی طاقت رکھنے والا گڑھ) ہے۔سامراج سے کچلے ہوئے دوسرے ملکوں کو سامراج کے جوئے سے نجات دلانے کے سوالات کے ہوتے ہوئے معاہدہ ورسائی سے نجات کو قطعی‘ اٹل اور فوری ترجیح دینا انقلابی بین الاقوامیت نہیں پیٹی بورژوا قوم پرستی ہے (جو کاؤتسکی‘ ہلفر ڈنگ‘ اوٹو باؤیر اینڈ کمپنی والوں کو ہی زیب دیتی ہے)۔یورپ کے کسی بھی بڑے **ملک** میں‘ جن میں جرمنی بھی شامل ہے بورژوازی کا تختہ الٹنا بین الاقوامی انقلاب کیلئے اتنا مفید ہے کہ اس کیلئے‘ اگر ضرورت ہو‘ تو معاہدہ ورسائی کے وجود کو زیادہ مدت تک برقرار رکھا جا سکتا ہے اور رکھنا چاہئے۔اگر روس تنہا انقلاب کے فائدے کیلئے معاہدہ بریست کو چند مہینوں تک برداشت کر سکا تو اس میں کوئی ناممکن بات نہیں ہے کہ سوویت جرمنی سوویت روس کے اتحاد سے انقلاب کے فائدے کیلئے معاہدہ ورسائی کے وجود کو زیادہ مدت تک برداشت کرے۔

فرانس اور برطانیہ وغیرہ کے سامراجی جرمن کمیونسٹوں کو بھڑکا اور پھنسا رہے ہیں: ''کہو کہ تم معاہدہ ورسائی پر دستخط نہیں کرو گے''۔ اور بائیں بازو کے کمیونسٹ بچوں کی طرح اس جال میں پھنس جاتے ہیں جو ان کے لئے بچھایا گیا ہے بجائے اس کے کہ وہ اس مکار اور فی الوقت زیادہ طاقتور دشمن کے خلاف چال چلیں، بجائے اس کے کہ اس سے کہیں ''اب تو ہم معاہدہ ورسائی پر دستخط کرینگے''۔ پہلے سے اپنے ہاتھ بندھوالینا، دشمن سے صاف کہہ دینا جو اس وقت ہم سے بہتر مسلح ہے، کہ ہم اس سے لڑیں گے اور کب لڑیں گے، انقلابیت نہیں حماقت ہے۔ ایسے وقت جنگ چھیڑنا جب وہ صاف طور پر ہمارے لئے نہیں بلکہ دشمن کے فائدے کیلئے ہو، جرم ہے اور انقلابی طبقے کے ایسے سیاست داں کہیں بھی کار آمد نہیں ہیں جو ''پیترے بازی، صلح جوئی اور سمجھوتے'' نہ کرسکتے ہوں تاکہ جانی بوجھی غیر مناسب جنگ سے بچا جا سکے۔

(9)

''بائیں بازو'' کا کمیونزم برطانیہ میں

برطانیہ میں ابھی کمیونسٹ پارٹی تو نہیں ہے لیکن مزدوروں کے درمیان ایک تازہ، وسیع، طاقتور اور تیزی سے بڑھتی ہوئی کمیونسٹ تحریک ہے جو بجا طور پر خوشکن امیدوں کی حامل ہے۔ کچھ ایسی سیاسی پارٹیاں اور تنظیمیں ہیں (''برطانوی سوشلسٹ پارٹی'' (47) ''سوشلسٹ لیبر پارٹی'' ''جنوبی ویلس کی سوشلسٹ سوسائٹی'' ''ورکرس سوشلسٹ فیڈریشن'' (48)) جو کمیونسٹ پارٹی بنانا چاہتی ہیں اور اس کے بارے میں آپس میں بات چیت کر رہی ہیں۔ اخبار ''ورکرس ڈریڈناوٹ'' (49) (جلد 6، شمارہ 48، 21 فروری 1920ء) میں جو متذکرہ بالا

تنظیموں میں سے آخر الذکر کا ہفتہ وار ترجمان ہے اس کی ایڈیٹر کامریڈ سیلویا پانکھرسٹ کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے "کمیونسٹ پارٹی کی طرف" ۔اس مضمون میں اس بات چیت کے بارے میں بتایا گیا ہے جو چاروں متذکرہ تنظیموں کے درمیان متحدہ کمیونسٹ پارٹی بنانے کے بارے میں تیسری انٹرنیشنل سے الحاق، پارلیمانیت کے بجائے سوویت نظام اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کو تسلیم کرنے کی بنیاد پر ہو رہی ہے۔متحدہ کمیونسٹ پارٹی فوراً بنانے میں سب سے بڑی رکاوٹ پارلیمنٹ میں شرکت اور اس بارے میں اختلاف رائے ہے کہ آیا نئی کمیونسٹ پارٹی کو پرانی 'ٹریڈ یونین والی' موقع پرست اور سوشل شاونسٹ لیبر پارٹی سے الحاق کرنا چاہئے جو زیادہ تر ٹریڈ یونینوں پر مشتمل ہے۔"ورکرس سوشلسٹ فیڈریشن" اور اسی طرح "سوشلسٹ لیبر پارٹی" * نے پارلیمانی انتخابوں اور پارلیمنٹ میں حصہ لینے کی اور لیبر پارٹی سے الحاق کی بھی مخالفت کی ہے۔ان سب باتوں میں وہ برطانوی سوشلسٹ پارٹی کے سارے یا زیادہ تر ممبروں سے اختلاف رکھتے ہیں جو ان کی نگاہ میں برطانیہ میں "کمیونسٹ پارٹیوں کا دایاں بازو" ہے (صفحہ 5 'سیلویا پانکھرسٹ کا متذکرہ بالا مضمون)۔

اس طرح بنیادی تقسیم وہی ہے جو جرمنی میں ہے' اس صورت کے زبردست فرق کے باوجود جس میں اختلاف (جرمنی میں یہ صورت برطانیہ کے مقابلے میں "روسی" سے زیادہ قریب ہے) اور دوسری چیزوں کا اظہار ہوتا ہے۔اب ہمیں "بائیں بازو والوں" کی دلیلوں کو دیکھنا چاہئے۔

---

* میرے خیال میں یہ پارٹی لیبر پارٹی سے الحاق کے خلاف ہے لیکن پارلیمنٹ میں شرکت کی مخالفت اس کے تمام ممبر نہیں کرتے۔

پارلیمنٹ میں شرکت کے سوال کے بارے میں کامریڈ سیلویا پانکھرسٹ نے اسی شمارہ میں شائع شدہ گلاخر (W. Gallacher) کے ایک مضمون کا حوالہ دیا ہے جنہوں نے گلاسگو کی ''اسکاٹ لینڈ کی مزدوروں کی کونسل'' کی طرف سے لکھا ہے:

''یہ کونسل'' انہوں نے لکھا ہے ''قطعی پارلیمنٹ کے خلاف ہے اور اس کے پیچھے مختلف سیاسی تنظیموں کے بائیں بازو ہیں۔ ہم اسکاٹ لینڈ میں انقلابی تحریک کے نمائندے اس کیلئے کوشاں ہیں کہ صنعتوں میں (پیداوار کی مختلف شاخوں میں) انقلابی تنظیمیں اور کمیونسٹ پارٹی قائم کریں جس کی بنیاد سارے ملک میں سماجی کمیٹیوں پر ہو۔ بہت دنوں سے ہم پارلیمانیت کے سرکاری حامیوں سے جھگڑتے رہے۔ ہم نے ان کے خلاف علانیہ اعلان جنگ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی اور وہ ہم پر علانیہ حملہ کرنے سے ڈرتے ہیں۔

''لیکن یہ صورت حال زیادہ دن تک نہیں رہ سکتی۔ سارے محاذ پر ہماری فتح ہو رہی ہے۔

''اسکاٹ لینڈ میں انڈ پنڈنڈٹ لیبر پارٹی کے عام ممبروں میں پارلیمنٹ کے خیال کی ناپسندیدگی برابر بڑھتی جارہی ہے اور سوویتوں (انگریزی تحریر میں روسی لفظ کا استعمال) یا مزدوروں کی کونسلوں کی تقریباً ہر شاخ حمایت کررہی ہے۔ یہ واقعی ان حضرات کیلئے بڑی اہم بات ہے جو سیاست کو پیشہ سمجھتے ہیں اور اپنے ممبروں کو پارلیمانیت کے آغوش میں واپس لانے کیلئے ہر امکانی طریقہ استعمال کررہے ہیں۔ انقلابی رفیقوں کو اس گروہ کی کوئی حمایت نہ کرنا چاہئے (سب الفاظ مصنف کے خط کشیدہ ہیں)۔ یہاں ہماری جدوجہد سخت ہوگی۔ اس کی ایک سب سے بری

صورت ان لوگوں کی غداری ہوگی جن کیلئے ذاتی اغراض بمقابلہ انقلاب کے زیادہ ترغیبی طاقت رکھتے ہیں ۔ پارلیمانیت کی کسی طرح حمایت صرف اس بات میں مدد کرتی ہے کہ اقتدار ہمارے برطانوی شیڈ مانوں اور نوسکیوں کے ہاتھ میں آجائے ۔ ہنڈرسن' کلائنس (Clynes) اینڈ کمپنی انتہائی رجعت پرست ہیں۔ سرکاری انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی 'بورژوا اعتدال پرستوں کے کنٹرول میں زیادہ سے زیادہ ہوتی جارہی ہے جنہوں نے میکڈ انلڈ' اسنوڈین اینڈ کمپنی کے کیمپ میں اپنا ''روحانی گھر'' پالیا ہے۔ سرکاری انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی تیسری انٹرنیشنل کے سخت خلاف ہے اور کثیر تعداد لوگ اس کے حق میں ہیں۔ پارلیمانی موقع پرستوں کی کسی بھی حمایت کا مطلب متذکرہ بالا حضرات کے ہاتھوں میں کھیلنا ہے۔ یہاں برطانوی سوشلسٹ پارٹی کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ یہاں ضرورت ایک صحت مند انقلابی صنعتی تنظیم کی ہے اور ایک کمیونسٹ پارٹی کی جو صاف' ٹھیک ٹھیک معین اور سائنسی بنیادوں پر کام کررہی۔ اگر ہمارے رفیق ان دونوں کو بنانے میں ہماری مدد کرسکتے ہیں تو ہم ان کی مدد خوشی سے قبول کریں گے اور اگر وہ ایسا نہیں کرسکتے تو خدا کے واسطے گڑبڑ نہ کریں اگر وہ ان رجعت پرستوں کی حمایت کرکے انقلاب سے غداری نہیں کرنا چاہتے جو اتنے اشتیاق کے ساتھ پارلیمانی ''اعزاز'' (؟ --سوالیہ نشان مصنف کا ہے) کیلئے بےتاب ہیں اور ہو یہ ثابت کرنے کے مشتاق ہیں کہ وہ اسی موثر طریقے سے حکمرانی کرسکتے ہیں جیسے طبقاتی سیاست کے ''مالک'' خود کرتے ہیں۔''

میری رائے میں ایڈیٹر کے نام یہ خط ان نوجوان کمیونسٹوں یا عام مزدوروں کی مزاجی کیفیت اور نقطہ نظر کا بخوبی اظہار کرتا ہے جو ابھی ابھی کمیونزم کی طرف جانے

لگے ہیں۔ یہ مزاجی کیفیت بڑی حد تک خوشکن اور بیش قیمت ہے۔ اس کی قدر کرنے اور حمایت کرنے کی صلاحیت ہونی چاہئے کیونکہ اس کے بغیر برطانیہ میں اور ہر کسی ملک میں پرولتاری انقلاب کی فتح کی کوئی امید نہیں ہوسکتی۔ ایسے لوگوں کا' جو عوام کی اس مزاجی کیفیت کی عکاسی کرسکتے ہیں اور ایسی مزاجی کیفیت (جو اکثر معطل' بے خبر اور خوابیدہ ہوتی ہے) عوام میں پیدا کرسکتے ہیں' بچاؤ کرنا چاہئے اور توجہ کے ساتھ ان کو ہر طرح کی مدد دینی چاہئے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ان سے براہ راست اور صاف کہنا چاہئے کہ عظیم انقلابی جدوجہد میں عوام کی رہنمائی کیلئے محض مزاجی کیفیت کافی نہیں ہے اور ایسی ویسی غلطیاں' جو انقلاب سے نہایت وفادار لوگ کرنے والے ہیں یا کر رہے ہیں' انقلاب کے کاز کیلئے مضرت رساں ہیں۔ ایڈیٹر کے نام کامریڈ گلاخر کا خط بلاشبہ ان سب غلطیوں کی جڑ کو دکھاتا ہے جو جرمنی میں ''بائیں بازو'' کے کمیونسٹ کر رہے ہیں اور جو روس کے ''بائیں بازو'' کے بالشویکوں نے 1908-18ء میں کی تھیں۔

خط لکھنے والا بورژوا ''سیاست دانوں'' کے خلاف شریفانہ اور پرولتاری نفرت (جو بہر حال نہ صرف پرولتاریوں کی بلکہ سب محنت کشوں کی' جرمن اصطلاح کے مطابق ''چھوٹے لوگوں'' کی سمجھ میں بھی آتی ہے اور عزیز ہے) سے لبریز ہے۔ کچلے ہوئے اور استحصال کے شکار لوگوں کے نمائندے میں یہ نفرت واقعی ''ہر طرح کی دانائی کی ابتدا'' ہے' کسی بھی سوشلسٹ اور کمیونسٹ تحریک اور اس کی کامیابی کی بنیاد ہے۔ لیکن خط لکھنے والے نے بظاہر یہ بات پیش نظر نہیں رکھی کہ سیاست وہ سائنس اور آرٹ ہے جو آسمان سے نہیں نازل ہوتا اور مفت نہیں نصیب ہوتا اور اگر پرولتاریہ بورژوازی پر فتح حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کو خود اپنے' پرولتاری' ''طبقاتی

سیاست داں'' تیار کرنا چاہئے اور ایسے جو بورژوا سیاست دانوں سے برے نہ ہوں۔

خط لکھنے والا یہ اچھی طرح سمجھتا ہے کہ پارلیمنٹ نہیں بلکہ صرف مزدوروں کی سوویتیں پرولتاریہ کے مقاصد حاصل کرنے کا آلہ ہوسکتی ہیں اور واقعی جو لوگ اس کو ابھی تک نہیں سمجھے ہیں وہ سخت رجعت پرست ہیں چاہے وہ انتہائی صاحب علم، انتہائی تجربے کار سیاست داں، انتہائی پرخلوص سوشلسٹ، بہت پڑھے لکھے مارکسسٹ، انتہائی ایماندار شہری اور صاحب خاندان کیوں نہ ہوں۔ لیکن خط لکھنے والے نے یہ پوچھا تک نہیں، اس کو اس بارے میں سوال کرنے کی ضرورت کا خیال بھی نہیں آیا کہ کیا پارلیمنٹ پر سوویتوں کی فتح حاصل کی جا سکتی ہے ''سوویت'' سیاست دانوں کو پارلیمنٹ میں بھیجے بغیر؟ اندر سے پارلیمانیت میں انتشار پیدا کئے بغیر؟ پارلیمنٹ کو برطرف کرنے کیلئے سوویتوں کے آئندہ فریضے کی کامیابی کیلئے پارلیمنٹ کے اندر ہی تیاری کئے بغیر؟ پھر بھی خط لکھنے والے نے بالکل صحیح خیال کا اظہار کیا ہے کہ برطانیہ میں کمیونسٹ پارٹی کو سائنسی بنیادوں پر کام کرنا چاہئے۔ سائنس کا تقاضہ ہے، اول، تو دوسرے ملکوں کے تجربے کو پیش نظر رکھنا، خصوصاً، اگر دوسرے ملکوں کو، جو سرمایہ دار بھی ہیں، اسی طرح کا تجربہ ہو رہا ہے یا تھوڑے دن ہوئے ہو چکا ہے، دوسرے، تمام ان طاقتوں، گروہوں، پارٹیوں، طبقوں اور کثیر تعداد لوگوں کو پیش نظر رکھنا چاہئے جو اس **ملک** کے اندر سرگرم عمل ہوں اور یہ بھی کہ پالیسی کا تعین محض ایک گروہ یا پارٹی کی خواہشوں اور خیالات، شعور کے درجے اور جدوجہد کیلئے تیاری کی بنا پر نہ ہونا چاہئے۔

یہ سچ ہے کہ ہنڈرسن، کلائنس، میکڈانلڈ اور اسنوڈین جیسے لوگ انتہائی رجعت

پرست ہیں۔ اسی طرح یہ بھی سچ ہے کہ وہ اقتدار اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے ہیں (لیکن بورژوازی کے ساتھ اتحاد کو ترجیح دیتے ہوئے)' کہ وہ پرانے بورژوا ڈھرے کے مطابق ''حکمرانی'' کرنا چاہتے ہیں' کہ جب وہ برسر اقتدار ہوں گے تو وہ شیڈمان اور نوسکے جیسے لوگوں کے طور طریقے اختیار کریں گے۔ یہ سب سچ ہے۔ لیکن اس سے یہ مطلب نہیں نکلتا کہ ان کی حمایت کرنا انقلاب سے غداری ہے' اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ انقلاب کے مفاد میں مزدور طبقے کے انقلابی ان حضرات کی کچھ حد تک پارلیمانی حمایت کریں۔ اس خیال کی وضاحت کیلئے دو موجودہ برطانوی سیاسی دستاویزوں کو لونگا: (1) 18 مارچ 1920ء کی وزیر اعظم لائڈ جارج کی تقریر (19 مارچ 1920ء کے اخبار The Manchester Guardinn (50) کے بیان کے مطابق) اور (2) ''بائیں بازو'' کی کمیونسٹ 'کامریڈ سیلویا پانکھرسٹ کی دلیلیں متذکرہ بالا مضمون میں۔

اپنی تقریر میں لائڈ جارج نے اسکوئتھ (جس کو خاص طور سے جلسے میں مدعو کیا گیا تھا لیکن اس نے آنے سے انکار کر دیا) اور ان لبرلوں (Liberals) سے بحث کی تھی جو کنسرویٹو پارٹی سے اتحاد نہیں کرنا چاہتے ہیں بلکہ لیبر پارٹی سے قربت کے خواہاں ہیں۔ (ایڈیٹر کے نام کامریڈ گالاخر کے متذکرہ بالا خط میں بھی ہم نے اس واقعہ کی طرف اشارہ دیکھا کہ لبرل لوگ انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی میں جارہے ہیں)۔ لائڈ جارج نے یہ ثابت کیا کہ لبرلوں کا کنسرویٹیوں کے ساتھ اتحاد ضروری ہے اور وہ بھی مضبوط' ورنہ لیبر پارٹی کے جیت جانے کا امکان ہے جس کو لائڈ جارج سوشلسٹ ''پکارنا بہتر سمجھتے ہیں'' اور جو ذرائع پیداوار کی ''اجتماعی ملکیت'' کے لئے کوشاں ہے ''فرانس میں اس کو کمیونزم کہتے تھے'' -- برطانوی بورژوازی

کے لیڈر نے اپنے سامعین لبرل پارلیمانی پارٹی کے ممبران سے عام فہم طریقے سے وضاحت کی جو غالباً اس کو ابھی تک نہیں جانتے تھے۔ ''جرمنی میں اس کو سوشلزم کا نام دیا گیا' روس میں اس کو بالشویزم کہتے ہیں''۔ لائڈ جارج نے وضاحت کی کہ لبرلوں کیلئے یہ ناقابل قبول ہے کیونکہ لبرل اصولی طور پر نجی ملکیت کے حق میں ہیں۔'' تمدن خطرے میں ہے' مقرر نے اعلان کیا اور اسی لئے لبرلوں اور کنسرویٹیووں کو متحد ہو جانا چاہئے...

''... اگر آپ زرعی علاقوں کو جائیں'' لائڈ جارج نے کہا ''میں مانتا ہوں کہ آپ وہاں پہلے کی طرح اب بھی پارٹی کی پرانی تفریقات پائیں گے۔ وہاں خطرہ دور ہے۔ وہاں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ لیکن جب معاملہ دیہاتی علاقوں تک پہنچ جائے گا تو وہاں بھی اتنا ہی بڑا خطرہ ہوگا جتنا وہ بعض صنعتی علاقوں میں ہے۔ ہمارے ملک میں 80 فیصدی لوگ صنعت و تجارت میں لگے ہیں اور مشکل سے 20 فیصدی زراعت میں۔ یہ ایک ایسی صورتحال ہے جس کو میں متواتر پیش نظر رکھتا ہوں جب میں اس خطرے کا خیال کرتا ہوں جو مستقبل میں ہمارے لئے ہے۔ فرانس میں کاشتکاروں کی آبادی ہے اور آپ کو معینہ خیالات کی ٹھوس بنیاد ملتی ہے جو بہت تیزی سے نہیں بڑھتی ہے اور جس کو انقلابی تحریک آسانی سے نہیں اکساتی ہے۔ ہمارے ملک میں معاملے کی صورت مختلف ہے۔ ہمارے ملک میں دنیا کے کسی دوسری ملک کے بمقابلہ الٹ پلٹ کرنا آسان ہے اور اگر اس نے ڈگمگانا شروع کیا تو متذکرہ سبب کی بنا پر دوسرے ملکوں کے بمقابلہ یہاں تباہی زیادہ سخت ہوگی۔''

اس سے قاری دیکھ سکتا ہے کہ مسٹر لائڈ جارج نہ صرف بہت عقلمند ہیں بلکہ انہوں نے مارکسسٹوں سے بہت کچھ سیکھا ہے اور لائڈ جارچ سے سیکھنا ہمارے

لئے بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔

بحث کا یہ قصہ بھی کافی دلچپ ہے جو لائڈ جارج کی تقریر کے بعد ہوا:

''مسٹر وولیس (Wallace) 'ممبر پارلیمنٹ: میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وزیراعظم اپنی پالیسی کے کیا نتائج صنعتی علاقوں میں صنعتی مزدوروں کے لحاظ سے دیکھتے ہیں جن میں سے بہت زیادہ اس وقت لبرل ہیں اور جن سے ہم کو بہت زیادہ حمایت ملتی ہے۔ کیا اس کا امکانی نتیجہ یہ نہ ہوگا کہ لیبر پارٹی کی طاقت ان مزدوروں کیطرف سے بہت زیادہ بڑھ جائے گی جو اس وقت ہمارے پرخلوص حامی ہیں؟

''وزیراعظم: میرا خیال بالکل مختلف ہے۔ یہ واقعہ کہ لبرل آپسمیں لڑ رہے ہیں بلاشبہ لبرلوں کی بہت بڑی تعداد کو نا امیدی کی وجہ سے لیبر پارٹی کی طرف دھکیلتا ہے جس میں اب لبرلوں کی کافی تعداد ہے جو بڑی خوبیوں کے لوگ ہیں اور جواب حکومت کو بدنام کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اسکا نتیجہ بلاشبہ یہ ہے کہ لیبر پارٹی کے حق میں پبلک کے خیالات کافی مضبوط ہو رہے ہیں۔ پبلک کی رائے ان لبرلوں کی طرف نہیں مڑ رہی ہے جو لیبر پارٹی کے باہر ہیں بلکہ لیبر پارٹی کی طرف جا رہی ہے۔ ضمنی الیکشن نے اس کو دکھایا ہے۔''

''کامریڈ انکپین (برطانوی سوشلسٹ پارٹی کے جنرل سیکریٹری) لیبر پارٹی کو ''مزدور طبقے کی تحریک کی خاص تنظیم'' کہتے ہیں۔ برطانوی سوشلسٹ پارٹی کے ایک اور ممبر نے تیسری انٹرنیشنل کی کانفرنس میں برطانوی سوشلسٹ پارٹی کے نظرئے کا اظہار اور زیادہ زوروں میں کیا۔ انہوں نے کہا: ''ہم لیبر پارٹی کو منظم مزدور طبقے کی حیثیت سے دیکھتے ہیں۔''

لیبر پارٹی کے بارے میں اس خیال میں ہم نہیں شریک ہیں۔ لیبر پارٹی میں تعداد بہت کثیر ہے' اگر چہ اس کے ممبر کافی حد تک نکھٹو اور بے اعتنا ہیں اور ان مزدوروں اور مزدونیوں پر مشتمل ہیں جو ٹریڈ یونین میں اس لئے شامل ہو گئے ہیں کہ ان کے ورکشاپ کے ساتھی ٹریڈ یونین والے ہیں اور اس لئے بھی کہ وہ الاؤنس حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

لیکن ہم تسلیم کرتے ہیں کہ لیبر پارٹی میں کثیر تعداد ممبروں کیوجہ یہ واقعہ بھی ہے کہ وہ ایسے مکتب فکر کی قائم کی ہوئی ہے جس کی حدوں سے برطانوی مزدور طبقہ ابھی آگے نہیں بڑھا ہے اگر چہ لوگوں کے ذہن میں زبردست تبدیلیاں پک رہی ہیں جو جلد ہی اس صورتحال کو بدل دیں گی...''

''... برطانیہ کی لیبر پارٹی' دوسرے ملکوں کی سماجی محبّ وطن تنظیموں کی طرح سماج کے قدرتی ارتقا کے دوران لازمی طور پر برسر اقتدار آئے گی۔ کمیونسٹوں کا کام ایسی طاقتوں کا بنانا ہے جو سماجی محبّ وطنوں کا تختہ الٹ دیں اور ہمیں اپنے ملک میں اس کام میں نہ تو تاخیر کرنی چاہئے اور نہ ہچکچانا چاہئے۔

ہمیں اپنی توانائی لیبر پارٹی کی طاقت میں اضافہ کرکے نہ ضائع کرنا چاہئے۔ اس کا تو برسر اقتدار آنا لازمی ہے۔ ہمیں اپنی طاقتیں کمیونسٹ تحریک کے قیام پر مرکوز کرنی چاہئیں جو اس پر فتح حاصل کرے گی۔ لیبر پارٹی جلد حکومت سنبھالے گی۔ انقلابی حزب مخالف کو اس پر چھاپہ مارنے کیلئے تیار رہنا چاہئے...''

اس طرح لبرل بورژوازی صدیوں کے تاریخی تجربے سے روشن'' دو پارٹیوں'' (استحصال کرنے والوں کی) والے نظام سے' جو استحصال کرنے والوں کیلئے غیر معمولی طور پر موزوں ہے' انکار کرتی ہے اور اپنی طاقتوں کو متحد کرنا ضروری

سمجھتی ہے تا کہ لیبر پارٹی کے خلاف جدوجہد کی جائے۔لبرلوں کا کچھ حصہ ڈوبتے ہوئے جہاز کے چوہوں کی طرح لیبر پارٹی کی طرف بھاگا آ رہا ہے۔بائیں بازو کے کمیونسٹ لیبر پارٹی کا برسر اقتدار آنا ناگزیر سمجھتے ہیں اور یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس وقت وہ مزدوروں کی اکثریت رکھتی ہے۔وہ اس سے ایسا عجیب نتیجہ اخذ کرتے ہیں جسکو سیلویا پانکھرسٹ نے اس طرح پیش کیا ہے:

''کمیونسٹ پارٹی کو سمجھوتے نہ کرنا چاہئے.... اور اس کو اپنا نظریہ خالص اور اپنی آزادی کو اصلاح پرستی سے بے داغ رکھنا چاہئے۔اس کا مشن آگے بڑھنا ہے' ٹھہرنا اور راستے سے ہٹنا نہیں ہے' کمیونسٹ انقلاب کے راستے پر سیدھے جانا ہے۔''

اس کے برعکس' اس واقعہ سے کہ برطانوی مزدوروں کی اکثریت برطانوی کیرینسکیوں اور شیڈمانوں کے پیچھے چل رہی ہے اور ابھی اس کو ان لوگوں پر مشتمل حکومت کا تجربہ نہیں ہوا ہے' ایسا تجربہ جو روس اور جرمنی میں کثیر تعداد مزدوروں کے کمیونزم کی طرف جانے کیلئے ضروری تھا' یہ نتیجہ بلاشبہ برآمد ہوتا ہے کہ برطانوی کمیونسٹوں کو پارلیمانیت میں شرکت کرنا چاہئے' پارلیمنٹ کے اندر سے کثیر تعداد مزدوروں کو عملی طور پر ہنڈرسنوں اور اسنوڈینوں کی حکومت کے نتائج دیکھنے میں مدد دینی چاہئے' ہنڈرسنوں اور اسنوڈینوں کو لائڈ جارج اور چرچل کے اتحاد کو شکست دینے میں مدد دینی چاہئے۔اس سے مختلف اقدام کا مطلب انقلاب کے کام کو مشکل بنانا ہے کیونکہ مزدور طبقے کی اکثریت کے خیالات میں تبدیلی کے بغیر انقلاب ممکن نہیں ہے اور یہ تبدیلی عوام کا سیاسی تجربہ پیدا کرتا ہے محض پروپیگنڈا کبھی نہیں پیدا کرتا۔''بغیر سمجھوتوں کے آگے بڑھو' راستے سے نہ ہٹو''-- یہ نعرہ صاف طور پر غلط

ہے اگر اس کو مزدوروں کی بے طاقت اقلیت عمداً یہ جانتے ہوئے دیتی ہے (یا جس کو بہر نوع یہ جاننا چاہئے) کہ لائڈ جارج اور چرچل پر ہنڈرسن اور اسنوڈین کی فتح کی حالت میں اکثریت مختصر عرصے کے دوران ہی اپنے لیڈروں سے مایوس ہو جائے گی اور کمیونزم کی حمایت کرنے لگے گی (یا بہر نوع وہ کمیونسٹوں کی طرف غیر جانبداری یا زیادہ تر خیر سگالانہ غیر جانبداری کا رویہ اختیار کرے گی)۔ یہ بالکل اس طرح ہے جیسے دس ہزار سپاہی لڑائی میں پچاس ہزار دشمنوں کے خلاف کود پڑیں جبکہ ان کیلئے "ٹھہرنا"، "راستے سے ہٹنا" حتی کہ "سمجھوتہ کر لینا" بھی ٹھیک ہوتا تاکہ ایک لاکھ کی کمک آنے کا وقت مل سکے جو فوراً میدان جنگ میں نہیں اتر سکتی۔ یہ دانشورانہ بچپن ہے، انقلابی طبقے کا سنجیدہ طریقہ کار نہیں ءہے۔

انقلاب کا بنیادی قانون جس کی سارے انقلابوں نے اور خصوصاً بیسویں صدی میں روس کے تین انقلابوں (51) نے تصدیق کی ہے یہ ہے: انقلاب کیلئے یہ کافی نہیں ہے کہ استحصال اور ظلم وتشدد کے شکار عوام کو یہ شعور ہو جائے کہ وہ پرانے طریقے سے زندگی نہیں بسر کر سکتے اور وہ تبدیلی کا مطالبہ کریں۔ انقلاب کیلئے یہ ضروری ہے کہ استحصال کرنے والے پرانے طریقے سے زندگی نہ گزار سکیں اور حکم نہ چلا سکیں۔ صرف اس وقت جبکہ "نیچے لوگ" پرانے کو نہ چاہیں اور "اونچے لوگ" پرانے کو نہ چلا سکیں، صرف اسی وقت انقلاب فتحیاب ہو سکتا ہے۔ اس حقیقت کا اظہار دوسرے الفاظ میں یوں کیا جاسکتا ہے: انقلاب بلاکل قومی بحران کے (جو استحصال کے شکار اور استحصال کرنے والواں پر بھی اثر انداز ہو) ناممکن ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انقلاب کے لئے ضرورت ہے، اول، مزدوروں کی اکثریت (یا بہر صورت زیادہ تر شعور، بافکر اور سیاسی طور پر سرگرم عمل مزدور) پوری طرح انقلاب کی

ضرورت کو سمجھے اور اسکے لئے جان تک دینے کو تیار ہو۔ دوسرے یہ کہ حکمران طبقوں کو حکومت میں ایسے بحران سے گذرنا پڑے جو انتہائی پسماندہ عوام کو بھی سیاست میں گھسیٹ لے (ہر حقیقی انقلاب کی علامت یہ ہے کہ سیاسی جدوجہد کی صلاحیت رکھنے والے ایسے محنت کش اور مظلوم عوام کے نمائندوں کی تعداد میں دس گنا حتی کہ سو گنا اضافہ ہو جو ابھی تک بے اعتنا تھے)' حکومت کو کمزور کر دے اور انقلابیوں کیلئے یہ بات ممکن کر دے کہ اس کا تختہ وہ جلد از جلد الٹ دیں۔

برطانیہ میں' جیسا کہ لائڈ جارج کی تقریر سے بھی دیکھا جا سکتا ہے' کامیاب پرولتاری انقلاب کیلئے دونوں حالات واضح طور پر ابھر رہے ہیں۔ اس وقت بائیں بازو کے کمیونسٹوں کی غلطیاں خاص طور سے خطرناک ہیں کیونکہ بعض انقلابی ان میں سے ہر حالت کی طرف کافی فکر' کافی توجہ' کافی سمجھداری اور کافی سوجھ بوجھ والا رویہ اختیار نہیں کر رہے ہیں۔ اگر ہم محض انقلابی گروپ نہیں بلکہ انقلابی طبقے کی پارٹی ہیں' اگر ہم اپنے پیچھے عوام کو چلانا چاہتے ہیں (اور اس کے بغیر ہم محض باتونی ہونے کا خطرہ مول لیتے ہیں) تو ہمیں چاہئے کہ اول' ہنڈرسن یا اسنوڈین کو لائڈ جارج اور چرچل کو شکست دینے میں مدد دیں (حتی کہ یہ ٹھیک ہوگا کہ اول الذکر کو مجبور کر دیں کہ وہ موخر الذکر کو شکست دے کیونکہ اول الذکر اپنی فتح سے ڈرتے ہیں!) دوسرے' مزدور طبقے کی اکثریت کو خود اپنے تجربے سے یہ یقین کرنے میں مدد دیں کہ ہماری بات سچ ہے یعنی یہ کہ ہنڈرسن اور اسنوڈین بالکل ناکارہ ہیں' ان کی فطرت پیٹی بورژوا اور غدارانہ ہے اور ان کا دیوالیہ پن ناگزیر ہے۔ تیسرے' ہمیں اس لمحے کو قریب لانا چاہئے جب ہنڈرسن والوں سے مزدوروں کی اکثریت کی ناامیدی کی بنیاد پر' کامیابی کے ٹھوس امکان کے ساتھ یہ ممکن ہوگا کہ ہنڈرسنوں کی

حکومت کا تختہ فوراً الٹ دیا جائے جو کہیں زیادہ بدحواسی سے کروٹیں بدلے گی جبکہ انتہائی سمجھدار اور ٹھوس' پیٹی بورژوا نہیں بلکہ بڑی بورژوازی والا لائڈ جارج بھی کل چرچل سے "تصادم" اور آج ایسکوئتھ سے "تصادم" کیوجہ سے قطعی بدحواسی کا اظہار کرتا ہے اور اپنے کو' اور ساری بورژوای کو بھی' زیادہ سے زیادہ کمزور بناتا ہے۔

میں زیادہ ٹھوس طریقے سے یہ کہونگا۔ میری رائے میں برطانوی کمیونسٹوں کو اپنی چاروں پارٹیوں کو (جو سب کمزور ہیں اور بعض تو بہت ہی کمزور ہیں) تیسری انٹرنیشنل کے اصولوں اور پارلیمنٹ میں لازمی شرکت کی بنیاد پر واحد کمیونسٹ پارٹی میں متحد کرلینا چاہئے۔ کمیونسٹ پارٹی ہنڈرسنوں اور اسنوڈینوں کے سامنے یہ انتخابی سمجھوتہ پیش کرتی ہے: آؤ لائڈ جارج اور کنسرویٹیووں کے خلاف ملکر چلیں' پارلیمنٹ کی نشستیں ان ووٹوں کے حساب سے تقسیم کرلیں جو مزدو لیبر پارٹی یا کمیونسٹوں کیلئے دیں (الیکشن میں نہیں' بلکہ خاص ووٹنگ میں) اور ہم ایجی ٹیشن' پروپیگنڈا اور سیاسی سرگرمیوں کیلئے پوری آزادی کو برقرار رکھیں۔ آخری شرط کے بغیر دراصل بلاک میں نہ شامل ہونا چاہئے کیونکہ یہ غداری ہوگی ہنڈرسنوں اور اسنوڈینوں کو بے نقاب کرنے کی آزادی کا' برطانوی کمیونسٹوں کو بالکل اسی طرح مطالبہ کرنا چاہئے اور اس کو حاصل کرنا چاہئے جیسے اس کا مطالبہ روسی بالشویکوں نے (پندرہ سال' 1903 17 ءتک) روسی ہنڈرسنوں اور اسنوڈینوں یعنی منشویکوں کے سلسلے میں کیا تھا اور اس کو حاصل کیا تھا۔

اگر ہنڈرسنوں اور اسنوڈینوں کو ان شرائط پر بلاک منظور ہو تو ہماری جیت ہے کیونکہ پارلیمنٹ کی نشستوں کی تعداد یوں بھی ہمارے لئے اہم نہیں ہے' ہم اس

کیلئے نہیں دوڑیں گے ۔ہم اس بات میں جھک جائیں گے (اور ہنڈرسن والے اور ان کے نئے دوست یا ان کے نئے مالک۔لبرل لوگ جوانڈپنڈنٹ لیبر پارٹی میں شامل ہوئے ہیں اس کیلئے سب سے زیادہ دوڑتے ہیں)'۔ یہ ہماری جیت ہوگی کیونکہ ہم ایسے لمحے میں عوام میں اپنا ایجی ٹیشن کریں گے جب کہ لائڈ جارج نے خود ان کو''اکسایا'' ہواور ہم نہ صرف لیبر پارٹی کوجلد اپنی حکومت قائم کرنے میں مدد دینگے بلکہ عوام کوجلد ہمارا کمیونسٹ پروپیگنڈا سمجھنے میں بھی جو ہم ہنڈرسن والوں کے خلاف بلا کسی کانٹ چھانٹ'بلا کسی رو رعایت کے کریں گے۔

اگر ہنڈرسن اوراسنوڈین ان شرائط پر ہمارے ساتھ بلاک بنانے کومسترد کر دیتے ہیں تو ہماری اور بڑی جیت ہوگی کیونکہ ہم فوراً عوام کو دیکھا دینگے (دیکھئے کہ خالص منشویک اور بالکل موقع پرست انڈپنڈنٹ لیبر پاٹی میں بھی عوام سوویتوں کے حق میں ہیں) کہ ہنڈرسن والے سرمایہ داروں سے اپنی قربت کومزدوروں کے اتحاد پر ترجیح دیتے ہیں۔عوام کے سامنے ہماری فوراً جیت ہوگی جوخصوصاً لائڈ جارج کی شاندار'بہت ہی سچی اور بہت ہی کارآمد (کمیونزم کیلئے) وضاحت کے بعد لائڈ جارج کے قدامت پرستوں کے ساتھ اتحاد کے خلاف تمام مزدوروں کے متحد ہونے کے حق میں ہو جائیں گے۔ ہماری فوراً جیت ہوگی کیونکہ ہم عوام کو دکھادیں گے کہ ہنڈرسن اور اسنوڈین والے لائڈ جارج پر فتح حاصل کرنے سے ڈرتے ہیں'تنہا اقتدار ہاتھ میں لینے سے ڈرتے ہیں اورخفیہ طور پر لائڈ جارج کی حمایت حاصل کرنا چاہتے ہیں جو علانیہ لیبر پارٹی کے خلاف قدامت پرستوں کی طرف ہاتھ بڑھا رہا ہے۔ اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ ہمارے یہاں روس میں 27 فروری 1917ء (پرانا کینڈر) کے انقلاب کے بعد منشویکوں اورسوشلسٹ انقلابیوں

(یعنی روسی ہنڈرسوں اور اسنوڈینوں) کے خلاف بالشویکوں کے پروپیگنڈے نے ٹھیک اسی طرح کی صورتحال سے فائدہ اٹھایا تھا۔ہم نے منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں سے کہا: سارے اقتدار کو بغیر بورژوازی کے سنبھالو کیونکہ سوویتوں میں تمہاری اکثریت ہے(جون 1917ء میں سوویتوں کی پہلی کانگریس میں بالشویکوں کے ووٹ صرف 13 فیصدی تھے)۔لیکن ہنڈرسن اور اسنوڈین بغیر بورژوازی کے اقتدار سنبھالتے ہوئے ڈرے اور جب بورژوازی نے یہ اچھی طرح جانتے ہوئے آئین ساز اسمبلی کے الیکشن میں تاخیر کی کہ اس میں سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں* کو(ان دونوں نے ملکر ایک قریبی سیاسی بلاک بنایا جو عملی طور پر صرف پیٹی بورژوا جمہوریت کا نمائندہ تھا) اکثریت حاصل ہوگی تو سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں میں اتنا دم نہیں تھا کہ ان تاخیروں کے خلاف آخر تک لڑسکیں۔

اگر ہنڈرسن اور اسنوڈین والے کمیونسٹوں کے ساتھ بلاک کو مسترد کرتے ہیں تو کمیونسٹوں کو فوراً عوام کی ہمدردی حاصل کرنے اور ہنڈرسن اور اسنوڈین والوں کو بدنام کرنے میں کامیابی ہوگی اور اگر ہم اس کی وجہ سے پارلیمنٹ کی کچھ نشستیں کھو بیٹھیں تو یہ ہمارے لئے بالکل اہم نہ ہوگا۔ہم اپنے امیدوار صرف بہت ہی کم تعداد میں لیکن بالکل معتبر حلقوں میں کھڑے کرتے یعنی جہاں ہماری امیدواری لیبر پارٹی کے ممبروں کے خلاف لبرلوں کو کوئی نشت نہ دیتی۔ ہم انتخابی ایجی ٹیشن کرتے' کمیونزم کے حق میں اشتہار تقسیم کرتے اور ان تمام حلقوں میں' جہاں ہمارے امیدوار نہ ہوتے' یہ تجویز پیش کرتے کہ بورژوا لوگوں کے خلاف لیبر پارٹی کو ووٹ دیں۔کامریڈ سیلویا پانکھرسٹ اور گلاخر اگر اسمیں کمیونزم کے ساتھ غداری یا سماجی غداروں کے خلاف جدوجہد سے انکار دیکھتے ہیں تو وہ غلطی پر ہیں۔ اس کے

برعکس'اس سے کمیونسٹ انقلاب کے کاز کو بلاشبہ فتح ہوتی۔

* نومبر 1917ء میں روس میں آئین ساز اسمبلی کے انتخابات کے نتائج جو تین کروڑ ساٹھ لاکھ ووٹروں کی رائے پر مبنی تھے مندرجہ ذیل تھے: 25 فیصدی ووٹ بالشویکوں کیلئے' جاگیرداروں اور بورژوازی کی مختلف پارٹیوں کیلئے 13 فیصدی پیٹی بورژوا ڈیموکریسی یعنی سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں اور ان کی طرح کے چند گروپوں کیلئے 62 فیصدی۔

فی الحال برطانوی کمیونسٹوں کو عوام کے پاس جانے اور ان کو اپنی بات سنانے میں اکثر مشکل ہوتی ہے۔اگر میں کمیونسٹ کی حیثیت سے یہ اعلان کروں کہ میں لائڈ جارج کے خلاف ہنڈرسن کو ووٹ دینے کی تجویز کرتا ہوں تو غالباً لوگ میری بات سنیں گے۔اور میں مقبول عام طریقے سے نہ صرف اس کی وضاحت کرسکوں گا کہ سوویتیں پارلیمنٹ سے اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ چرچل کی ڈکٹیٹر شپ (بورژوا''ڈیموکریسی'' کے سائن بورڈ سے ڈھکی ہوئی) سے کیوں بہتر ہیں بلکہ اسی طرح اس کی بھی کہ میں اپنے ووٹ کے ذریعہ ہنڈرسن کی حمایت ٹھیک ایسے کرنا چاہتا ہوں جیسے کوئی رسی پھانسی پر لٹکے ہوئے آدمی کی کرتی ہے'--کہ ہنڈرسن کی قریب الوقوع حکومت کا قیام اسی طرح میرے سچ کو ثابت کردیگا' اسی طرح عوام کو میری طرف کھینچے گا' اسی طرح ہنڈرسنوں اور اسنوڈینوں کی سیاسی موت قریب لائے گا جیسے کہ روس اور جرمنی میں ان کے ہم خیالوں کے ساتھ ہو چکا ہے۔

اگر مجھ پر یہ اعتراض کیا جائے جہ یہ طریقہء کار بہت زیادہ ''چالاکی'' کا یا پیچیدہ ہے'اس کو عوام نہ سمجھیں گے'وہ ہماری طاقتوں کو منقسم اور منتشر کریگا اور ان کو سوویت انقلاب پر مرکوز کرنے سے روکے گا وغیرہ'تو میں ''بائیں بازو'' کے معترضین کہ یہ جواب دونگا کہ اپنی نظریہ پرستی عوام پر مت تھوپو! غالباً روس کے عوام برطانیہ کے لوگوں سے زیادہ نہیں بلکہ کم ہی مہذب ہیں اور پھر بھی عوام نے

بالشویکوں کی بات سمجھی' بالشویکوں کو اس صورتحال نے روکا نہیں بلکہ ان کی مدد کی' کہ انہوں نے ستمبر 1917ء میں سوویت انقلاب سے قبل بورژوا پارلیمنٹ (آئین ساز اسمبلی) کیلئے اپنے امیدوار کھڑے کئے اور سوویت انقلاب کے ایک دن بعد نومبر 1917ء میں اسی آئین ساز اسمبلی کا انتخاب کیا جس کو انہوں نے 5 جنوری 1918ء کو منتشر کر دیا تھا۔

میں یہاں برطانوی کمیونسٹوں کے درمیان دوسرے اختلاف کو نہیں لے سکتا جو یہ ہے کہ آیا لیبر پارٹی کے ساتھ متحد ہونا چاہئے یا نہیں۔ اس سوال سے متعلق میرے پاس بہت کم مواد ہے جو برطانوی ''لیبر پارٹی'' کے غیر معمولی طور پر انوکھے ہونے کی وجہ سے خاص طور سے پیچیدہ ہے' یہ پارٹی اپنی ساخت کے لحاظ سے براعظم یورپ کی عام سیاسی پارٹیوں سے ذرا بھی مشابہہ نہیں ہے۔ بہر حال اس میں کوئی شک نہیں کہ اول' اس سوال میں بھی وہ لوگ غلطی کرینگے جو انقلابی پرولتاریہ کے طریقہء کار کو ایسے اصولوں سے اخذ کرنا چاہتے ہیں جیسے ''کمیونسٹ پارٹی کو اپنا نظریہ خالص اور اپنی آزادی کو اصلاح پرستی سے بے داغ رکھنا چاہیئے' اس کا مشن آگے بڑھنا ہے' ٹھہرنا اور راستے سے ہٹنا نہیں ہے' کمیونسٹ انقلاب کے راستے پر سیدھے جانا ہے''۔ کیونکہ ایسے اصول محض فرانسیسی بلانکیسٹ کیوناروں کی غلطی کا اعادہ ہیں جنھوں نے 1874ء میں ہر طرح کے سمجھوتوں اور ہر طرح کی درمیانی منزلوں کی ''تردید'' کی تھی۔ دوسرے اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیشہ کی طرح یہاں بھی فریضہ یہ ہے کہ کمیونزم کے عام اور بنیادی اصولوں کو طبقات اور پارٹیوں کے درمیان تعلقات کے اس انوکھے پن کا جائزہ لینے کے لیے استعمال کیا جائے' کمیونزم کی طرف معروضی ترقی کے اس انوکھے پن کے لیے جو ہر ایک ملک میں

مختلف ہے اور جس کو معلوم کرنے' تلاش کرنے اور بھانپنے کی ضرورت ہے۔

لیکن اس کے بارے میں محض برطانوی کمیونزم کے تعلق سے بحث نہ ہونی چاہیے بلکہ ان عام نتائج سے جن کا تعلق تمام سرمایہ دار ملکوں میں کمیونزم کی ترقی سے ہے۔اب ہم اس موضوع کی طرف آ رہے ہیں۔

(10)

بعض نتائج

1905ء کے روسی بورژوا انقلاب نے تاریخ عالم میں ایک بہت ہی انوکھے موڑ کا انکشاف کیا۔ایک انتہائی پسماندہ سرمایہ دار ملک میں دنیا میں پہلی بار ہڑتالی تحریک نے بےنظیر وسعت اور طاقت اختیار کر لی۔1905ء کے صرف پہلے مہینے میں ہڑتالیوں کی تعداد پہلے پچھلے دس سال (1904ء-1895ء) کی سالانہ اوسط کے مقابلے میں دس گنی تھی۔جنوری سے اکتوبر 1905ء تک ہڑتالیں متواتر بڑھتی اور وسعت اختیار کرتی گئیں۔پسماندہ روس نے 'متعدد بالکل انوکھے تاریخی حالات کے زیر اثر' پہلی بار دنیا کو انقلاب کے وقت (یہ تمام عظیم انقلابوں میں ہوا) کچلے ہوئے عوام کے خودمختارانہ اقدامات میں نہ صرف ناہموار اضافے کا مظاہرہ کیا بلکہ یہ بھی کہ پرولتاریہ کی اہمیت بمقابلہ آبادی میں اس کی نسبت کے بے حد زیادہ ہے' معاشی اور سیاسی ہڑتالوں میں اتحاد ہے جبکہ موخرالذکر مسلح بغاوت میں تبدیل ہو جاتی ہے اور سوویتوں کا وجود ہوتا ہے جو سرمایہ داری کے ظلم کے شکار طبقوں کی عوامی جدوجہد اور عوامی تنظیم کی نئی صورت ہیں۔

فروری اور اکتوبر 1917ء کے انقلابوں نے سوویتوں کو قومی پیمانے پر ہمہ رخی ترقی دی اور پرولتاری سوشلسٹ انقلاب میں ان کو فتح تک پہنچایا۔اور دو سال

سے بھی کم میں سوویتوں کے بین الاقوامی کردار، عالمی مزدور تحریک میں جدوجہد اور تنظیم کی اس صورت کے رواج اور سوویتوں کے بورژوا پارلیمانیت اور عام طور پر بورژوا جمہوریت کے گورکن، وارث اور جانشین ہونے کے تاریخی مشن کا اظہار ہو گیا۔

بس اتنا ہی نہیں۔ اس وقت مزدور تحریک کی تاریخ دکھاتی ہے کہ تمام ملکوں میں اس کو ابھرتے، مضبوط ہوتے اور فتح کی طرف جاتے ہوئے کمیونزم کی اس جدوجہد سے گذرنا ہے (اور اس نے گذرنا شروع کر دیا ہے) جو سب سے پہلے اور خاص طور سے اپنے (ہر ملک کیلئے) ''منشویکوں'' یعنی موقع پرستوں اور سوشل شاونسٹوں کے خلاف ہوگی، دوسرے، یوں کہنا چاہیے ضمنی طور پر، ''بائیں بازو'' کے کمیونزم کے خلاف ہوگی۔ پہلی جدوجہد تمام ملکوں میں بلا واحد استثنا کے، دوسری (جو اب واقعتاً مر چکی ہے) اور تیسری انٹرنیشنلوں کے درمیان جدوجہد کی صورت میں تھی۔ دوسری جدوجہد جرمنی، برطانیہ، اٹلی اور امریکہ میں (بہر نوع ''عالمی صنعتی مزدوروں'' اور انارکو سینڈیکیٹ والوں کا ایک خاص حصہ تقریباً عام طور پر، تقریباً بلاتفریق سوویت نظام کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ بائیں بازو کے کمیونزم کی غلطیوں کو بجا قرار دیتا ہے) اور فرانس میں (سابق سینڈیکیٹ والوں کے ایک حصے کا رویہ سیاسی پارٹی اور پارلیمانیت کی طرف، اور یہاں بھی سوویت نظام کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ) دیکھی جا سکتی ہے یعنی بلاشبہ نہ صرف بین الاقوامی پیمانے پر بلکہ عالمی پیمانے پر۔

لیکن درحقیقت ہر جگہ، بورژوازی پر فتح پانے کیلئے تیاری کے ایک ہی قسم کے اسکول سے گذرتے ہوئے، ہر ملک کی مزدور تحریک اس ترقی کے کام کو اپنے طریقے

سے کر رہی ہے۔ بڑے اور ترقی یافتہ سرمایہ دار ملک اس راستے کو کہیں زیادہ تیزی سے طے کر رہے ہیں بمقابلہ بالشویزم کے جس نے تاریخ سے منظم سیاسی رجحان کی حیثیت سے فتح کی تیاری کیلئے پندرہ سال پائے۔ تیسری انٹرنیشنل نے ایک سال جیسی مختصر مدت میں فیصلہ کن فتح حاصل کر لی' دوسری زرد' سوشل شاؤنسٹ انٹرنیشنل کو توڑ دیا جو چند مہینے پہلے تک تیسری انٹرنیشنل کے مقابلے میں کہیں زیادہ طاقتور تھی' مضبوط اور زبردست معلوم ہوتی تھی اور اس کو عالمی بورژوازی کی ہمہ گیر-- براہ راست اور بالواسطہ' مادی (وزارتی عہدے' پاسپورٹ اور پریس) اور نظریاتی امداد حاصل تھی۔

اس وقت سارا کام یہ ہے کہ ہر ملک کے کمیونسٹ پورے شعور کے ساتھ موقع پرستی اور "بائیں بازو" کی اصول پرستی کے خلاف جدوجہد کے بنیادی اور بااصول فریضوں کو پیش نظر رکھیں اور ان ٹھوس خصوصیات کو بھی جو ہر ملک میں یہ جدوجہد اختیار کرتی ہے اور اس کو لازمی طور پر اختیار کرنا چاہئے' اپنی معیشت' سیاست' تہذیب' اپنی قومی ساخت (آئرلینڈ وغیرہ)' اپنی نوآبادیوں' اپنی مذہبی تقسیم وغیرہ وغیرہ کے انوکھے کردار کے مطابق۔ دوسری انٹرنیشنل کے خلاف بے اطمینانی ہر جگہ محسوس کی جارہی ہے اور پھیل کر بڑھ رہی ہے جس کی وجہ اس کی موقع پرستی' ایک واقعی مرکوز اور واقعی رہنمائی کرنے والا ایسا مرکز قائم کرنے میں اسکی نااہلی یا عدم صلاحیت ہے جو عالمی سوویت ریپلک کیلئے انقلابی پرولتاریہ کی جدوجہد میں بین الاقوامی طریقہء کار کی رہنمائی کی اہلیت رکھتا ہو۔ اس بات کو صاف طور سے سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اس طرح کے رہنما مرکز کو جدوجہد کے ڈھلے ڈھلائے' بے سمجھے بوجھے' ہموار اور یکساں طریقہء کار کے قواعد کی بنا پر نہیں بنایا جا سکتا۔ جب تک

قوموں اور ملکوں کے درمیان قومی اور ریاستی فرق ہیں -- اور یہ فرق بہت مدت تک رہیں گے حتی کہ عالمی پیانے پر پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کے قیام کے بعد بھی -- تمام ملکوں کی کمیونسٹ مزدور تحریک کے بین الاقوامی طریقہء کار کے اتحاد کا تقاضہ تنوع کو ختم کرنا یا قومی فرق کا صفایا کرنا نہیں ہے (یہ اس وقت خواب گراں ہے) بلکہ کمیونزم کے بنیادی اصولوں کا ایسا استعمال ہے (سوویت اقتدار اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ) جو ٹھیک طور سے ان اصولوں کو بعض تفصیلات میں بدلے گا' ان کو صحیح طور سے اپنائے گا اور ان کو قومی اور قومی ریاستی اختلاف میں استعمال کریگا۔ اس قومی خصوصیت اور قومی انوکھے پن کے بارے میں تحقیقات کرنا' مطالعہ کرنا' تلاش کرنا' پیش گوئی کرنا اور سمجھنا' جو ہر ملک واحد بین الاقوامی فریضے کو حل کرنے کے ٹھوس طریقوں (مزدور تحریک کے اندر موقع پرستوں اور بائیں بازو کی اصول پرستی پر فتح حاصل کرنے' بورژوازی کا تختہ الٹنے' سوویت ریپلک اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ قائم کرنے) میں رکھتا ہے' یہی وہ خاص فریضہ ہے جو تمام ترقی یافتہ (اور صرف ترقی یافتہ ہی نہیں) ملکوں کے سامنے اس تاریخی لمحے میں ہے۔ سب کچھ واقعی ابھی تکمیل سے بہت دور ہے لیکن خاص فریضہ یعنی مزدور طبقے کے ہراول کو اپنا طرفدار بنانے' پارلیمانیت کے خلاف سوویت اقتدار کی طرف اس کے آنے' بورژوا ڈیموکریسی کے خلاف پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کی طرف اس کے آنے کا فریضہ پورا کیا گیا ہے۔ اب ضرورت ہے کہ ساری طاقت' ساری توجہ دوسرے قدم پر مرکوز کر دی جائے' جو معروف نقطہ نظر سے واقعی کم بنیادی معلوم ہوتا ہے لیکن جو اس کے باوجود حقیقت میں فریضے کے عملی حل کے لحاظ سے زیادہ قریب ہے' یعنی پرولتاری انقلاب تک عبور یا پہنچنے کی صورتوں کی تلاش پر۔

پرولتاری ہراول کو نظریاتی طور پر جیت لیا گیا ہے۔ یہ بڑی بات ہے۔ اس کے بغیر فتح کی طرف پہلا قدم بھی اٹھانا ناممکن ہے۔ لیکن ابھی اس سے فتح کافی دور ہے۔ صرف ہراول سے ہی فتح حاصل کرنا ممکن نہیں۔ محض ہراول کو تن تنہا فیصلہ کن لڑائی میں جھونک دینا جبکہ پورے طبقے نے' جبکہ وسیع پیانے پر عوام نے ابھی ہراول براہ راست حمایت کی یا کم از کم اس کی طرف ہمدردانہ غیر جانبداری کی اور اس کے دشمن کی پوری عدم حمایت کی پوزیشن نہ لی ہو' نہ صرف حماقت ہوگی اور بلکہ جرم بھی ہو گا۔ اور اس کیلئے کہ واقعی سارا طبقہ' کہ واقعی محنت کشوں اور سرمایہ کے کچلے ہوئے لوگوں کی کثیر تعداد اس پوزیشن تک آئے' محض پروپیگنڈا' محض ایجی ٹیشن کافی نہیں ہے۔ اس کیلئے ان عوام کو خود اپنے سیاسی تجربے کی ضرورت ہے۔ تمام عظیم انقلابوں کا یہی بنیادی قانون ہے جس کی تصدیق نہ صرف روس میں زبردست طاقت اور وضاحت کے ساتھ ہوئی ہے بلکہ جرمنی میں بھی ہوئی ہے۔ نہ صرف روس کے غیر مہذب اور اکثر ناخواندہ عوام کو بلکہ جرمنی کے اعلی مہذب اور عام طور پر پڑھے لکھے عوام کو بھی بورژوازی کے سامنے انتہائی کمزوری' انتہائی بے آبروئی' انتہائی لاچاری اور انتہائی کاسہ لیسی اور دوسری انٹرنیشنل کے بانکے سرداروں کی حکومت کی انتہائی کمینگی' حد سے زیادہ رجعت پرستوں (روس میں کورنیلوف اور جرمنی میں کاپ اینڈ کمپنی (52)) کی ڈکٹیٹر شپ کی ناگزیریت کی آزمائش سے پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کے واحد بدل کی حیثیت سے گذرنا پڑا تاکہ وہ اٹل طور پر کمیونزم کی طرف آئیں۔

بین الاقوامی مزدور تحریک میں باشعور ہراول یعنی کمیونسٹ پارٹیوں' گروہوں اور رجحانوں کا فوری فریضہ ان کی یہ صلاحیت ہے کہ وہ وسیع پیانے پر عوام کو (جو ابھی

تک زیادہ تر خفتہ' بے عمل' ڈھرے پر چلنے والے' جامد اور غیر بیدار ہیں) ان کی اس نئی پوزیشن تک لے آئیں یا یہ کہنا زیادہ ٹھیک ہوگا کہ نہ صرف اپنی پارٹی کی رہنمائی کی صلاحیت رکھتے ہوں بلکہ ان عوام کی رہنمائی کی بھی جبکہ وہ اس نئی پوزیشن تک جائیں یا عبور کریں۔ اگر پہلا تاریخی فریضہ (پرولتاریہ کے باشعور ہراول کو سوویت اقتدار اور مزدور طبقے کی ڈکٹیٹر شپ کی طرف لانا) موقع پرستی اور سوشل شاونزم پر مکمل نظریاتی اور سیاسی فتح پائے بغیر پورا کرنا ممکن نہیں تھا تو دوسرا فریضہ جواب فوری بن گیا ہے اور عوام کو اس نئی پوزیشن تک لانے کی صلاحیت پر مشتمل ہے' جو انقلاب میں ہراول کی فتح کی ضامن ہوگی' -- اس فوری فریضے کو بائیں بازو کی اصول پرستی ختم کئے بغیر' اس کی غلطیوں کو بالکل دور کئے بغیر اور ان سے نجات حاصل کئے بغیر پورا کرنا ممکن نہیں ہے۔

جہاں تک یہ بات تھی (اور جس حد تک ابھی یہ بات ہے) کہ پرولتاریہ کے ہراول کو کمیونزم کی طرف کھینچا جائے تو ابھی تک پروپیگنڈے کو اولیں جگہ حاصل تھی اور اب بھی ہے۔ حتیٰ کہ حلقے بھی اپنے محدود ہونے کی تمام کمزوریوں کے باوجود مفید اور کارآمد نتائج کے حامل ہیں۔ جب عوام کی عملی سرگرمیوں کی بات ہوتی ہے' لاکھوں کی فوج کی تقسیم و ترتیب کی' اگر اس کو اس طرح کہاں جا سکے' آخری اور فیصلہ کن لڑائی کیلئے کسی سماج میں تمام طبقاتی طاقتوں کی صف آرائی کی بات ہوتی ہے' اس وقت محض پروپیگنڈے کے ہنر سے' آخری فیصلہ کن لڑائی کیلئے کسی سماج میں تمام طبقاتی صف آرائی کی بات ہوتی ہے اس وقت محض پروپیگنڈے کے ہنر سے' محض ''خالص'' کمیونزم کی حقیقتوں کو دھرانے سے کام نہیں چلتا۔ یہاں ہزاروں تک کی گنتی کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ کوئی پرچارک ایسے چھوٹے گروہ کا ممبر گنتی

کرتا ہے جو ابھی تک عوام کا رہنما نہیں تھا بلکہ یہاں لاکھوں اور کروڑوں کا شمار کرنے کی ضرورت ہے۔ یہاں اپنے آپ سے نہ صرف یہ سوال کرنے ضرورت ہے کہ آیا ہم نے انقلابی طبقے کے ہراول کی یقین دہانی کی ہے' بلکہ اس کے بارے میں بھی کہ آیا تمام طبقوں کی تاریخی طور پر سرگرم طاقتوں کی صف آرائی ہوگئی ہے' قطعی طور پر بلا استثنا کسی سماج کے تمام طبقوں کی اس طرح کی صف آرائی جیسے فیصلہ کن لڑائی بالکل پختہ ہو چکی ہو' اسی طرح کہ (1) تمام طبقاتی طاقتیں جو ہماری دشمن ہیں کافی الجھی ہوئی ہوں' ایک دوسرے سے کافی لڑ جھگڑ رہی ہوں اور انہوں نے اس لڑائی میں اپنے کو کافی کمزور کرلیا ہو جو ان کی طاقت سے باہر ہے' کہ (2) تمام مذبذب' ڈگمگانے والے اور درمیانی عناصر یعنی پیٹی بورژوازی' بورژوازی سے الگ پیٹی بورژوا ڈیموکریسی نے عوام کے سامنے اپنے کو کافی بے نقاب کرلیا ہو اور علمی دیوالیہ پن سے اپنے کو کافی بدنام کرلیا ہو' کہ (3) پرولتاریہ میں بورژوازی کے خلاف انتہائی باعزم' بے نظیر جرات والے انقلابی عمل کیلئے بڑے پیمانے پر جذبہ پیدا ہو گیا ہو اور مضبوطی سے ابھرنے لگا ہو۔ ہاں' تبھی انقلاب پختہ ہوگا' تبھی ہماری فتح ہوگی' اگر ہم نے مختصر طور پر اوپر دیئے ہوئے حالات کو اچھی طرح سوچ سمجھ لیا ہو اور صحیح لمحے کا انتخاب کیا ہو تو ہماری فتح کی ضمانت ہے۔

چرچل اور لائڈ جارج (اس قسم کے سیاست داں ہر ملک میں تھوڑے قومی فرق کے ساتھ پائے جاتے ہیں) کے درمیان اختلافات ایک طرف ہنڈرسن اور لائڈ جارج کے درمیان دوسری طرف' خالص (یعنی مجرد) کمیونزم یعنی ایسی کمیونزم کے نقطہ نظر سے قطعی غیر اہم ہیں جو عملی' عوامی' سیاسی اقدام کیلئے پختہ نہیں ہوئی ہے۔ لیکن عوام کے اس عملی اقدام کے نقطہ نظر سے یہ اختلافات بہت اہم ہیں۔ ان اختلافات

کا اچھی طرح لحاظ کرنا اور اس لمحے کا تعین کرنا جب ان ''دوستوں'' کے درمیان ناگزیر تصادم' جو مجموعی طور پر تمام ''دوستوں'' کو کمزور اور بے طاقت بناتا ہے' پوری طرح پختہ ہو جاتا ہے-- یہ ہے ان کمیونسٹوں کا سارا مقصد' سارا فریضہ جو محض باشعور' بایقین نظریاتی پروپیگنڈا کرنے والے ہی نہیں بلکہ انقلاب میں عوام کے عملی رہنما بھی ہونا چاہتے ہیں۔ضرورت ہے کہ کمیونزم کے خیالات سے انتہائی وفاداری کو تمام ضروری عملی سمجھوتوں' چالوں' صلح جوئی' خم و پیچ اور پسپائی وغیرہ سے مربوط کرنے کی صلاحیت ہوتا کہ ہنڈرسن والوں (دوسری انٹرنیشنل کے ہیروؤں کے' اگر ہم پیٹی ڈیموکریسی کے ان نمائندوں کا الگ الگ نام نہ گنائیں جو اپنے کو سوشلسٹ کہتے ہیں) کے سیاسی اقتدار کو جلد وجود میں لا کر اس کو ختم کیا جا سکے' عملی طور پر ان کے ناگزیر دیوالیہ پن میں تعجیل کی جا سکے جو عوام کو ہمارے جذبے سے' کمیونزم کے حق میں منور کر دیگا۔ضرورت ہے کہ ہنڈرسنوں' لائڈ جارجوں اور چرچلوں (منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں' آئینی ڈیموکریٹوں' شاہ پرستوں' شیڈ مانوں' بورژوازی اور کاپوں وغیرہ) کے درمیان ناگزیر اختلافات' جھگڑوں' تصادم اور مکمل نفاق میں تعجیل کی جا سکے اور ''مقدس ذاتی ملکیت کے'' ان تمام ''ستونوں'' کے درمیان انتہائی نفاق کے ایسے لمحے کو ٹھیک سے چنا جا سکے تا کہ پرولتاریہ کا اٹل دھاوا ان سب کو توڑ پھوڑ دے اور سیاسی اقتدار جیت لے۔

تاریخ عام طور پر اور انقلابوں کی تاریخ خاص طور پر' ہمیشہ اپنے مواد کے لحاظ سے زیادہ دولت مند' زیادہ نوع بنوع' زیادہ رخوں والی' زیادہ جاندار' زیادہ ''پرفطرت'' ہوتی ہے بمقابلہ اس کے جس کا تصور بہترین پارٹیاں اور انتہائی اگوا کار طبقوں کے بہت باشعور ہراول کرتے ہیں۔یہ بات سمجھ میں آتی ہے کیونکہ بہترین

ہراول لاکھوں لوگوں کے شعور‘قوت ارادی‘جذبات اور تصورات کا اظہار کرتے ہیں اور انسانیت کی تمام صلاحیتوں کے مخصوص ابھار اور تناؤ کے لمحات میں انقلابوں کی تکمیل ان کروڑوں آدمیوں کے شعور‘قوت ارادی‘جذبات اور تصورات سے ہوتی ہے جن کے لئے طبقات کی شدید ترین جدوجہد تازیانے کا کام کرتی ہے۔ یہاں سے دو بہت ہی اہم عملی نتائج برآمد ہوتے ہیں: اول یہ کہ انقلابی طبقے کو اپنے فریضے کی تکمیل کیلئے سماجی سرگرمی کی تمام صورتوں یا پہلوؤں پر بلا استثنا قابو ہونا چاہئے (سیاسی اقتدار کو جیتنے کے بعد اس کی تکمیل کرنا‘ اکثر بڑی جوکھم یا بڑے خطرے کے ساتھ‘ جو اس نے اس فتح تک نہیں کیا تھا۔) دوسرے‘ انقلابی طبقے کو اس کیلئے تیار رہنا چاہئے کہ ان صورتوں کی ایک دوسرے میں تبدیلی بہت ہی تیز اور غیر متوقع ہوگی۔

ہر ایک اس بات سے اتفاق کریگا کہ اس فوج کو میدان جنگ میں اتارنا حماقت بلکہ جرم ہے جو ان تمام قسم کے اسلحہ جات اور جنگ کے ان تمام ذرائع اور طریقوں میں مہارت نہیں رکھتی جو دشمن رکھتا ہے یا اسکے پاس ہو سکتے ہیں۔لیکن یہ بات جنگی کاروائی سے کہیں زیادہ سیاست سے تعلق رکھتی ہے۔سیاست میں پہلے سے یہ بات اور کم جانی جا سکتی ہے کہ جدوجہد کے کون سے ذرائع آئندہ آنے والے حالات میں ہمارے لئے قابل استعمال اور کارآمد ہوں گے۔جدوجہد کے تمام ذرائع نہ رکھتے ہوئے ہمیں زبردست اور کبھی کبھی فیصلہ کن شکست بھی ہو سکتی ہے اگر دوسرے طبقوں کی پوزیشن میں ہماری مرضی پر انحصار نہ رکھنے والی تبدیلیاں سرگرمیوں کی ایسی صورت سے ہمیں دوچار کردیں جن میں ہم خاص طور سے کمزور ہوں۔جدوجہد کے تمام ذرائع سے لیس ہوتے ہوئے ہم یقیناً فتح حاصل کرینگے

کیونکہ ہم واقعی اگوا کار'واقعی انقلابی طبقے کے مفادات کی نمائندگی کرتے ہیں' چاہے حالات ہمیں ان اسلحہ کے استعمال کی اجازت نہ دیں جو دشمن کیلئے زیادہ خطرناک ہیں'اسلحہ جو انتہائی تیزی سے مہلک ضرب لگا سکتے ہیں۔ ناتجربہ کار انقلابی اکثر سوچتے ہیں کہ جدوجہد کے قانونی ذرائع موقع پرستانہ ہیں کیونکہ بورژوازی نے اس میدان میں خاص طور سے اکثر (زیادہ تر ''پرامن'' زمانے میں نہ کہ انقلاب کے زمانے میں)مزدوروں کو دھوکہ دیا اور بیوقوف بنایا ہے'لیکن جدوجہد کے غیر قانونی ذرائع انقلابی ہیں۔ یہ بات غلط ہے۔صحیح یہ ہے کہ وہ پارٹیاں اور لیڈر موقع پرست اور مزدور طبقے سے غداری کرنے والے ہیں جو یہ صلاحیت یا خواہش نہیں رکھتے (نہ کہو:نہیں کرسکتا' کہو:نہیں چاہتا) کہ ایسے حالات میں جدوجہد کے غیر قانونی ذرائع استعمال کریں مثلاً 1914-18ء کی سامراجی جنگ کے زمانے میں' جب انتہائی آزاد جمہوری ملکوں کی بورژوازی نے جنگ کی قزاقانہ نوعیت کے بارے میں منہ کھولنے کی ممانعت کرکے بینظیر بے شرمی اور خونخواری سے مزدوروں کو دھوکہ دیا۔ لیکن وہ انقلابی جو جدوجہد کی غیر قانونی صورتوں کو تمام قانونی صورتوں سے متحد نہیں کرسکتے بہت ہی برے انقلابی ہوتے ہیں۔اس وقت انقلابی ہونا مشکل نہیں ہے جب کہ انقلاب پھٹ کر شعلہ ور ہو چکا ہو'جب ہر ایک انقلاب کی طرف کھنچتا ہے محض دلکشی'فیشن یا اکثر ذاتی کیریر کے مفادات کے خیال سے۔فتح کے بعد ایسے نقلی انقلابیوں سے ''نجات'' پانا پرولتاریہ کیلئے بہت ہی مشکل اور بہت ہی جاں گسل ہوگا۔ایسے وقت میں انقلابی ہونا کہیں زیادہ مشکل اور کہیں زیادہ بیش بہا ہے جب کہ براہ راست'علانیہ'حقیقی طور پر عوامی اور واقعی انقلابی جدوجہد کیلئے ابھی حالات نہ ہوں' جبکہ غیر انقلابی اداروں میں انقلاب کے مفادات کی وکالت کرنا ہے

(پروپیگنڈے' ایجی ٹیشن اور تنظیم کے کام کے ذریعہ) غیر قانونی اور اکثر براہ راست رجعت پرست اداروں میں' غیر انقلابی ماحول میں' ایسے عوام میں جو اقدام کے انقلابی طریقوں کی ضرورت کو فوراً نہ سمجھ سکتے ہوں۔ واقعات کے اس ٹھوس راستے یا خاص موڑ کر تلاش کرنے ٹٹولنے اور اس کا ٹھیک سے تعین کرنے کی صلاحیت رکھنا جو عوام کو حقیقی' فیصلہ کن' مختتم' عظیم انقلابی جدوجہد تک لے جائے گا -- یہ ہے مغربی یورپ اور امریکہ کے موجودہ کمیونزم کا خاص فریضہ۔

برطانیہ ایک مثال ہے۔ ہم نہیں جانتے اور کوئی بھی پہلے سے اس کا تعین نہیں کرسکتا کہ وہاں کتنی جلد حقیقی پرولتاری انقلاب کا شعلہ بھڑک اٹھے گا اور کون سا سبب سب سے زیادہ ان وسیع عوام کو جو ابھی سو رہے ہیں بیدار و مشتعل کرنے اور جدوجہد میں آگے بڑھانے کا باعث ہوگا۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی تیاری کا سارا کام اس طرح کریں کہ چاروں پیروں کی نعل بندی رہے (جیسا کہ متوفی پلیخانوف کہا کرتے تھے جب وہ مارکسسٹ اور انقلابی تھے)۔ یہ ممکن ہے کہ کسی پارلیمانی بحران سے "شگاف پڑ جائے" "برف ٹوٹ جائے" "ممکن ہے کسی ایسے بحران سے جو بری طرح الجھے ہوئے نوآبادیاتی اور سامراجی تضادوں سے پیدا ہوا ہے اور جو بہت ہی تکلیف دہ اور شدید ہوتے جارہے ہیں' یا ممکن ہے کسی تیسری وجہ سے وغیرہ وغیرہ۔ ہم اس سبب کے بارے میں نہیں کہہ رہے ہیں کہ کیسی جدوجہد برطانیہ میں پرولتاری انقلاب کی قسمت کا فیصلہ کریگی (اس سوال کے بارے میں کسی کمیونسٹ کو کوئی شبہ نہیں ہے' یہ سوال ہم سب کیلئے طے شدہ ہے اور مضبوطی کے ساتھ طے شدہ ہے)۔ ہم اس سبب کے بارے میں کہہ رہے ہیں جو فی الحال سوتے ہوئے پرولتاریہ کو بیدار کردیگا اور ان کو حرکت میں لاکر انقلاب سے دوچار کریگا۔ ہم یہ نہ

بھولیں گے کہ مثال کیلئے فرانسیسی بورژوا رپبلک میں' ایسے حالات میں جو قومی اور بین الاقوامی دونوں نقطہ نظر سے سوگنا کم انقلابی تھے بمقابلہ اس کے جتنے آج ہیں' ایسا ''غیر متوقع'' اور ''معمولی'' سبب جو رجعت پرست جنگ بازوں کے ہزاروں بے ایمانی کے کاموں میں سے ایک تھا(درائی فوس کا مقدمہ) لوگوں کو خانہ جنگی کی حد تک لانے کیلئے کافی ثابت ہوا۔

برطانیہ میں کمیونسٹوں کو چاہیے کہ وہ متواتر' مستحکم اور اٹل طور پر پارلیمانی انتخابات کو اور برطانوی حکومت کی آئرلینڈ کے اور نوآبادیاتی اور عالمی سامراجی پالیسی کے نشیب وفراز کو اور سماجی زندگی کے تمام دوسرے منطقوں' شعبوں اور پہلوؤں کو بھی استعمال کریں اور ان سب میں نئے طریقے سے کام کریں' کمیونسٹ طریقے سے' دوسری انٹرنیشنل کے نہیں بلکہ تیسری انٹرنیشنل کے جذبے سے کام کریں۔ میرے پاس نہ تو یہاں وقت ہے اور نہ جگہ ہے کہ میں پارلیمانی انتخابات اور پارلیمانی جدوجہد کے ''روسی'' اور ''بالشویک'' طریقوں کے بارے میں لکھوں' لیکن غیر ملکی کمیونسٹوں کو یہ یقین دلا سکتا ہوں کہ وہ مغربی یورپ کی عام پارلیمانی مہموں سے مختلف تھے۔ اس سے اکثر یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے: ''ارے' یہ تو روس میں ہوا اور ہمارے ملک میں پارلیمانیت مختلف ہے''۔ یہ نتیجہ اخذ کرنا غلط ہے۔ دنیا میں کمیونسٹوں کا' تمام ملکوں میں تیسری انٹرنیشنل کے حامیوں کا وجود ہی اس لئے ہے کہ وہ زندگی کے تمام شعبوں اور ساری لائن میں پرانے سوشلسٹ' ٹریڈ یونین' سینڈیکیٹ اور پارلیمانیت کے کام کو نئے کمیونسٹ کام میں تبدیل کر دیں۔ ہمارے یہاں بھی انتخابات میں موقع پرستانہ' خالص بورژوا' کاروباری' فریب کارانہ اور سرمایہ دارانہ حرکتیں ہمیشہ اور بہت کافی ہوتی رہی ہیں۔ مغربی یورپ اور

امریکہ کے کمیونسٹوں کو نئی'غیر معمولی'غیر موقع پرست اور منصب و جاہ کی ہوس سے پاک پارلیمانیت قائم کرنا سیکھنا چاہیے۔ کمیونسٹ پارٹی کو اپنے نعرے دینا چاہئے'حقیقی پرولتاریہ کو غیر منظم اور انتہائی کچلے ہوئے غریبوں کی مدد سے اشتہار تقسیم کرنا اور پھیلانا چاہیے'مزدوروں کے فلیٹوں اور دیہی پرولتاریہ کی جھونپڑیوں اور دور افتادہ دیہاتوں (خوش قسمتی سے یورپ میں ہمارے یہاں کے مقابلے میں دور افتادہ گاؤں بہت ہی کم ہیں اور برطانیہ میں تو بالکل کم ہیں) کو جانا چاہیے'ان کو انتہائی معمولی لوگوں کے طعام خانوں کو جانا چاہیے'انتہائی معمولی لوگوں کی یونینوں'انجمنوں'اتفاقی جلسوں میں گھسنا چاہیے اور عوام سے بات چیت کرنا چاہیے لیکن عالمانہ انداز میں نہیں (اور نہ بہت پارلیمانہ طریقے سے)'ان کو پارلیمنٹ میں "نشستیں" حاصل کرنے کے لیے دوڑ دھوپ نہ کرنا چاہیے بلکہ ہر جگہ خیالات کو اکسانا'عوام کو اپنی طرف کھینچنا'بورژوازی کے الفاظ کی گرفت کرنا'اس کی قائم کی ہوئی مشینری اور منعقد کیے انتخابات'سارے عوام سے کی ہوئی اس کی اپیلوں سے فائدہ اٹھانا چاہیے'عوام کو بالشویزم سے اس طرح متعارف کرانا چاہیے جیسا کہ انتخابات سے علحدہ صورت حال میں (بڑی بڑی ہڑتالوں کو یہاں شمار نہ کیجئے'جب کہ روس میں کل قومی ایجی ٹیشن کی اسی طرح کی مشینری نے کہیں زیادہ زوروں پر کام کیا تھا) کبھی ممکن نہیں ہوا تھا (بورژوازی کی حکومت میں)۔ مغربی یورپ اور امریکہ میں اس کو کرنا بہت مشکل ہے'بہت ہی مشکل ہے لیکن اس کو کیا جا سکتا ہے اور کرنا چاہیے کیونکہ بغیر کاوش کے کمیونزم کے فریضے پورے کرنا ممکن نہیں ہے۔ عملی فریضوں کو پورا کرنے کے لیے محنت کرنی چاہیے جو زیادہ سے زیادہ نوع بنوع'زیادہ سے زیادہ سماجی زندگی کی تمام شاخوں سے مربوط ہوتے جاتے ہیں اور بورژوازی

سے یکے بعد دیگرے زیادہ سے زیادہ شاخیں جیت رہے ہیں۔

اسی برطانیہ میں ضرورت ہے کہ فوج میں ان قومیتوں کے درمیان جو "اپنی" ریاست کے ہاتھوں (آئرلینڈ اور نو آبادیات) کچی ہوئی ہیں اور پورے حقوق نہیں رکھتیں، پروپیگنڈا، ایجی ٹیشن اور تنظیم کا کام نئے ڈھنگ سے (سوشلسٹ نہیں بلکہ کمیونسٹ طریقے سے، اصلاح پرست نہیں بلکہ انقلابی طریقے سے) کیا جائے۔ کیونکہ سماجی زندگی کے یہ تمام شعبے سامراج کے دور میں عام طور پر اور اب اس جنگ کے بعد جس نے لوگوں پر اتنے ستم ڈھائے ہیں اور لوگوں کی آنکھیں سچ کو دیکھنے کیلئے تیزی سے کھول دی ہیں (یعنی یہ کہ کروڑوں آدمی مارے گئے اور اپاہج ہو گئے محض یہ مسئلہ طے کرنے کیلئے کہ آیا برطانوی یا جرمن درندے زیادہ ملکوں کو لوٹیں گے)۔ سماجی زندگی کے یہ تمام شعبے تصادموں، بحرانوں اور طبقاتی جدوجہد کو تیز کرنے کیلئے بہت آتش گیر مادہ اور بہت سے اسباب فراہم کرتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے اور نہیں جان سکتے کہ کونسی چنگاری، ان بے شمار چنگاریوں میں سے جو عالمی معاشی اور سیاسی بحران کے زیر اثر سارے ملکوں میں اڑ رہی ہیں عوام کو خاص طور سے بیدار کرنے کے معنی میں بھڑک کر شعلہ بن جائے گی۔ اور اسی لئے یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے نئے کمیونسٹ اصولوں کے ساتھ سب کو اور ہر ایک کو، حتی کہ زیادہ سے زیادہ پرانے، فرسودہ اور بظاہر مایوس کن شعبوں کی "تشکیل نو" کریں کیونکہ اس کے بغیر ہم اپنے فریضے نہیں پورے کر سکیں گے، ہمہ گیر نہ ہوں گے، ہمارے پاس ہر طرح کے اسلحہ نہ ہوں گے، نہ تو بورژوازی پر فتح حاصل کرنے کیلئے تیار ہوں گے (جس نے بورژوا ڈھنگ سے سماجی زندگی کے تمام پہلوؤں کی تعمیر کی تھی اور اب ان کو منتشر کر دیا ہے) اور نہ ساری زندگی کی اس کمیونسٹ تنظیم نو

کیلئے جو اس فتح کے بعد ہوگی۔

روس میں پرولتاری انقلاب اور بین الاقوامی پیانے پر اس کی فتوحات کے بعد جو بورژوازی اور کوتاہ بینوں کیلئے غیر متوقع تھیں ساری دنیا مختلف ہوگئی ہے۔اور بورژوازی بھی ہر جگہ مختلف ہوگئی ہے وہ بالشویزم'' سے ڈرگئی ہے' اس پر غصے کی وجہ سے تقریباً پاگل ہوگئی ہے اور اسی لئے وہ ایک طرف تو واقعات کے ارتقاء کو تیز کر رہی ہے اور دوسری طرف بالشویزم کو تشدد سے دبانے پر اپنی توجہ مرکوز کر رہی ہے اور اس طرح متعدد دوسرے شعبوں میں اپنی پوزیشن کو کمزور بنا رہی ہے۔تمام ترقی یافتہ ملکوں کے کمیونسٹوں کو ان دونوں حالات کا اپنے طریقہ ءکار میں لحاظ رکھنا چاہئے۔

جب روسی کیڈیٹوں اور کیرنسکی نے بالشویکوں کے خلاف جنوں آمیز ظلم وستم شروع کیا' خصوصاً اپریل 1917ء سے اور اس سے زیادہ جون اور جولائی 1917ء میں' وہ حد سے باہر ہوگئے۔بورژوا اخباروں کی لاکھوں کاپیوں نے بالشویکوں کے خلاف چیخ چیخ کر عوام کو اس طرف توجہ دلائی کہ وہ بالشویزم کو پرکھیں' اور اخباروں کے علاوہ ساری سماجی زندگی' بورژوازی ''جوش'' کیوجہ سے' بالشویزم کے بارے میں بحث سے بھرگئی۔آجکل بین الاقوامی پیانے پر تمام ملکوں کے کروڑپتی ایسا رویہ اختیار کر رہے ہیں کہ ہمیں ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہئے۔وہ بالشویزم کا اسی طرح پیچھا پکڑے ہوئے ہیں جس طرح اس کا پیچھا کیرنسکی اینڈ کمپنی نے کیا تھا۔وہ اس کو ''حد سے باہر'' کر رہے ہیں اور اسی طرح ہماری مدد کر رہے ہیں جیسے کیرنسکی نے کیا تھا۔جب فرانسیسی بورژوازی اپنے انتخابی ایجی ٹیشن کا مرکزی نقطہ بالشویزم کو بناتی ہے اور نسبتاً معتدل یا مذبذب سوشلسٹوں پر بالشویزم کا پیرو ہونے کیلئے ناراض ہوتی ہے' جب امریکی بورژوازی' بالکل حواس کھوکر ہزار ہا لوگوں کو بالشویزم

کا حامی ہونے کے شبہ میں پکڑ لیتی ہے' بدحواسی کی فضا پیدا کر دیتی ہے اور ہر طرف بالشویک سازشوں کے قصے پھیلاتی ہے' جب دنیا کی ''سنجیدہ ترین'' برطانوی بورژوازی' اپنی ساری عقل و تجربے کے باوجود'' بالشویزم سے جدوجہد کیلئے'' دولت مند ''انجمنیں'' قائم کرنے کی ناقابل یقین حماقت کرتی ہے' بالشویزم کے بارے میں مخصوص ادب کا اجرا کرتی ہے اور بالشویزم سے جدوجہد کیلئے مزید سائنس دانوں' پرچارکوں اور پادریوں کو بھرتی کرتی ہے'--ہم کو سرمایہ دار حضرات کے سامنے جھک کر انکا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ وہ ہمارے لئے کام کر رہے ہیں۔ وہ بالشویزم کی نوعیت اور اہمیت کے سوالوں سے عوام دلچسپی پیدا کر کے ہماری مدد کر رہے ہیں۔ اور وہ اسکے علاوہ کچھ اور کر بھی نہیں سکتے کیونکہ وہ بالشویزم کے بارے میں ''خاموش رہ کر'' اسکا گلا گھونٹنے میں ناکام رہے ہیں۔

لیکن ساتھ ہی بورژوازی بالشویزم کا تقریباً صرف ایک رخ دیکھ رہی ہے: بغاوت' تشدد اور دہشت- اسی لئے بورژوازی اس شعبے میں خاص طور سے ضرب لگانے اور مزاحمت کرنے کی تیاری کرتی ہے۔ ممکن ہے کہ علیحدہ علیحدہ واقعات میں' علیحدہ علیحدہ ملکوں میں' کسی مختصر مدت کیلئے وہ کامیاب ہو جائے: ایسے امکان کو پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے اور ہمارے لئے اس میں کوئی خوفناک بات نہیں ہے اگر اسمیں اس کو کامیابی ہو۔ کمیونزم سماجی زندگی کے ہر پہلو سے قطعی طور پر ''نمودار'' ہو رہا ہے' اسکی کونپلیں قطعی طور پر ہر طرف ہیں۔ یہ ''وبا'' (اگر بورژوازی اور بورژوا پولیس کی مرغوب اور انتہائی پسندیدہ تشبیہہ میں کہا جائے) جسم میں اچھی طرح سرایت کر گئی ہے اور سارے جسم میں پھیل گئی ہے۔ اگر خاص کوششوں سے اسکا ایک راستہ ''روکا'' جاتا ہے تو ''وبا'' اپنے لئے دوسرا راستہ ڈھونڈ نکالتی ہے جو کبھی کبھی

انتہائی غیر متوقع ہوتا ہے۔ زندگی اپنا راستہ بنالیتی ہے۔ بورژوازی کو ہذیان میں مبتلا رہنے دو' پاگل پن کی حد تک غصہ کرنے دو' حد سے باہر جانے دو' حماقتیں کرنے دو' قبل سے ہی بالشویکوں سے بدلہ لینے دو اور ماضی و مستقبل کے مزید سینکڑوں' ہزاروں اور لاکھوں بالشویکوں کو قتل کرنے کی کوششیں (ہندوستان' ہنگری اور جرمنی وغیرہ میں) کرنے دو: اس طرح کا رویہ اختیار کر کے بورژوازی وہی کر رہی ہے جو تاریخ کے مذمت کیئے ہوئے تمام مردہ طبقوں نے کیا ہے۔ کمیونسٹوں کو جاننا چاہئے کہ مستقبل بہر صورت انکا ہے اور اسی لئے ہم عظیم انقلابی جدوجہد کے زبردست جوش کو بورژوازی کی پاگل پن کی بے چینی کے زیادہ سے زیادہ ٹھنڈے دل اور گہرے جائزے سے مربوط کر سکتے ہیں (اور ہمیں یہ کرنا چاہئے)۔ روسی انقلاب کو 1905ء میں بری طرح کچل دیا گیا' روسی بالشویک جولائی 1917ء میں کچل دئے گئے (53)' 10 ہزار جرمن کمیونسٹ شیڈ مان اور نوسکے کی مکارانہ اشتعال انگیزیوں اور عیارانہ چالوں کا شکار ہوئے جنہوں نے بورژوازی اور شاہ پرست جنرلوں کے ساتھ مل کر یہ کام کیا ہے' فن لینڈ اور ہنگری میں سفید دہشت پھیلی ہوئی ہے۔ لیکن تمام حالات میں اور تمام ملکوں میں کمیونزم مضبوط ہو رہا ہے اور بڑھتا چلا جا رہا ہے اور اس کی جڑیں ایسی گہری ہیں کہ اس کے خلاف جبر و تشدد اس کو کمزور نہیں بلکہ زیادہ مضبوط بناتا ہے۔ فتح تک اعتماد اور عزم کے ساتھ ہمارے آگے بڑھنے میں صرف ایک بات کی کمی رہ گئی ہے یعنی تمام ملکوں میں سارے کمیونسٹوں کا اس ضرورت کے بارے میں عام اور قطعی طور سے سوچا سمجھا شعور کہ وہ اپنے طریقہ کار میں زیادہ سے زیادہ لوچدار رہوں۔ لاجواب طور پر پروان چڑھنے والا کمیونزم خصوصاً ترقی یافتہ ملکوں میں یہ شعور اور عملی طور پر اس شعور کو استعمال کی اہلیت کافی نہیں رکھتا۔

جو کچھ ایسے اعلی صاحبان علم مارکسسٹوں اور سوشلزم کیلئے وقف دوسری انٹرنیشنل کے لیڈروں جیسے کاؤتسکی اور اوٹو باوئیر وغیرہ کے ساتھ ہوا وہ کار آمد سبق ہو سکتا تھا (اور ہونا چاہئے تھا)۔ وہ پوری طرح لوچدار طریقہ کار کو جانتے تھے' انہوں نے مارکسی جدلیات خود سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں (اور اس میں سے بہت کچھ جو انہوں نے کیا ہے ہمیشہ سوشلسٹ ادب کیلئے بیش بہا رہے گا)۔ لیکن انہوں نے ان جدلیات کے استعمال میں ایسی غلطی کی یا عملی کاموں میں ایسے غیر جدلیاتی لوگ ثابت ہوئے جو صورتوں میں تیز تبدیلی کو پیش نظر رکھنے اور پرانی صورتوں کو نئے مواد سے بھرنے میں نا اہل رہے اور ان کی قسمت بھی ہائنڈ مان' گید اور پلیخانوف کی قسمت سے کچھ زیادہ قابل رشک نہیں ہے۔ ان کے دیوالیہ پن کا بنیادی سبب یہ تھا کہ انہوں نے مزدور تحریک اور سوشلزم کے ارتقا کے ایک رخ کی طرف "ٹکٹکی" باندھ لی' اس کے یک رخی ہونے کے بارے میں بھول گئے' اس زبردست تبدیلی کو دیکھنے سے ڈرے جسکو معروضی حالات نے ناگزیر بنا دیا تھا اور ان معمولی حقائق کو ازبر رٹتے رہے جو پہلی نظر میں مسلمہ معلوم ہوتے ہیں مثلاً تین دو سے زیادہ ہوتے ہیں۔ لیکن سیاست ریاضی سے زیادہ الجبرا سے مشابہہ ہے' اور ابتدائی ریاضی کے مقابلے میں اعلی ریاضی سے زیادہ ملتی جلتی ہے۔ حقیقت میں سوشلسٹ تحریک کی تمام پرانی صورتیں نئے مواد سے بھر گئی ہیں' اسی لئے اعداد کے سامنے "نفی" کی نئی علامت آ گئی لیکن ہمارے داناؤں نے ضد کے ساتھ خود اپنے کو اور دوسروں کو یہ یقین دلانا جاری رکھا (اور جاری رکھتے ہیں) کہ "نفی تین" "نفی دو" سے بڑا ہے۔

ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ کمیونسٹ اس طرح کی غلطی نہ کریں' مگر مخالف معنی میں' یا یہ کہنا بہتر ہوگا کہ اسی طرح کی غلطی مگر مخالف معنی میں جو "بائیں بازو"

کے کمیونسٹ کررہے ہیں' جلد از جلد ٹھیک کی جائے اور جسم کو اس بیماری سے پاک کیا جائے۔ صرف دائیں بازو کی اصول پرستی ہی نہیں بلکہ بائیں بازو کی اصول پرستی بھی غلط ہے۔ یہ سچ ہے کہ اس وقت بائیں بازو کی اصول پرستی کی غلطی ہزار گنی کم خطرناک اور کم اہمیت رکھتی ہے بمقابلہ دائیں بازو کی اصول پرستی کی غلطی کے (یعنی شاونزم اور کاؤتسکی ازم)۔ لیکن اس کا سبب محض یہ ہے کہ بائیں بازو کے کمیونزم کا رجحان بہت کمسن ہے' صرف ابھی پیدا ہوا ہے۔ صرف اسی لئے اس بیماری کو' مخصوص حالات کے تحت' آسانی سے دور کیا جا سکتا ہے اور اس کو دور کرنے کیلئے زیادہ سے زیادہ سرگرمی کی ضرورت ہے۔

پرانی صورتیں پھول کر پھٹ گئیں کیونکہ ہوا یہ کہ ان میں نیا مواد -- پرولتاری دشمن اور رجعت پرست -- بے حد ہو گیا تھا۔ بین الاقوامی کمیونزم کے ارتقا کے نقطہ نظر سے اب ہمارے پاس کام کیلئے ایسا مستحکم' زوردار اور طاقتور مواد ہے (سوویت اقتدار کیلئے' پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کیلئے) کہ وہ اپنے کو کسی بھی صورت میں' نئی یا پرانی' ظاہر کر سکتا ہے اور کرنا چاہئے' اسکو تمام صورتوں کو نیا جنم دینا چاہئے' ان پر قابو پانا اور اپنے تحت میں لانا چاہئے' نہ صرف نئی بلکہ پرانی صورتوں کو بھی -- اس لئے نہیں کہ پرانی سے صلح کر لی جائے بلکہ اسلئے کہ سب اور ہر نئی اور پرانی صورت کو کمیونزم کی مکمل اور مختتم' فیصلہ کن اور نا قابل تنسیخ فتح کا ہتھیار بنایا جائے۔

کمیونسٹوں کو اپنی ساری کوششیں لگا دینا چاہئے کہ مزدور تحریک اور عام طور پر سماجی ارتقا کو ایسے راستے پر چلائیں جو سوویت اقتدار اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی عالمی فتح کیلئے سب سے سیدھا اور سب سے جلد پہنچانے والا ہو۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے۔ لیکن ایک چھوٹا قدم آگے بڑھانا ہے' غالباً اسی سمت' اور حقیقت غلطی میں تبدیل

ہو جاتی ہے۔اگر ہم یہ کہیں جس طرح جرمن اور برطانوی بائیں بازو کے کمیونسٹ کہتے ہیں کہ ہم صرف ایک بات مانتے ہیں‘صرف سیدھے راستے کو‘کہ ہم چالبازی‘صلح جوئی اور سمجھوتوں کی اجازت نہیں دینگے تو بس یہ غلطی ہوگی جو کمیونزم کو سنگین نقصان پہنچا سکتی ہے کچھ پہنچا چکی ہے اور پہنچا رہی ہے۔ دائیں بازو کی اصول پرستی صرف پرانی صورتوں کو ماننے پر اڑی رہی ہے اور نئے مواد کو نظر انداز کر کے انتہائی دیوالیہ ہو چکی ہے۔بائیں بازو کی اصول پرستی بعض پرانی صورتوں کو غیر مشروط طور پر مسترد کرنے کیلئے اڑی ہوئی ہے اور یہ نہیں دیکھتی کہ نیا مواد سب اور ہر صورت میں اپنے لئے راستہ بنا رہا ہے‘کہ کمیونسٹوں کی حیثیت سے ہمارا فرض تمام صورتوں پر قابو پانا‘یہ سیکھنا ہے کہ کس طرح انتہائی تیزی کے ساتھ ایک صورت کو دوسری کے ساتھ جوڑا جائے‘ایک کو دوسری سے بدلا جائے‘اور اس طرح کی ہر تبدیلی کیلئے اپنے طریقہ کار کو موزوں بنایا جائے جو ہمارے طبقے یا ہماری کوششوں سے نہیں پیدا ہوئی ہے۔

عالمی سامراجی جنگ کی دہشتوں‘نفرت انگیز حرکتوں‘خباثت سے اور اس کی پیدا کی ہوئی مایوس کن صورتحال سے عالمی انقلاب کو بہت زوردار اور تیز کرنے والا دھکا لگا ہے‘یہ انقلاب اپنی وسعت اور گہرائی میں ایسی شاندار تیزی سے‘صورتوں میں تبدیلی کی ایسی لاجواب دولت کے ساتھ‘ساری اصول پرستی کی ایسی سبق آموز عملی تردید کے ساتھ بڑھ رہا ہے جس سے یہ توقع کرنے کی پوری بنیاد پیدا ہوتی ہے کہ بین الاقوامی کمیونسٹ تحریک ’’بائیں بازو‘‘ کے کمیونزم کی طفلانہ بیماری سے جلد اور مکمل طور پر شفا پائے گی۔

27اپریل 1920ء

ضمیمہ

ابھی ہمارے ملک میں،جس کو ساری دنیا کے سامراجیوں نے پرولتاری انقلاب کے انتقام میں لوٹا ہے اور جس کو وہ اب بھی لوٹ رہے اور اس کی ناکہ بندی کر رہے ہیں ان وعدوں کے باوجود جو انہوں نے اپنے مزدوروں سے کیئے تھے،ابھی ہمارے اشاعت گھر میرے پمفلٹ کو چھاپ نہ سکے تھے کہ اتنے میں بیرون ملک سے مزید مواد آ گیا۔میں اپنے پمفلٹ کیلیئے کسی صحافی کے سرسری نوٹ سے زیادہ کوئی دعوی نہیں کرتا اور میں مختصر طور سے کچھ نکات کے بارے میں کہونگا۔

(1)

جرمن کمیونسٹوں میں پھوٹ

جرمنی میں کمیونسٹوں میں پھوٹ حقیقت بن گئی ہے۔"بائیں بازو والوں"یا"اصولی حزب مخالف" نے"کمیونسٹ پارٹی" سے الگ خاص"کمیونسٹ مزدور پارٹی" بنالی ہے(54)۔اٹلی میں بھی بظاہر حالات پھوٹ کی طرف جارہے ہیں۔ میں"بظاہر" کہتا ہوں کیونکہ میرے پاس بائیں بازو کے اخبار"سوویت" (II Soviet)کے صرف دو ضمنی شمارے(نمبر 7و8)ہیں جن میں پھوٹ کے امکان اورضرورت پر علانیہ بحث کی گئی ہے اور"اجتناب کرنے والوں"(یا بائیکاٹ کرنے والوں یعنی پارلیمنٹ میں شرکت کے مخالفین)کے گروپ کی کانگریس منعقد کرنے کی بھی بات ہورہی ہے۔یہ گروپ ابھی تک اطالوی سوشلسٹ پارٹی میں ہے۔

اس بات کا خطرہ ہے کہ"بائیں بازو والوں" سے،جو پارلیمنٹ کے

مخالف (انکا کچھ حصہ سیاست کا مخالف بھی ہے سیاسی پارٹی اور ٹریڈ یونین میں کام کا مخالف' ہیں'' پھوٹ بین الاقوامی مظہر بن جائے گی جیسا کہ ''مرکز پرستوں'' (یا کاؤتسکی والوں' لونگے والوں اور انڈ پنڈنٹ والوں وغیرہ) سے پھوٹ میں ہوا تھا۔ ایسا ہونے دو۔ بہرحال پھوٹ بہتر ہے انتشار سے جو پارٹی کی فکری' نظریاتی اور انقلابی نشوونما اور اس کی پختگی کو اس کے ہم آہنگ اور درحقیقت اس منظم عملی کام کو روکتا ہے جو واقعی پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کیلئے راستہ ہموار کرتا ہے۔

''بائیں بازو والوں'' کو قومی اور بین الاقوامی پیانے پر اپنی عملی آزمائش کرنے دو اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کی تیاری (اور بعد میں اس کو عملی جامہ پہنانے) کی کوشش خوب مرکوز' آہنی ڈسپلن رکھنے والی پارٹی کے بغیر' ہر شعبے' شاخ اور طرح طرح سیاسی اور تہذیبی کام میں مہارت حاصل کئے بغیر کرنے دو۔ عملی تجربہ جلد ہی ان کو سبق دیگا۔

صرف اس بات کیلئے ساری کوششیں کرنے کی ضرورت ہے کہ ''بائیں بازو والوں'' سے پھوٹ سوویت اقتدار اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ سے خلوص اور خیر سگالی کے جذبات رکھنے والے مزدور تحریک کے سارے شرکا کے اس اتحاد میں رکاوٹ نہ پیدا کرے یا امکانی طور پر کم سے کم رکاوٹ پیدا کرے جو مستقبل قریب میں ناگزیر اور ضروری ہے۔ روس میں بالشویکوں کی یہ خاص خوش قسمتی تھی کہ ان کو منشویکوں (یعنی موقع پرستوں اور ''مرکز پرستوں'') اور ''بائیں بازو والوں'' کے خلاف منظم اور مختتم جدوجہد کیلئے قبل اس کے پندرہ سال تھے جب پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کیلئے براہ راست عوامی جدوجہد شروع ہوئی۔ یورپ اور امریکہ میں اب اس کام کو ''تیز رفتار پیش قدمیوں'' کے ذریعہ کرنا ہے۔ بعض افراد' خصوصاً قیادت کی

ناکام تمنار کھنے والے بہت دنوں تک اپنی غلطیوں پر اڑے رہ سکتے ہیں (اگر وہ پرولتاری ڈسپلن سے عاری ہیں اور خود اپنے سے ایمانداری نہیں برتتے) لیکن مزدور لوگ وقت آنے پر آسانی اور تیزی سے ایک پارٹی میں اپنے کو اور تمام پر خلوص کمیونسٹوں کو متحد کرلیں گے جو سوویت نظام اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کے قیام کی صلاحیت رکھتے ہیں۔*

* مستقبل میں پارلیمنٹ کے مخالف ''بائیں بازو'' کے کمیونسٹوں کے عام طور پر کمیونسٹوں سے اتحاد کے بارے میں میں یہ مزید اضافہ کرونگا۔ جہاں تک مجھے جرمنی کے ''بائیں بازو'' کے کمیونسٹوں اور عام طور پر کمیونسٹوں کے اخباروں سے واقفیت حاصل کرنے کا موقع ملا ہے میں نے یہ پایا ہے کہ عوام میں ایجی ٹیشن کیلئے آخر الذکر کے مقابلے میں اول الذکر زیادہ صلاحیت رکھتے ہیں۔ میں نے کچھ اسی طرح کی بات بالشویک پارٹی کی تاریخ میں بھی دیکھی ہے' اگر چہ چھوٹے پیمانے پر' انفرادی اور مقامی تنظیموں میں لیکن قومی پیمانے پر نہیں۔ مثلاً 8-1907ء میں ''بائیں بازو'' کے بالشویکوں نے کچھ موقعوں پر اور کچھ جگہوں پر عوام میں بمقابلہ ہمارے زیادہ ایجی ٹیشن کیا۔ ممکن ہے اسکی کچھ وجہ یہ رہی ہو کہ کسی انقلابی لمحے میں یا جب انقلاب کی یادیں تازہ ہوں عوام کے پاس ''سادہ'' منفی طریقہ کار لیکر جانا زیادہ آسان ہے۔ پھر بھی یہ اس طریقہ کار کے صحیح ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ بہر حال' اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ وہ کمیونسٹ پارٹی جو انقلابی طبقے' پرولتاریہ کا واقعی ہر اول' کو اکا ر دستہ بنا چاہتی ہے اور جو مزید برآں وسیع پیمانے پر عوام کی' نہ صرف پرولتاری بلکہ غیر پرولتاری بھی محنت کش اور استحصال کے شکار عوام کی رہنمائی کرنا سیکھنا چاہتی ہے' اس کا فرض یہ ہے کہ وہ یکساں شہر والوں' فیکٹری والوں اور دیہاتوں کیلئے زیادہ سے زیادہ آسان' زیادہ سے زیادہ قابل فہم' زیادہ سے زیادہ صاف اور جاندار پروپیگنڈا' تنظیم اور ایجی ٹیشن کرنے کی صلاحیت رکھے۔

(2)

جرمنی میں کمیونسٹ اور انڈ پنڈنٹ

میں نے اس پمفلٹ میں یہ رائے پیش کی ہے کہ کمیونسٹوں اور انڈ پنڈنٹ پارٹی کے بائیں بازو کے لوگوں کے درمیان سمجھوتہ کمیونزم کیلئے ضروری اور کارآمد ہے لیکن اس کی تکمیل آسان نہ ہوگی۔اس کے بعد جو اخبارات مجھ کو ملے ہیں ان سے ان دونوں باتوں کی تصدیق ہوئی ہے۔جرمن کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے ترجمان اخبار''لال جھنڈا'' کے شمارہ 32 میں (Die Rote Fahne(55), Zentralorgan der Kommumistischen Partei Deut-schlands, Spartakusbund (26.III.1920,اس مرکزی کمیٹی کا ایک''اعلان'' کاپ-لیوتویتس کے فوجی putsch(سازش'مہم)اور''سوشلسٹ حکومت''کے سوال کے بارے میں ہے۔ یہ اعلان اپنی بنیادی منطق اور عملی نتائج دونوں نقطہ ہائے نظر سے بالکل صحیح ہے۔ بنیادی منطق یہ ہے کہ فی الحال پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کیلئے''معروضی بنیاد''نہیں ہے کیونکہ''شہری مزدوروں کی اکثریت''انڈ پنڈنٹ لوگوں کی حامی ہے۔اس سے نتیجہ یہ اخذ کیا جاتا ہے: اگر''بورژوا سرمایہ دار پارٹیوں کو نکال دیا جائے تو سوشلسٹ''حکومت کی''وفادار حزب مخالف'' ہونے کا وعدہ ہے(یعنی''تشدد سے تختہ الٹنے'' کی تیاری سے انکار)۔

بنیادی طور پر یہ طریقہ کار بلاشبہ صحیح ہے۔پھر بھی'اگر تصریح کی چھوٹی موٹی غلطیوں کو نظر انداز کر دیا جائے تب بھی خاموشی سے اسکو درگزر نہیں کیا جاسکتا کہ سوشل غداروں کی حکومت کو''سوشلسٹ'' (کمیونسٹ پارٹی کے ایک سرکاری اعلان

میں) نہیں کہا جا سکتا' کہ جب شیبد مانوں' کاؤتسکیوں اور کریسپینوں کی پارٹیاں پیٹی بورژوا ڈیموکریٹک ہیں اس وقت 'بورژوا سرمایہ دار پارٹیوں' کو الگ کرنے کی بات نہیں کی جا سکتی 'ایسی باتیں نہیں لکھی جا سکتیں جیسی کہ اس اعلان کے پیراگراف 4 میں لکھی گئی ہیں۔ اس میں کہا گیا ہے:

"... کمیونزم کی طرف پرولتاری عوام کو مزید لانے کیلئے 'پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کے نقطہ نظر سے' یہ حالت بہت ہی اہم ہے جب کہ سیاسی آزادی کو بلا کسی پابندی کے استعمال کیا جا سکے اور جب بورژوا ڈیموکریسی سرمائے کی ڈکٹیٹر شپ کی حیثیت سے کارفرما نہ ہو سکے..."

ایسی حالت میں ممکن نہیں ہے۔ پیٹی بورژوا لیڈر 'جرمن ہنڈرسن (شیبد مان) والے اور اسنوڈین (کریسپین) والے بورژوا ڈیموکریسی کے ڈھانچے سے باہر نہیں جاتے اور نہیں جا سکتے جو سرمائے کی ڈکٹیٹر شپ کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ ان عملی نتائج کو حاصل کرنے کے لحاظ سے جن کے واسطے کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی بجا طور پر کام کرتی رہی ہے ایسی باتیں لکھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی جو اصولی طور پر غلط اور سیاسی طور پر مضرت رساں ہیں۔ اس کیلئے صرف یہ کہنا کافی ہوتا (اگر کسی کو پارلیمانی آداب برتنا ہیں): جب تک شہری مزدور کی اکثریت انڈیپنڈنٹ لوگوں کی حمایت کرتی ہے ہم کمیونسٹوں کو اس کے لئے کچھ نہ کرنا چاہئے کہ یہ مزدور اپنے آخری تنگ نظر جمہوری (یعنی "بورژوا سرمایہ دارانہ" بھی) فریب خیال کو خود "اپنی" حکومت کے تجربے سے ختم کر دیں۔ یہ سمجھوتے کیلئے کافی بنیاد ہے جو واقعی ضروری ہے اور جس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ مدت کیلئے اس حکومت کا تشدد سے تختہ الٹنے کی تمام کوششیں ترک کر دینی چاہئیں جو شہری مزدوروں کی اکثریت کا اعتماد رکھتی ہے۔

لیکن عوام کے درمیان روزمرہ کے ایجی ٹیشن میں، جو سرکاری پارلیمانی آداب کے حدود کا پابند نہیں ہے، یہ بھی کہا جاسکتا ہے: شیڈ مان جیسے بدمعاشوں اور کاؤتسکی اور کریسپین جیسے تنگ نظروں کو اپنے اعمال سے ہی اس کو بے نقاب کرنے دو کہ انہوں نے خود اپنے کو اور مزدوروں کو کتنی حماقت میں مبتلا کیا ہے، ان کی ''پاک صاف'' حکومت سوشلزم، سوشل ڈیموکریسی اور سماجی غداری کی دوسری شکلوں کے اوجیائی اصطبل* کو ''صاف'' کرنے کا کام ''انتہائی صفائی'' سے کریگی۔

---

* دیکھئے تشریحی نوٹ 85-(ایڈیٹر)

''جرمن انڈ پنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی'' کے موجودہ لیڈروں (وہ لیڈر جن کے بارے میں یہ جھوٹ کہا جاتا ہے کہ گویا وہ سارا اثر کھو چکے ہیں جبکہ درحقیقت وہ پرولتاریہ کے لئے ہنگری کے ان سوشل ڈیموکریٹوں سے بھی زیادہ خطرناک ہیں جو اپنے کو کمیونسٹ کہتے ہیں اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی حمایت کا وعدہ کرتے ہیں) کی اصلی فطرت کا اظہار اس بغاوت میں ہوا جو جرمنی میں کورنیلوف بغاوت کے برابر تھی یعنی کاپ--لیوتویتس بغاوت* میں۔ دو مختصر مضامین سے اس کی مختصر لیکن جامع تصویر ملتی ہے: ایک کارل کاؤتسکی کا مضمون ''فیصلہ کن منٹ'' (Entscheidende StunDen) جو انڈپنڈنٹ لوگوں کے ترجمان اخبار freiheit (آزادی) (57) میں 30 مارچ 1920 کو شائع ہوا اور دوسرا آرتھر کریسپین کا مضمون ''سیاسی صورت حال پر'' اپریل 1920ء کو روزی اخبار میں شائع ہوا۔ یہ حضرات کسی طرح بھی انقلابی کی حیثیت سے نہ تو سوچ سکتے ہیں اور نہ بحث کرسکتے ہیں۔ یہ ٹسوے بہانے والے تنگ نظر ڈیموکریٹ ہیں جو پرولتاریہ کیلئے ہزار گنا خطرناک ہیں اگر وہ سوویت اقتدار اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر

شپ کے حامی ہونے کا اعلان کرتے ہیں کیونکہ عملی طور پر وہ ہر دشوار اور خطرناک وقت میں لازمی طور پر غداری کریں گے... ''خلوص'' کے ساتھ یہ یقین کرتے ہوئے کہ پرولتاریہ کی مدد کر رہے ہیں! ہنگری کے سوشل ڈیموکریٹوں کو لیجئے' اپنے کو کمیونسٹوں کا نام دیکر پرولتاریہ کی ''مدد'' کرنا چاہتے تھے جبکہ اپنی بزدلی اور تذبذب کی وجہ سے انہوں نے ہنگری میں سوویت اقتدار کی پوزیشن کو مایوس کن سمجھا اور اتحاد ثلاثہ کے سرمایہ داروں اور اتحاد ثلاثہ کے جلادوں کے ایجنٹوں کے سامنے ریں ریں کرنے لگے۔

---

*برسبیل تذکرہ اس کو غیر معمولی طور پر صاف مختصر اور صحیح' مارکسی ڈھنگ سے آسٹریائی کمیونسٹ پارٹی کے لاجواب اخبار ''لال جھنڈا'' میں 28و30 مارچ 1920 کو دیا گیا ہے Die Rot Fahne(56), Wien1920NoNo 266 u. 267;L.I Ein neuer Abschatt der deutschen Revolution). (''جرمن انقلاب کی نئی منزل''۔ایڈیٹر)

(3)

اٹلی میں توراتی اینڈ کمپنی

اطالوی اخبار ''ال سوویت'' کے متذکرہ بالا شماروں سے اس کی پوری تصدیق ہوتی جس کا میں نے اپنے پمفلٹ میں اطالوی سوشلسٹ پارٹی کی غلطی کے بارے میں اظہار کیا ہے جو اپنی صفوں میں ایسے ممبروں اور حتی کہ پارلیمنٹ والوں کے ایسے گروپ کو برداشت کرتی ہے۔اس کی مزید تصدیق برطانوی بورژوا اعتدال پرست اخبار (The manchester Guardian) کے روم کے نامہ نگار جیسے

باہر کے مشاہد کی طرف سے ہوتی ہے جس نے 12 مارچ 1920ء کے شمارے میں توراتی سے اپنا انٹرویو شائع کیا ہے۔ اس نامہ نگار نے لکھا ہے:

''سینور توراتی کی رائے ہے کہ انقلاب کا خطرہ ایسا نہیں ہے کہ اٹلی میں بے بنیاد خوف پیدا ہو۔ انتہا پسند لوگ سوویت نظریات کی آگ سے محض اسلئے کھیل رہے ہیں تاکہ عوام کو بیدار کرسکیں اور اکسا سکیں۔ بہرحال، یہ نظریات بالکل داستانی خیالات، ناپختہ پروگرام ہیں جن کو عملی طور پر استعمال میں نہیں لایا جاسکتا۔ وہ صرف اس کیلئے موزوں ہیں کہ کام کرنے والے طبقوں کو امید کی حالت میں رکھیں۔ وہی لوگ جو اس کو لبھاوے کے طور پر استعمال کرتے ہیں تاکہ پرولتاریہ کی آنکھیں چوندھیا دیں اپنے آپ کو روزمرہ کی جدوجہد کیلئے مجبور پاتے ہیں تاکہ کوئی ایسی معاشی سہولت حاصل کرلیں، جو اکثر معمولی ہوتی ہے، اور اس طرح اس لمحے میں تاخیر کراسکیں جب مزدور طبقہ اپنے وہموں اور مرغوب افسانوں کے یقین کو کھو بیٹھے گا۔ اسی لئے ہر پیمانے کی اور ہر سبب کی بنا پر ہڑتالوں کا ایک طویل سلسلہ ان تازہ ترین ہڑتالوں تک ہے جو ابھی ڈاک اور ریلوے کی سروسوں میں ہوئیں، ایسی ہڑتالیں جو ملک کی بدحالت کو بدتر بناتی ہیں۔ ملک ان مشکلات کی وجہ سے پریشان ہے جو ایڈریاٹک کے مسئلے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں، اپنے غیر ملکی قرضوں اور کاغذی زر کی بے حد اجرا سے دبا ہوا ہے اور پھر بھی ملک کام کے اس ڈسپلن کو اپنانے سے ابھی کہیں دور رہے جو واحد طور پر ملک میں نظم اور خوش حالی کو بحال کرسکتا ہے...''

یہ بات روز روشن کی طرح صاف ہے کہ برطانوی نامہ نگار نے وہ سچی بات اگل دی جس کی خود توراتی اور اٹلی میں اس کے بورژوا وکیل، مددگار اور ولولہ بخشنے والے پردہ پوشی اور رنگ آمیزی کرتے ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ توراتی، تریویس،

مودیلیانی، دوگونی اینڈ کمپنی کے خیالات اور سیاسی سرگرمیاں ٹھیک ایسی ہیں۔ جیسی برطانوی نامہ نگار نے بیان کی ہیں۔ یہ بالکل سوشل غداری ہے۔ ذرا ان مزدوروں کے درمیان نظم اور ڈسپلن کی وکالت کو تو دیکھئے جو اجرتی غلامی میں مبتلا ہیں اور سرمایہ داروں کو دولت مند بنانے کیلئے محنت کرتے ہیں! اور ہم روسیوں کے لئے یہ سب منشویکوں والی تقریریں کتنی جانی پہچانی ہیں! اور کیسا بیش بہا اعتراف اس کا ہے کہ عوام سوویت اقتدار کے حق میں ہیں! ہڑتالوں کے انقلابی رول کے بارے میں جو خود بخود پھیل رہی ہیں کیسی کند ذہنی اور کمینی بورژوا ناسمجھی ہے! ہاں ہاں' بورژوا اعتدال پرست اخبار کے برطانوی نامہ نگار نے تو راتی اینڈ کمپنی کے ساتھ بدسلوکی کی ہے اور کامریڈ بوردیگا اور ان کے ''ال سوویت'' کے دوستوں کے مطالبے کی لاجواب تصدیق کی ہے جس میں یہ مانگ کی گئی ہے کہ اگر اطالوی سوشلسٹ پارٹی واقعی تیسری انٹرنیشنل کے حق میں ہونا چاہتی ہے تو اس کو تو راتی اینڈ کمپنی کو اپنی صفوں سے ذلیل کر کے نکال دینا چاہئے اور اپنے نام اور عمل دونوں لحاظ سے کمیونسٹ پارٹی بن جانا چاہئے۔

(3)

صحیح مقدمات سے غلط نتائج

لیکن کامریڈ بوردیگا اور ان کے ''بائیں بازو'' کے دوست تو راتی اینڈ کمپنی پر اپنی صحیح تنقید سے یہ غلط نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ پارلیمنٹ میں ہر طرح کی شرکت مضرت رساں ہے۔ اطالوی ''بائیں بازو والے'' اس نظریے کی حمایت میں ذرہ برابر بھی سنجیدہ دلیل نہیں پیش کر سکتے۔ وہ بورژوا پارلیمنٹ کے واقعی انقلابی اور کمیونسٹ استعمال کی بین الاقوامی مثالوں کو محض جانتے ہی نہیں (یا بھلا دینے کی کو

شش کرتے ہیں) جو پرولتاری انقلاب کی تیاری میں مسلمہ طور پر بیش قیمت ہیں۔ وہ پارلیمانیت کے استعمال کے بارے میں کوئی ''نئی'' بات نہیں سوچ پاتے اور'' پرانے''غیر بالشویک طریقے کے بارے میں چلا چلا کر اپنی بات دہرا رہے ہیں۔

یہی ان کی بنیادی غلطی ہے۔صرف پارلیمانی ہی نہیں بلکہ سرگرمیوں کے تمام شعبوں میں کمیونزم کو پھیلانا چاہئے (اور بغیر طویل' مستحکم اور مستقل محنت کے وہ نہیں پھیلا سکتا) جو اصولی طور پر نیا اور بنیادی طور پر دوسری انٹرنیشنل کی روایات سے رشتہ توڑنے والا ہو(ساتھ ہی اس کو برقرار رکھے اور پروان چڑھائے جو اس میں اچھا ہو)۔

مثلاً صحافت کے کام کو لے لیجیئے۔اخبار' پمفلٹ اور اشتہار پروپیگنڈا' ایجی ٹیشن اور تنظیم کا ضروری کام کرتے ہیں۔کسی بھی ملک میں' چاہے جتنا وہ تہذیب یافتہ کیوں نہ ہو بغیر صحافتی مشینری کے کوئی بھی عوامی تحریک نہیں چل سکتی۔''لیڈروں'' کے خلاف کوئی بھی چیخ وپکار' کوئی بھی حلفی وعدہ کہ عوام کی پاکیزگی کو لیڈروں کے اثر سے محفوظ رکھا جائے گا ہمیں اس ضرورت سے چھٹکارہ نہیں دلاتا کہ ہم اس کام کیلئے بورژوا دانش ور ماحول کے لوگوں کو استعمال کریں' بورژوا ڈیموکریسی''نجی ملکیت'' کے ماحول اور معاملات سے چھٹکارہ نہیں دلاتا جن میں یہ کام سرمایہ دار نظام میں کیا جاتا ہے۔بورژوازی کا تختہ الٹنے' پرولتاریہ کے سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے ڈھائی سال بعد بھی ہم اپنے چاروں طرف بڑے پیمانے پر (کسانوں اور دستکاروں کا) بورژوا جمہوری' نجی ملکیت کے تعلقات کا یہ ماحول اور حالات دیکھتے ہیں۔

پارلیمانیت ایک قسم کا کام ہے اور صحافت دوسری طرح کا۔اگر ان دونوں

شعبوں کے کارکن واقعی کمیونسٹ اور پرولتاری‘ عوامی پارٹی کے واقعی ممبر ہیں تو دونوں کا مافیہ کمیونسٹ ہوسکتا ہے اور کمیونسٹ ہونا چاہیئے ۔لیکن ان دونوں میں اور سرمایہ دار نظام میں اور سرمایہ دار نظام سے سوشلزم تک عبوری دور میں بھی کام کے ہر شعبے میں ان مشکلات سے‘ان انوکھے فریضوں سے بھاگنا ممکن نہیں جن کا تعین اور حل پرولتاریہ کو کرنا ہے تا کہ وہ بورژوازی کی صفوں سے آئے ہوئے لوگوں کی خدمات کو اپنے مقاصد کیلئے استعمال کر سکے‘بورژوا دانش ورانہ تعصّبات اور اثرات پر فتح حاصل کر سکے اور پیٹی بورژوا حالات کی مزاحمت کو کمزور (اور بالآخر پوری طرح تبدیل) کر سکے۔

کیا 1914-18ء کی جنگ سے پہلے ہم نے اس بات کی بے حد مثالیں نہیں دیکھیں کہ تمام ملکوں میں شدید ’’بائیں بازو‘‘ کے انارکسٹ‘سینڈیکیٹ والے اور دوسرے لوگ پارلیمانیت کے خلاف گرجتے تھے‘بورژوازی کے خراب کئے ہوئے پارلیمانی سوشلسٹوں کا مذاق اڑاتے تھے‘ان کے کیریرازم پر چوٹ کرتے تھے وغیرہ وغیرہ اور خود صحافت کے ذریعہ‘سینڈیکیٹوں (ٹریڈ یونینوں) میں کام کے ذریعہ اسی طرح کا بورژوا کیریر اپناتے تھے؟ کیا ژوؤ اور میرہیم صاحبان کی مثال‘اگر فرانس تک محدود رہا جائے‘عام نمونے کی نہیں ہے؟

پارلیمانیت میں شرکت سے ’’انکار کرنے والوں‘‘ کا بچپن یہ ہے کہ وہ ایسے ’’سادہ‘‘ ’’آسان‘‘ اور نام نہاد انقلابی طریقے سے مزدور تحریک کے اندر بورژوا جمہوری اثر کے خلاف جدوجہد کے مشکل فریضے کو ’’حل‘‘ کا خیال رکھتے ہیں اور عملی طور پر خود اپنے سائے سے بھڑکتے ہیں بس مشکلات کی طرف سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور صرف زبانی‘ان کو دور کرتے رہتے ہیں۔ انتہائی شرمناک کیریر

ازم‘ پارلیمانی نشستوں کا بورژوا استعمال‘ پارلیمانی سرگرمیوں کی کھلی ہوئی اصلاح پرستانہ توڑ مروڑ‘ ذلیل پیٹی بورژوا فرسودہ ڈھرا -- یہ سب بلاشبہ سرمایہ دار نظام کے ہر جگہ پیدا کئے ہوئے مشترکہ اور رائج کردار ہیں‘ نہ صرف مزدور تحریک کے باہر بلکہ اس کے اندر بھی۔ لیکن یہ سرمایہ دار نظام اور اس کے پیدا کئے ہوئے بورژوا حالات (جو بورژوازی کا تختہ الٹنے کے بعد بھی بڑی سست رفتاری سے غائب ہوتے ہیں کیونکہ کسان لوگ برابر بورژوازی کو جنم دیتے رہتے ہیں) قطعی طور پر کام اور زندگی کے تمام شعبوں میں بورژوا کیریرازم‘ قومی شاونزم اور پیٹی بورژوا کمینہ پن وغیرہ کو جنم دیتے رہتے ہیں جو صورت میں ذرا مختلف ہیں لیکن مافیہ میں ایسے ہی ہیں۔

پیارے بائیکاٹ کے حامیو اور پارلیمانیت کے مخالفو آپ اپنے کو ”زبردست انقلابی“ خیال کرتے ہیں لیکن درحقیقت آپ مزدور تحریک کے اندر بورژوا اثرات کے خلاف جدوجہد کی نسبتاً چھوٹی مشکلات سے ڈر گئے ہیں جبکہ آپ کی فتح یعنی بورژوازی کا تختہ الٹنا اور پرولتاریہ کا سیاسی اقتدار حاصل کرنا‘ انہیں مشکلات کو اور زیادہ بڑی‘ بہت بڑے پیمانے پر بڑی بنا دے گی۔ بچوں کی طرح آپ چھوٹی سی مشکل سے ڈر گئے ہیں جو آج آپ یہ نہیں سمجھتے کہ کل اور پرسوں آپ کو ایسی مشکلات کو پار کرنا سیکھنا اور بہت اچھی طرح سیکھنا پڑیگا جو آج سے کہیں زیادہ بڑی ہوں گی۔

سوویت اقتدار میں آپ کی اور ہماری پرولتاری پارٹی میں اور زیادہ بورژوا دانشور گھسنے لگیں گے۔ وہ سوویتوں“ عدالتوں اور نظامت میں گھسیں گے کیونکہ سرمایہ دار نظام کے تخلیق کیئے ہوئے انسانی مواد کے بغیر کمیونزم کی تعمیر ممکن نہیں ہے‘ کیونکہ بورژوا دانش وری کو نکال باہر کرنا اور برباد کرنا ممکن نہیں ہے‘ اس کو جیتنے‘ پھر

سے ڈھالنے' جذب کرنے اور پھر سے تربیت دینے کی ضرورت ہے جیسا کہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کی بنیاد پر طویل جدوجہد میں خود پرولتایہ کی تربیت نو کی ضرورت ہے جو اپنے پیٹی بورژوا تعصّبات کسی معجزے یا مقدس مریم کے زیر اثر 'نعرے' تجویز یا فرمان کے زیر اثر یکدم نہیں ترک کر دیتے بلکہ صرف طویل اور سخت عوامی جدوجہد میں جو عام پیٹی بورژوا اثرات کے خلاف ہوتی ہے۔ سوویت اقتدار میں یہی فریضے جن کو پارلیمانیت کے مخالف اتنے فخر' اتنے غرور' اتنی آسانی اور اتنے بچپن کیساتھ ہاتھ جھٹک کر برخاست کر دیتے ہیں -- یہی فریضے سوویتوں کے اندر پھر پیدا ہوتے ہیں' سوویت نظامت کے اندر' سوویت ''محافظاں حقوق'' کے درمیان (ہم نے روس میں بورژوا قانونی وکالت کو توڑ دیا اور ٹھیک کیا کہ توڑ دیا لیکن اس نے ہمارے یہاں ''سوویت'' ''محافظاں حقوق'' کے پردے میں پھر جنم لیا ہے (58))۔ سوویت انجینروں' سوویت استادوں' مراعات رکھنے والے مزدوروں میں یعنی سوویت فیکٹریوں میں سب سے زیادہ مہارت اور سب سے اچھی پوزیشن رکھنے والے مزدوروں میں ہم متواتر ان تمام منفی خط و خال کی تجدید دیکھ رہے ہیں جو بورژوا پارلیمانیت کی خصوصیت ہیں اور صرف مستقل' انتھک' طویل جدوجہد کے ذریعہ جس کی بنیادی پرولتاری تنظیم اور ڈسپلن پر ہے ہم رفتہ رفتہ اس برائی پر فتح حاصل کر رہے ہیں۔

واقعی بورژوازی کے اقتدار میں بورژوا عادتوں پر اپنی یعنی مزدور پارٹی میں فتح حاصل کرنا بہت ''مشکل'' ہے: پارٹی سے ان پارلیمانی لیڈروں کو نکال باہر کرنا مشکل ہے جن کو بورژوا تعصّبات نے بہت ہی خراب کر دیا ہے' ان لوگوں کی قطعی ضروری تعداد کو (چاہے وہ بہت محدود ہو) پرولتاری ڈسپلن کے تحت لانا ''مشکل''

ہے جو بورژوازی سے نکل کر آئے ہیں' بورژوا پارلیمنٹ میں ایسے کمیونسٹ گروہ کا قیام ''مشکل'' ہے جو مزدور طبقے کیلئے پوری طرح سزاوار ہو' اس بات کی ضمانت ''مشکل'' ہے کہ کمیونسٹ ممبران پارلیمنٹ بورژوا پارلیمانی کھیل نہ کھیلیں بلکہ اپنے کو عوام میں پروپیگنڈا' ایجی ٹیشن اور تنظیم کے بہت ہی اہم کام میں لگائیں۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ یہ سب ''مشکل'' ہے۔ یہ روس میں مشکل تھا اور مغربی یورپ اور امریکہ میں کہیں زیادہ مشکل ہے جہاں بورژوازی کہیں زیادہ طاقتور ہے اور بورژوا جمہوری روایت کہیں زیادہ طاقتور ہیں وغیرہ وغیرہ۔

لیکن یہ سب ''مشکلات'' بچوں کا کھیل ہیں جب ان کا مقابلہ بالکل اسی قسم کے مسائل سے کیا جاتا ہے جن کو بہر حال پرولتاریہ کو ناگزیر طور پر حل کرنا ہے اپنی فتح کیلئے پرولتاری انقلاب کے دوران اور پرولتاریہ کے اقتدار حاصل کرنے کے بعد بھی۔ ان واقعی زبردست مسائل کے مقابلے میں جب کہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ میں لکھو کھا کسانوں' چھوٹے صاحبان ملکیت' لاکھوں دفتری ملازمین' افسروں اور بورژوا دانش وروں کو از سر نو تربیت دینی ہوگی' ان سب کو پرولتاری ریاست اور پرولتاری رہنمائی کے تحت لانا ہوگا' ان کے اندر بورژوا عادتوں اور روایات پر فتح حاصل کرنا ہوگا -- ان تمام زبردست مسائل کے مقابلے میں بورژوازی کی حکمرانی میں' بورژوا پارلیمنٹ میں حقیقی پرولتاری پارٹی کا واقعی کمیونسٹ گروہ قائم کرنا بچوں کے کھیل کی طرح آسان ہوگا۔

اگر ''بائیں بازو والے'' اور پارلیمنٹ کے مخالف کامریڈ اس وقت ایسی چھوٹی سی مشکل پار کرنا بھی نہیں سیکھتے تو یہ یقیناً کہا جاسکتا ہے کہ یا تو وہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کو وجود میں لانے کے لائق نہ ہوں گے اور بورژوا دانشوروں اور بورژوا

اداروں کو اپنے قابو میں لانے اور پھر سے ڈھالنے کے قابل نہ ہونگے یا بہت عجلت میں تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہوں گے اور اس طرح کی عجلت پرولتاریہ کی کاز کیلئے بہت مضرت رساں ہوگی' معمولی سے زیادہ غلطیوں کا باعث ہوگی' اوسط سے زیادہ کمزوری اور ناسمجھی وغیرہ وغیرہ کا اظہار ہوگی۔

جب تک بورژوازی کا تختہ نہیں الٹتا اور اس کے بعد جب تک چھوٹے پیانے کی معیشت اور اشیاء تجارت کی چھوٹی پیداوار بالکل نہیں غائب ہوتی اس وقت تک بورژوا حالات' نجی ملکیت کی عادتیں اور پیٹی بورژوا روایات پرولتاری کام کو مزدور تحریک کے باہر اور اندر بھی خراب کرتی رہیں گی اور نہ صرف ایک پارلیمانی سرگرمی کے شعبے میں بلکہ سماجی سرگرمی کے تمام اور ہر شعبے میں' بلا استثنا تمام تہذیبی اور سیاسی میدانوں میں۔ اور سب سے بڑی غلطی جس کے لئے بعد کو قیمت ادا کرنی پڑیگی کام کے ایک شعبے میں کسی ایک "ناپسندیدہ" مسئلے یا مشکل سے کترانا اور اس سے اپنے کو الگ رکھنا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم بلا استثنا کام اور سرگرمی کے ہر شعبے میں مہارت حاصل کریں' تمام مشکلات پر قابو پائیں اور تمام بورژوا عادتوں' رسوم و روایات پر سب جگہ اور ہر طرف فتح حاصل کریں۔ دوسری طرح سے مسئلے کو پیش کرنا محض غیر سنجیدگی' محض بچپن ہوگا۔

12 مئی 1920ء

(5)

میں نے اس کتاب کے روسی ایڈیشن میں مجموعی طور پر بین الاقوامی انقلابی سیاست کے میدان میں ہالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کی روش پر کچھ غلط روشنی ڈالی ہے۔ اس لئے میں موجودہ موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس مسئلے سے متعلق اپنے ہالینڈ

کے کامریڈوں کا مندرجہ ذیل خط شائع کرنا اور پھر ''ہالینڈ کے ٹریبون والوں'' کے بیان کے تصحیح کرنا چاہتا ہوں جس کو میں نے روسی مسودے میں استعمال کیا ہے اور جس کی جگہ پر میں ''ہالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کے بعض ممبر''(59) کے الفاظ لا رہا ہوں۔

ن۔لینن

وائن کوپ کا خط

ماسکو 30 جون 1920ء

ڈیئر کامریڈ لینن،

آپ کی مہربانی کا شکریہ کہ ہم، کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگریس میں ہالینڈ کے وفد کے ممبر، آپ کی کتاب ''کمیونزم میں ''بائیں بازو'' کی طفلانہ بیماری'' مغربی یورپ کی زبانوں میں اس کے ترجمے کی اشاعت سے قبل پڑھ سکے۔ آپ نے اپنی کتاب میں کئی جگہ اس رول پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے جو بین الاقوامی سیاست میں ہالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کے بعض ممبروں نے ادا کیا ہے۔

بہرنوع ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہمیں اس بات کے خلاف احتجاج کرنا چاہئے کہ آپ ان کے اقدامات کی ذمہ داری کمیونسٹ پارٹی پر عائد کرتے ہیں۔ یہ بہت ہی غلط بات ہے۔ مزید برآں یہ نا منصفانہ بھی ہے کیونکہ ہالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کے یہ ممبر پارٹی کی موجودہ سرگرمیوں میں بہت ہی کم یا کچھ بھی حصہ نہیں لیتے۔ وہ براہ راست یا بالواسطہ اس کیلئے بھی کوشاں ہیں کہ کمیونسٹ پارٹی میں مخالفین کے وہ نعرے رائج کریں جن کے خلاف ہالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی اور اس کے تمام ادارے انتہائی سرگرمی کے ساتھ جدوجہد کرتے آئے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں۔

برادرانہ سلام کے ساتھ

(ہالینڈ کے وفد کی طرف سے)

ڈ-ای-وائن کوپ

کارل مارکس کی مختصر سوانح عمری

ترجمہ: محمد منیر عصری

پیش لفظ

کارل مارکس پرولتاری طبقہ کا نظریہ ساز اور عظیم لیڈر تھا جس کو نابغہ ہستیوں میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ جن کے نام اور کارنامے رہتی دنیا تک یاد رہیں گے۔ مارکس نے فطرت، معاشرہ اور انسانی تاریخ کے ارتقا کے اصول دریافت کئے۔ اس نے سماج اور انسانی فکرونظر کے فروغ کے لیے منظم اصولوں کی تعلیم دی۔ جدلیاتی مادیت اور تاریخی مادیت کے اصول وضع کئے اور اس طرح نہ صرف دنیا کو سمجھنے کا بہتر شعور دیا، بلکہ اس کا انقلابی تصور بھی نمایاں کر دیا۔ اس نے سائنسی طور پر ثابت کیا کہ سرمایہ دارانہ نظام کی زوال پذیری ناگزیر ہے اور اشتراکیت کی فتح یقینی ہے۔ اس طرح اس نے سوشلزم کو انسانیت کے بہتر مستقبل کا الجھا ہوا خواب نہ رہنے دیا بلکہ اسے ایک سائنس بنا دیا۔ اپنے دوست فریڈرک اینگلز کے ساتھ مل کر مارکس نے سائنسی طور پر پرولتاریہ کو اس کے عالمی تاریخی کردار کی روشنی میں انتہائی ترقی یافتہ مکمل اور انقلابی جماعت قرار دیا، خود جس کا آزادی سے ہمکنار ہونا گویا تمام نوع انسانی کے ہر قسم کے استحصال سے نجات پانے کی ضمانت ہے۔

مارکس نے پرولتاریہ کی آمریت کو سوشلٹ سماج کے حصول کا ذریعہ قرار دیا۔ اور کہا کہ مارکسزم کی تعلیم کا بنیادی عنصر پرولتاریہ کی آمریت کے متعلق آگہی حاصل کرنا ہے۔ مارکسزم کے بانیوں نے واضح کیا ہے کہ پرولتاریہ کو اپنا تاریخی مشن آگے

بڑھانے، سرمایہ داری کو مٹانے اور ایک نئے سماج کی تشکیل کے لیے اپنی پرولتاری پارٹی کی بنیاد رکھنی چاہیئے۔ مارکس کی تعلیم محنت کش طبقے کا نظریاتی ہتھیار ہے۔ جس میں اس طبقہ کی بنیادی ترجیہات کا عکس جھلکتا ہے۔ یہ انقلاب کے ذریعے دنیا بھر کی ہیئت بدل دینے کی سائنس ہے۔ اگر ہم ماضی کے اُن ماہ و سال میں جھانکیں جو ہمیں مارکس کے زمانے سے جدا کرتے ہیں۔ جب اس نے کام کیا اور حالات کا مقابلہ کیا تو ہم واضح طور پر دیکھ سکیں گے کہ وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ، انقلابی طبقاتی کشمکش میں محنت کش طبقہ میں اس کی تعلیمات کا اثر کس طرح پھیلتا رہا ہے۔ محنت کش طبقہ، انقلاب کا ہراول دستہ ہے، جو تمام مزدوروں اور پسماندہ طبقوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ یہ دنیا بھر کے تاریخی نشیب و فراز پر بھرپور انداز سے اثر انداز ہونے کے حقیقی قوانین کی رہنمائی حاصل کرتا ہے جن کی یافت مارکس نے کی اور لینن نے ان کی مزید تشریح کردی۔ مارکس کی تعلیمات جن کو لینن نے آگے بڑھایا، یہ تعلیمات دنیا کی اشتراکی اور مزدور پارٹیوں کے ہاتھوں تخلیقی سفر کرتی ہوئی مزید جامع ہوتی چلی گئیں۔ یہ تعلیمات روس کی ریاستوں میں عمل طور پر برتی گئیں۔ اور دوسرے سوشلسٹ ملکوں میں سوشلزم کی بنیاد رکھنے کا تجربہ انہیں کے بل بوتے پر ہوا۔ ان تعلیمات میں وسیع طور پر زندہ رہنے کی صلاحیت دیکھ کر ایک زمانہ ان کا گرویدہ ہو گیا۔

(۱) مارکس کی جوانی

سائنسی اشتراکیت کا بانی کارل مارکس 5 مئی 1818 میں ٹرائر (صوبہ رائن پروشیا) میں ایک قانون دان گھرانے میں پیدا ہوا۔ مارکس کی جنم بھومی صوبہ رائن صنعتی طور پر بہت ترقی یافتہ تھا۔ اٹھارہویں صدی میں فرانس کے بورژوازی انقلا

ب کی وجہ سے یہاں جاگیرداری واجبات اور ٹیکس منسوخ ہو چکے تھے۔ کوئلے کے ذخائر سے حاصل شدہ بڑی بڑی رقوم نے صنعتی ترقی کے لئے حالات سازگار کر دیئے تھے۔ اس طرح صوبہ رائن میں بڑے پیانے کی سرمایہ داری صنعت لگ چکی تھی اور ایک نیا طبقہ یعنی پرولتاریہ بھی پیدا ہو گیا تھا۔

1830 سے 1835 تک مارکس نے ٹراٹر کے جمناسٹک سکول میں تعلیم حاصل کی۔ جس مضمون پر اُس کو بی اے کی ڈگری دی گئی اُس کا عنوان تھا ''پیشہ اختیار کرنے کے متعلق ایک نوجوان کے تصورات''۔ اِس مضمون سے پتہ چلتا ہے کہ اِس سترہ سالہ نوجوان نے ابتدا ہی سے اپنی زندگی کا مقصد انسانیت کی بے لوث خدمت کو ٹھہرایا۔ جمناسٹک سکول کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد مارکس نے پہلے تو بون میں پھر برلن یونیورسٹی میں قانون پڑھا۔ علم قانون اُس کا پسندیدہ مضمون تھا۔ لیکن اُس نے فلسفہ اور تاریخ میں بھی گہری دلچسپی لی۔

مارکس کے سائنسی اور سیاسی نظریات نمایاں طور پر اُس وقت متشکل ہوئے جب جرمنی اور دوسرے یورپی ملکوں میں عظیم تاریخی واقعات کی زمین ہموار ہو رہی تھی۔ سرمایہ داری کے ترقی کر جانے سے یورپ کے بہت سے ملکوں میں جاگیرداری رشتوں کی باقیات بہت زیادہ ناقابل برداشت ہو گئی تھیں۔ مشینوں کے ظہور اور سرمایہ دارنہ صنعت کی بڑے پیانے پر ترقی نے کسانوں اور دستکاروں کو برباد کر کے رکھ دیا تھا۔ پرولتاریہ کی شکل وصورت ایک ایسے طبقے سی ہو گئی تھی جو پیداوار کے تمام وسیلوں سے محروم ہو چکا تھا۔ مغربی یورپ کے ملکوں میں سرمایہ داری کی اٹھان نے طبقاتی جنگ کے خدوخال، بُورژوا جمہوریت اور قومی آزادی کی تحریکوں کو نمایاں کر دیا۔ پرولتاریہ تاریخی قوت کی صورت میں ابھر آئی جو ابھی تک ابتدائی

حالت میں تھی اور سرمایہ دارانہ ظلم وستم کے خلاف غیر شعوری احتجاج تھی۔ نیم جاگیر دارانہ پسماندہ، معاشی اور سیاسی طور پر غیر متحدہ جرمنی میں ایک بورژوا جمہوری انقلاب پل رہا تھا جہاں موجود جاگیرداری اور نئی پیدا شدہ سرمایہ داری، دونوں کے ہاتھوں لوگ دوہرے جبر کا شکار تھے۔ 1830 دہائی کے آخر میں 1840 کی دہائی کے شروع میں جرمنی کے زیادہ تر عوام میں بے چینی کا احساس بڑھ گیا۔ سماجی زندگی کی سرگرمیوں میں مختلف تضادات جنم لے رہے تھے۔ بورژوازی اور دانشوروں میں انواع واقسام کی صف بندیاں ہو رہی تھیں۔

ہیگل کے کام سے مارکس کی شناسائی اُس کے طالب علمی کے زمانے ہی میں ہوگئی تھی جب اُس نے ہیگل کے نوجوان پیروکاروں سے جو ہیگل کے فلسفے سے انتہا پسندانہ نتائج نکالنے کی کوشش کرتے تھے میل جول شروع کیا۔ مارکس کے مقالے "دیماکریٹس کے فطرتی فلسفے اور اپی کیورس کے فطرتی فلسفہ میں فرق" سے پتہ چلتا ہے کہ اگر چہ وہ ابھی مثالیت کے نقطہ نظر سے چمٹا ہوا تھا۔ اُس نے ہیگل کیجدلیاتی تضاد کے فلسفے سے مزاحمتی انقلابی نتائج نکالنا شروع کر دیئے تھے۔ مثال کے طور پر جب ہیگل نے اپی کیورس کو اُس کی مادیت اور دہریت کی بنا پر شدید تنقید کا نشانہ بنایا، مارکس نے اس کے برعکس اس قدیم یونانی فلسفی کی مذہب اور اوہام پرستی کے خلاف جرات مندانہ جدوجہد کی تعریف کی۔ مارکس نے اپنا مقالہ یونیورسٹی کو پیش کیا اور اپریل 1841 میں فلسفہ میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

یونیورسٹی کا کام ختم کرنے کے بعد اُس نے چاہا کہ وہ اپنے آپ کو علمی کام کے لئے وقف کر دے اور بون میں پروفیسر بن جائے لیکن پروشیا گورنمنٹ کی ترقی پسند

پروفیسروں کو یونیورسٹیوں سے نکال باہر کرنے کی رجعت پسندانہ روش سے مارکس کا یہ یقین پختہ ہوگیا کہ پروشیا کی یونیورسٹیوں میں ترقی پسندانہ اور تنقیدی خیالات کی کوئی گنجائش نہیں۔

ری انشے زیتونگ Rheinische Zeitung نے مارکس کو سیاسی قدامت اور ظلمت پسندی کے خلاف نئے خیالات کا پرچار کرنے کے لئے پلیٹ فارم مہیا کردیا۔ وہ اپریل 1842 کو اس اخبار سے منسلک ہوگیا اور اسی سال اکتوبر میں اس کا ایڈیٹر بن گیا۔ مارکس کی زیر ادارت رنشے زیٹونگ کا انقلابی جمہوری رجحان اور زیادہ واضح ہوگیا۔ اُس نے سماجی سیاسی اور روحانی بالادستی کے ہر جبر کے خلاف بے باکانہ یُورش کردی جو پروشیا اور تمام جرمنی میں پھیل گئی۔ مارکس نے ایک سچے جمہوری انقلابی کی طرح اپنے سلسلۂ مضامین میں عوام کی معاشی اغراض کا تحفظ کیا۔ ''رائن لینڈ ٹیگ میں چوب چوری کے قانون پر بحث'' ''کچھ موزلے کی خط وکتابت کے بارے میں'' اور دیگر مضامین اہم ہیں۔ اخبار کے تجربے سے مارکس کو مزدوروں کے حالات اور جرمنی کی سیاسی زندگی کا بھرپور شعور حاصل ہوا۔ لوگوں کی اہم ضروریات کے بارے میں بھی پروشیا کی حکومت اور اُس کے افسروں کے سفاک رویے کے بیسیوں حقائق دیکھتے ہوئے مارکس اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ حکومت، اس کے افسران اور اس کے قوانین، لوگوں کی آرزوؤں کے محافظ اور عکاس نہیں بلکہ حکمرانوں کے مفادات کی نمائندگی کرتے ہیں جن میں امراء اور علماء بھی شامل ہیں۔ یہ ری انشے زیتونگ میں کام کرنے کا نتیجہ تھا کہ اُس نے معاشیات میں دلچسپی لینا شروع کردی۔ اینگلز کے کہنے کے مطابق بعد میں مارکس اکثر کہا کرتا تھا کہ یہ اُس کا 'چوب چوری کا قانون' پڑھنے اور موزلے کسانوں کے حالات کی تحقیق

کرنے کا نتیجہ تھا جس نے اُسے خالص سیاسیات سے معاشی تعلقات کی طرف متوجہ کیا اور اس طرح اسے سوشلزم کی راہ دکھائی۔

مارکس کی معاشی اور سماجی مسائل سے بھرپور لگن نہ صرف جرمنی کے عوام کی تکلیف دہ بدحالی اور محرومی دیکھ کر جاگی تھی بلکہ نہایت ترقی یافتہ سرمائے دار ملکوں، برطانیہ اور فرانس کے حالات وواقعات سے بھی ابھری تھی۔ لائن Lyons کے مزدوروں کی 1831 اور 1834 کی بے چینی، 1830 کے آخر میں برطانیہ کے محنت کشوں میں انقلابی تحریک کی لہر ــــ ان سب نے 1842 میں اپنے نکتہ عروج پر پہنچ کر سیاسی کردار (چارٹزم) اپنا لیا۔ اسی طرح مزدوروں کے کچھ اور عملی اقدام بہت زیادہ سیاسی اہمیت کے حامل تھے۔ اسی وقت سے یورپ کے نہایت ترقی یافتہ ملکوں میں بورژوازی اور پرولتاریہ میں طبقاتی کشمکش کا واضح اجراء ہوگیا۔

نئے طبقہ یعنی پرولتاریہ کی جدوجہد میں شمولیت نے مارکس کو اکسایا کہ وہ نسبتاً نئے سماجی معاشی مسائل میں گہری دلچسپی لے۔ یوں اُس کی دلچسپی سوشلسٹ ادب میں بڑھی جو ان دنوں برطانیہ اور فرانس میں شائع ہوتا تھا۔ ری انشے زیئونگ میں کام کرنے، زندگی سے بے باکانہ نپٹنے، جرمنی کے عوام الناس کی مساعی دیکھنے اور دوسرے ملکوں میں چلنے والی مزدور تحریکوں سے واقفیت حاصل کرنے کی وجہ سے نوجوان مارکس پر والہانہ اثرات مرتب ہوئے۔ بقول لینن، یہاں ہمیں مارکس میں مثالیت سے مادیت اور انقلابی جمہوریت سے کمیونزم کی طرف گریز کے عنوان نظر آتے ہیں۔ پروشیا کی حکومت ری انشے زیئونگ کے رجحان اور اس کے تیزی سے بڑھتے ہوئے اثرات سے خوفزدہ ہوگئی۔ اُس نے اخبار پر سنسر شپ کی پابندی سخت کردی اور آخر کار جنوری 1943 کو یکم اپریل 1943 سے اس کی

ضبطی کی ڈگری دے دی۔ اس سال 17 مارچ کو اخبار کے حصے داروں کے عزائم سے اختلاف کرتے ہوئے جو اخبار کی پالیسی نرم کرنا چاہتے تھے، مارکس نے استعفیٰ دے دیا۔ اُس نے بیرون ملک جانے کا فیصلہ کرلیا۔ مقصد یہ تھا کہ باہر سے ایک انقلابی پرچہ شائع کیا جائے جو سرحدوں کے باہر سے جرمنی کے اندر بھیجا جائے۔ مارکس کیخیال میں اس پرچے کا مقصد ہر موجود پر بے رحمانہ تنقید تھا۔

جرمنی کو چھوڑنے سے قبل مارکس نے جینی وان ولسیٹ خیلن سے شادی کرلی جو اُس کی بچپن کی دوست تھی اور جس سے اُس کی منگنی اُس وقت ہوگئی تھی جب وہ سکول میں پڑھتا تھا۔ اُس نے 1843 کی گرمیاں اور خزاں کروزنیش میں گذاریں، جہاں اُس نے ہیگل کے فلسفۂ حق کا تنقیدی مطالعہ شروع کیا۔ ''ہیگل کے فلسفۂ حق پر تنقید'' نامی کتاب ہم تک ایک نامکمل مسودے کے روپ میں پہنچی۔ یہ کتاب مارکس کے نئے عالمی مادی نقطۂ نظر کی طرف رجحان کی نمائندگی کرتے ہوئے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ جیسا کہ اُس نے ہر موجود چیز پر بے رحمانہ تنقید کرنے کا کٹھن دعویٰ کیا تھا۔ مارکس نے اِس تنقید کا آغاز ایک ایسے سوال سے نپٹنے سے کیا جس سے اُس کا واسطہ ری انشے زیتونگ میں کام کرنے کے دوران پڑ چکا تھا۔ سوال تھا کہ ریاست اور معاشرتی زندگی کی مادی حالتوں کا آپس میں کیا رشتہ ہے۔ اور یہ کس طرح ایک دوسرے پر انحصار کرتی ہیں اس سوال کا سائنسی جواب ریاست اور قانون کے متعلق ہیگل کے رجعت پسندانہ مثالی نظریات کا تنقیدی تجزیہ کرنے کے بغیر دینا ناممکن تھا۔ مارکس پہلی ہستی تھا جس نے یہ کام کیا۔ لیوڈوگ فیورباخ جس کے رشحات ہیگل کے عینیئی فلسفے کے خلاف پیش کئے جاتے تھے (اور یہ مارکس کو مادیت کی طرف لے جانے میں مددگار بھی ثابت ہوئے تھے

)وہ بھی مظاہرات قدرت کی وضاحت کرنے کی حد تک مادیت پسند تھا اور تاریخی اور سماجی رشتوں اور سیاست کی تفسیر کرتے ہوئے عینی بن جاتا تھا۔ مارکس نے جہاں فیورباخ کی تعریف کی کہ وہ پہلا مادیتی فلسفی تھا، وہیں اُس کی مادیت پرستی کی حدود اور ناہمواریوں کی بھی نشاندہی کر دی ہے۔ فیورباخ سے امتیاز برتتے ہوئے مارکس نے مادی دنیا کا ایک مربوط اور مستحکم نظریہ استنباط کرنے پر زور دیا جو معاشرتی زندگی اور فطری زندگی دونوں پر محیط ہو۔

ہیگل کے فلسفہ حق کے مطالعہ کے آخر میں وہ جن نتائج پر پہنچا وہ اُس نے بعد میں 'سیاسی معاشیات پر ایک تنقیدی مضمون کے پیش لفظ' میں بیان کر دئے۔ "میری تحقیق نے مجھے اس نتیجے پر پہنچایا ہے کہ قانونی رشتے اور ریاست نہ تو خود سے وجود میں آگئے، نہ انسانی دماغ کی نام نہاد عمومی ترقی سے ان کے ظہور اور ارتقا کو اخذ کیا جا سکتا ہے بلکہ یہ زیادہ تر زندگی کے مادی حالات کی پیداوار ہوتے ہیں ۔ جن رشتوں اور ضابطوں کے لب لباب کو ہیگل نے اٹھارہویں صدی کے انگریزوں اور فرانسیسیوں کی پیروی کرتے ہوئے 'سول سوسائٹی' کے نام پکارا ہے۔ اس سول سوسائٹی کے ڈانڈے بھی سیاسی معاشیات میں تلاش کرنے چاہئیں"۔

مارکس نے صرف مادیت کو سماجی مظاہر تک پھیلایا بلکہ اس نے مادیت کے نقطہ نظر کو مزید ترقی دی۔ جو اس کے پہلے میکانکی اور مابعد الطبیعاتی نوعیت رکھتی تھی۔

فیورباخ نے تو ہیگل کی جدلیات کو رد کر دیا تھا مگر مارکس نے اس پر تنقیدی نظر ثانی کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ ہیگل کا جدلیاتی طریقہ 'پرتعقل مغز' یعنی ارتقا کا نظریہ رکھتا تھا۔ ہیگل واقعات اور مظاہر کو ان کے باہمی روابط اور اتصال کی روشنی میں بطور

ارتقا، تبدیلی اور مٹ جانے کے عمل دیکھتا تھا۔اس کا مقصد یہ دکھانا تھا کہ اس عمل کی اساس میں تضادات کی کشمکش ہے۔جدلیاتی طریق کار مابعد الطبعیاتی طریق کار کے زیادہ ترقی پسند تھا جو کہ دنیا کو اشیا کا اتفاقی اجماع قرار دیتا تھا جن کا آپس میں کوئی تال میل نہ ہو، جیسے یہ ساکت اور غیر متغیر اشیا ہوں۔لیکن ہیگل کے طریق فلسفہ میں ایک بڑا نقص تھا کہ یہ مثالی تھا۔ہیگل کا اعتبار یہ تھا کہ فطرت اور معاشرے کی نشوونما کا انحصار روح (تصور مطلق) کی بالیدگی پر ہے۔ ہیگل نے ہر شے کی الٹی تصویر دکھا کر خیال کے خود کے ارتقا کو حقیقی ترقی کا بدل پیش کر دیا۔خیال کی خود ارتقائی جس کا مطلب تھا اشیا کی جدلیات کی بجائے خیالات کی جدلیات۔

مارکس نے اپنے فلسفے کی بنیاد سائنس اور خصوصاً قدرتی سائنس کے مجموعی مواد پر رکھی۔اس نے ہیگل کی جدلیات کو مادیت کے ساتھ ملا کر ایک اکائی بنائی اور دنیا کو ایک کُلیت کی صورت میں نئی تشکیل دینے کی کوشش کی۔

مارکس کا مسودہ 'ہیگل کے فلسفہ حق پر تنقید' اور اس کی اس زمانے کی خط و کتابت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مارکس اب وہ مارکس بن رہا تھا جس نے سوشلزم کی بنیاد ایک سائنس کے طور رکھی۔جو جدید مادیت کا بانی تھا۔اور جس کا مواد بے حد بارآور ثابت ہوا اور مادیت کی پیشرو ہستیوں کی نسبت بے نظیر حد تک جچا تلا ہے۔

اکتوبر 1843 کے آخر میں مارکس پیرس چلا گیا۔فرانس کے دارالحکومت کی زندگی نے اس کو نئی آگہی اور سیاسی تجربے سے مالا مال کر دیا۔وہ شہر کے نواح میں مزدوروں کی بستیوں اکثر جایا کرتا۔اس نے انجمن عدل (یہ جرمن مزدوروں اور کاریگروں کی ایک خفیہ جماعت تھی) کے لیڈروں اور فرانس کی بہت سی خفیہ تنظیموں کے رہنماؤں سے بھی رابطہ قائم کیا۔مگر ان میں سے کسی کا ممبر نہ بنا۔یہاں

اس نے فرانس کے خیال سوشلسٹوں آنجانے کیبٹ، پیری لی روکس، لوئی بلینک اور پیری پرودھوں سے بھی شناسائی حاصل کی۔ آئزک ہائنے سے اس کی دوستی ہوئی اور روسی سوشلسٹوں، ایم، اے باکونن، وی، پی بوٹکن، اور دوسروں سے بھی آگاہی ہوئی۔

مارکس نے بورژوا سیاسی اقتصادیات پر ایک عظیم تنقیدی کتاب لکھنے کا ارادہ کیا۔ اور اس نکتہ نظر سے سیاسی اقتصادیات کے کلاسیکل نمائندوں آدم سمتھ، ڈیوڈ ریکارڈو اور دوسرے ماہرین اقتصادیات کی تصانیف پڑھیں۔ اس مطالعہ کا نتیجہ 1844 کے نامکمل 'معاشی فلسفیانہ مسودات' کی صورت میں ظہور پذیر ہوا۔ بورژوا ماہرین معاشیات پر تنقید کرتے ہوئے مارکس نے سرمایہ دارانہ استحصال کے کچھ خدوخال اجاگر کئے۔ اس نے ابتدائی خام مساواتی کمیونزم پر تنقید کی۔ اس نے ہیگل کے فلسفے کا عمومی اور جدلیات کا تنقیدی تجزیہ کیا۔ اس مسودے پر اب بھی فیورباخ کا اثر دکھائی دیتا ہے۔ اس نے عظیم خیالی UTOPIAN سوشلسٹوں ہینری سینٹ سائمن، چارلس فوریئر، رابرٹ اوون اور دوسروں کی کارکردگی کا بھی مطالعہ کیا۔ خیالی سوشلسٹوں نے اگرچہ سرمائے داری معاشرے کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا تھا مگر وہ اس کے ارتقا کے اصول وضع کرنے میں ناکام رہے۔ وہ اس سماجی قوت کی نشاندہی بھی نہ کر سکے جو نئی سوسائٹی کی تعمیر میں ہراول دستے کا کردار ادا کر سکی تھی۔

مارکس نے اٹھارہویں صدی کے آخر میں فرانس میں بپا ہونے والے بورژوا انقلاب کے مطالعہ میں بہت سا وقت صرف کیا۔ اس نے خصوصاً اس واقعے کا تاریخی پس منظر دیکھا۔ فرانسیسی مزدوروں کی زندگی اور جدوجہد سے تازہ آشنائی، بو

رژوا اقتصادیات کے تنقیدی مطالے اور خیالی سوشلسٹوں کی تحریروں نے مارکس کے عنیت سے مادیت اور انقلابی جمہوریت سے اشتراکیت کی طرف جانے کا فیصلہ دے دیا۔ مارکس کی زندگی میں یہ فیصلہ کن موڑ اس کے ڈچ فرانزو سچے جاربو چر Deutsch- Franzosische Jahrbucher میں چھپنے والے مضامین سے واضع طور پر منعکس ہوتا ہے۔ یہ اخبار مارکس اور آرنلڈ روج کی ادارت میں فروری 1844 میں پیرس سے شائع ہوا۔ اپنے ایک مضمون 'یہودیو ں کا مسئلہ' میں مارکس نے ہیگل کے پیروکار برونو بائر کے قومی مسائل کے بارے میں عینی نظریات رکھنے پر تنقید کرتے ہوئے پہلی بار بورژوا انقلاب اور اشترا کی انقلاب کے بنیادی فرق کی واضع تعریف کی جو پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اس کا مضمون 'ہیگل کے فلسفہ حق پر تنقید، ایک تعارف' اپنی گہرائی اور بصیرت کے لحاظ سے خاص طور پر قابل توجہ ہے۔ جرمنی میں مذہب پر تنقید کی مثبت اہمیت قبول کرتے ہوئے مارکس نے دیکھا کہ کس طرح ترقی پسند فلسفے کا کام مذہب کے خلاف جدو جہد سے ان خارجی حالات کے خلاف جدوجہد میں بدل گیا جو مذہب کو جنم دیتے ہیں، یعنی عرش پر تنقید کو دھرتی پر تنقید، مذہب کی تنقید کو قانون کی تنقید، اور دینیات پر نکتہ چینی کو سیاسیات پر نکتہ چینی کے روپ میں بدلنا ہے۔ مارکس نے زور دیا کہ تنقید نہایت موثر اور انقلابی ہونی چاہیئے اس نے لکھا کہ تنقید کا ہتھیار شمشیر وسناں کے ساتھ ہونے والی جدوجہد کی جگہ نہیں لے سکتا۔ مادی طاقت کا رد مادی طاقت ہی سے کیا جا سکتا ہے لیکن نظریہ جونہی عوام کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے، مادی قوت بن جاتا ہے۔

مارکس نے اپنے مادی نکتہ نظر کی اساس پر اس خیال کو فروغ دیا کہ نظریہ عوام

کو اسی وقت اپنی گرفت میں لے سکتا ہے جب وہ ان کی واقعی ضروریات اور بنیادی تضادات کی عکاسی کرے۔اس نے ثابت کیا کہ پرولتاریہ ایک ایسا طبقہ ہے جو اپنی صورت حال کی بنا پر ترقی پسند فلسفے کے انقلابی نظریہ کا علمبردار ہو سکتا ہے اور اسے ہونا بھی چاہیے۔وہ کہتا ہے" جیسا کہ فلسفہ پرولتاریہ کے وجود میں اپنا مادی ہتھیار پالیتا ہے اسی طرح پرولتاریہ کو فلسفے میں اپنا روحانی ہتھیار مل جاتا ہے"۔

اس طرح مارکس نے پرولتاریہ کے عالمی تاریخی کردار کا عظیم خیال پہلی بار تشکیل کیا۔انسانیت کی فلاح کی آواز جو مارکس نے اس وقت اُٹھائی جب ابھی وہ سکول کا طالب علم تھا، اب اُس آواز نے نہایت مستحکم سرگرم اور انقلابی کردار کا روپ دھار لیا۔انسانیت کی خدمت کا مقصد پرولتاریہ کی خدمت قرار پایا جو نہایت ترقی یافتہ اور اصولی طور پر انقلابی طبقہ تھا، جو خود کو اور تمام بنی نوع انسان کو جبر اور استحصال سے نجات دلانے کا اہل تھا۔

اس وقت سے لے کر آئندہ اس کی تمام توانائی اور ذہانت کی تمام تر قوتیں پرولتاریہ کی آبیاری کے لے وقف ہوگئیں جو کہ سب سے زیادہ ترقی پسند، مکمل انقلابی طبقہ ہے اور اس دنیا بھر کو انقلابی تبدیلی سے ہمکنار کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔پرولتاریہ کے مطالبات کی عظم جدوجہد میں مارکس کو فریدرک اینگلز کی شخصیت کے روپ میں ایک وفادار دوست اور کامریڈ مل گیا۔پہلی بار وہ دونوں 1942 میں ملے جب اینگلز نے انگلینڈ جاتے ہوئے کولون میں اپنا سفر منقطع کیا اور ری انشے زیٹونگ Rheinische Zeitung کے ادارتی دفاتر میں گیا۔ اینگلز کے انگلینڈ میں قیام کے دوران دونوں دانشوروں کے مابین خط وکتابت کا سلسلہ جاری رہا۔اینگلز نے ایک مقالہ سیاسی معاشیات پر تنقیدی مضامین لکھا جو

ڈوشے فرانز وشے جیر بو چر ڈ Deutsch- Franzosische Jahrbucher میں شائع ہوا۔جس سے سیاسی معاشیات میں مارکس کی دلچسپی دو آتشہ ہوگئی۔

اگست 1844 کے آخر میں اینگلز پیرس آیا جہاں ان دونوں ہستیوں کی یادگار ملاقات ہوئی اور ان عظیم مصلحوں کے نظریات میں مکمل ہم آہنگی پائی گئی۔یہ ملاقات ان کے مابین تخلیقی ساجھے کا آغاز تھی، جس کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔لینن کے الفاظ میں پرانے قصوں میں دوستی کی نوع بنوع متاثر کن مثالیں ملتی ہیں (کارل مارکس اینگلز اور پرولتاریہ کی دوستی بھی تسلیم مگر) یورپی پرولتاریہ بجا طور پر کہہ سکتی ہے۔کہ اس کی سائنس دو دانشوروں اور جانبازوں نے تخلیق کی جن کا رشتہ محبت قدماء کی انتہائی اثر انگیز انسان دوستیوں کو بھی مات کر دیتا ہے۔

مارکسزم کے اصولوں کی تفصیل

مزدوروں کی پارٹی کی بنیاد رکھنے کے لئے جدوجہد کا آغاز

پیرس میں دس دن کے باہمی قیام کے دوران مارکس اور اینگلز نے اپنی مشترکہ تصنیف ''مقدس خاندان یا برونو بائر اینڈ کمپنی کے خلاف تنقیدی تنقید پر تبصرہ'' شروع کر دی۔اس تصنیف میں انہوں نے ہیگل کے نوجوانوں پیروکاروں بائر بھائیوں اور ان کے ہم خیال ساتھیوں کے عینی فلسفہ کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا۔یہ تصنیف جس کا بیشتر حصہ مارکس نے لکھا تھا فروری 1845 میں شائع ہوئی۔ بائرBauer بھائیوں اور ان کے ہم خیال ساتھیوں کا گمان تھا کہ صرف منتخب افراد ہی تاریخ کی تعمیر کرنے کے اہل ہوتے ہیں۔مارکس اور اینگلز نے داخلی عینی نظریات پر تنقید کرتے ہوئے ایک ایسا مقالہ پیش کیا جو تاریخ مادیت کے بنیادی

اصولوں میں سے ایک تھا۔ انہوں نے کہا کہ تاریخ کی تعمیر کے سچے معمار ''ہیرو'' نہیں ہوتے بلکہ عوام الناس ہوئے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ جوں جوں وقت گزرتا جائے عوام کے عظیم قافلے بڑھتے جائیں گے اور تاریخ عمل میں اپنے کردار سے آگاہ ہوتے جائیں گے۔ 'مقدس خاندان' میں انہوں نے نظریات کا ایک عمل اور مکمل نظام تشکیل دیا جس کا تعلق پرولتاریہ کے عالمی تاریخی مشن سے تھا۔ خیالی سوشلسٹوں کے برعکس (جو پرولتاریہ کو صرف بے بس اور مفلوک الحال لوگوں کا گروہ سمجھتے تھے) مارکس اور اینگلز نے محنت کش طبقہ میں وہ سماجی قوت دیکھی جو انقلاب برپا کرکے معاشرے کی کایا پلٹ اہلیت رکھتی تھی۔ پرولتاریہ کی تاریخی کردار کا نظریہ وہ بنیادی پتھر تھا جس پر سائنسی اشتراکیت کی عمارت کھڑی کی گئی۔ جیسا کہ لینن نے لکھا کہ ''مارکسی اصولوں میں بالخصوص بڑی بات یہ ہے کہ یہ سوشلسٹ سماج کی تعمیر میں پرولتاریہ کے تاریخی کردار کو نمایاں کرتی ہے''۔ اس تابناک دریافت نے سوشلزم کی مثالی ہیئت تبدیل کرکے اس کو سائنس کا روپ دیا اور اس کو پہلی بار مقرونی بنیادوں پر استوار کیا اور اس کی کڑیاں ابھرتے ہوئے انقلابی طبقوں سے ملا دیں۔'' مقدس خاندان'' میں جدید انقلابی دنیا کے منظر کا اصل پیش کیا گیا تھا، یعنی پرولتاریہ کا نظریہ۔

بہر حال مارکس اور اینگلز کے پیش کردہ نئے عالمی نقطہ نظر کو قبولیت کا درجہ دلوانے میں نہایت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ پہلی دو چند کاپیوں (نمبر ایک اور دو) کے بعد ڈیوچ فرانز سچے جاربوچر کی اشاعت بند ہوگئی۔ اس کی بڑی وجہ مارکس اور بورژوا ریڈیکل آرنلڈ ریوج کے مابین ایڈیٹوریل بورڈ کے معاملے میں غایت درجہ اختلافات تھے۔ ان اختلافات کے باعث ان کا اتحاد ٹوٹ گیا۔ اور انہوں نے''

ووروارٹس ''Vorwarts'' میں نزاعی بحثیں شروع کردی۔ یہ ایک جرمن اخبار تھا جو سائی لیشیا کے پارچہ بافوں کی سرکشی کے ضمن میں جون 1844 میں پیرس سے شائع ہوا۔ آرنلڈ ریوج کے خیال میں یہ سرکشی ایک اندھی اور احمقانہ بغاوت تھی۔ دوسری طرف مارکس نے اس کی تعریف والہانہ انداز میں کی اور اس کو جرمنی میں پرولتاریہ کی جنگ قرار دیا اور اظہار انبساط کرتے ہوئے طبقاتی شعور کے ان عناصر کی طرف اشارہ کیا جن کا مظاہرہ پرجوش مزدوروں نے کیا تھا۔ مارکس سے متاثر ہو کر اخبار نے پروشیا کی پالیسی کے برعکس کمیونسٹ پالیسی اختیار کرنی شروع کردی۔

پروشیا کی حکومت کے دباؤ کے نتیجے میں مارکس اور سٹاف کے بہت سے دوسرے ساتھی فرانس سے نکال دئے گئے۔ فروری 1845 میں اس نے برسلز (بلجیم) سکونت اختیار کرلی۔ جب اسے یہ پتہ چلا کہ حکومت پروشیا اس کو قانونی طریقے سے پکڑ لینے کا ارادہ رکھتی ہے تو 1845 میں اس نے پروشیا کی شہریت ترک کردی۔ اپریل 1845 میں اینگلز برسلز میں آیا۔ وہ اپنی کتاب ''انگلینڈ میں مزدور طبقہ کی حالت'' مکمل کرچکا تھا جس میں اس نے انگریز مزدوروں کے تجربے کا لبالب بیان کیا تھا اور پرولتاریہ کے عالمی کردار کی اہمیت ثابت کی تھی۔ اینگلز نے کہیں بعد میں برسلز میں مارکس کے ساتھ اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا''

جب اپریل 1845 کی بہار میں ہم پھر برسلز میں ملے، مارکس اس سے پہلے ہی اپنے تاریخی مادی نظریئے کے اہم خدوخال کی نشونما پوری طرح کرچکا تھا اور اب ہم اس نئے جیتے جاگتے انداز نظر کی وضاحت میں لگ گئے۔ اس کو پھیلایا اور اس کو گوناگوں اطراف سے دیکھا۔

اس معاشرتی سائنس کی تمام تفصیلات کو انجام تک پہنچانے کے مقصد سے

مارکس اور اینگلز نے ایک اور باہمی تصنیف کا آغاز کر دیا۔ ''جرمن آئیڈیالوجی'' میں انہوں نے ہیگل کے مثالی فلسفے اور ہیگل کے نوجوان پیرو کاروں کی داخلی مثالیت کو موضوع بنایا اور اس پر بھرپور تنقید کی۔ فیورباخ کی مثالیت کے خلاف جنگ کی وجہ سے جہاں انہوں نے اس کو خصوصی اہمیت دی وہیں اس کی مادیت کو بے ربط خیالی اور مابعد الطبیعاتی قرار دیا۔ اس کتاب میں بھی انہوں نے نیم بورژوا خیالی اور قدامت پسند ان ''سچے سوشلزم'' کے نظریئے پر تنقید کی۔ ''جرمن آئیڈیالوجی'' اپریل 1846 میں تقریباً مکمل ہوگئی تھی لیکن اس زمانے میں اس کے لئے کوئی پبلشر حاصل کرنا ناممکن ثابت ہوا۔ بالآخر ''جرمن آئیڈیالوجی'' کا پہلا مکمل ایڈیشن یو۔ ایس۔ ایس۔ آر میں 1932 میں جرمن زبان میں شائع ہوا۔ 1933 میں اس کا روسی ترجمہ بھی آ گیا۔

''جرمن آئیڈیالوجی'' میں تاریخی مادیت کے عمومی خدوخال تشکیل دیئے گئے ہیں۔ مارکس کی اس عظیم دریافت نے دنیا کی تاریخ کو سمجھنے میں بنیادی تبدیلی پیدا کر دی اور انسانی شعور میں خوش آئند انقلاب بپا کیا۔ اس دریافت نے تاریخ کو باقاعدہ سائنس بنا دیا۔ مارکس اور اینگلز نے مادی اقدار کی پیداوار اور معاشرے کی مادی زندگی کی صورت احوال کو تاریخی عمل کی بنیاد بتایا۔ ''جرمن آئیڈیالوجی'' میں پہلے انہوں نے سماجی اقتصادیات کی ساخت کے اصول بیان کئے۔ انہوں نے معروضی قانون کو کھول کر بیان کیا جو تاریخی عمل پر حاوی ہے اور ثابت کیا کہ کسی بھی طرحِ پیداوار کی جگہ اگلے طرحِ پیداوار آنے کی وجہ تاریخ کے معروضی قوانین ہیں۔ انہوں نے دکھاتا کہ قبائلی، غلامانہ، جاگیردارانہ اور بورژوا معاشروں ایک کے بعد آئے۔ اسی ارتقا کی بناپر جو کہ ان معروضی قوانین کی بنیاد پر ہوتا ہے انہوں نے بتایا

سرمایہ داری دور بھی ختم ہو کر رہے گا۔ اس طرح انہوں نے سوشلزم کی لازمیت کو ثابت کیا۔ جیسے جاگیرداری کی جگہ سرمایہ داری نے لے لی، اسی طرح سرمایہ داری معاشرے کی جگہ نیا نظام یعنی سوشلزم آ کر رہے گا۔ اس کتاب میں مارکس اور اینگلز نے سوشلزم کی تعلیم کی بنیادیں رکھتے ہوئے مخالفانہ طبقاتی معاشروں میں محرک قوت طبقاتی کشمکش کو قرار دیا اور تاریخی ارتقا کا ذریعہ بتایا۔ سرمایہ داری سے سوشلزم میں تبدیلی کے لئے پرولتاریہ کی طبقاتی کشمکش اور سوشلسٹ انقلاب ضروری حالتیں ہیں۔ کسی بھی اقتدار کے خواہشمند طبقے کی طرح پرولتاریہ کو سرمایہ داری نظام کا تختہ الٹنے کے لئے پہلے لازماً اپنے لئے سیاسی قوت حاصل کرنا ہوگی۔

''جرمن آئیڈیالوجی'' مستقبل کے کمیونسٹ معاشرے کے کچھ خدوخال کا نقشہ پیش کرتی ہے۔ خیالی سوشلسٹوں کے برعکس، مارکس اور اینگلز کی نظر میں کمیونزم کسی خوبصورت مستقبل کا بے معنی اور تصوراتی خواب نہیں تھا بلکہ معروضی اور تاریخی طور پر مشروط مقصد تھا جو انقلابی عمل کے ذریعے حاصل کیا جا سکتا تھا۔ فیورباخ کی مجہول اور تصوراتی طور پر تجویز کردہ مادیت پر تنقید کرتے ہوئے انہوں نے انقلابی نظریئے اور عمل کے ناقابل شکست رشتے پر خصوصی زور دیا۔ جیسا کہ فعال نظریہ تغیر پذیری ہی کا نام ہے، مارکس نے 1845 میں فیورباخ پر جو مقالہ لکھا اس میں یہ خیال نہایت وضاحت سے بیان کیا۔ ''فلاسفروں نے محض طرح طرح سے دنیا کی تشریح کی ہے، اصل کام اس میں تبدیلی لانا ہے۔''

جرمن آئیڈیالوجی کمیونزم کی فلسفیانہ بنیادیں استوار کرنے، جدلیاتی مادیت تشکیل کی دینے میں نشان راہ ثابت ہوئی۔ سائنسی کمیونزم انسانی فکر کی عظیم کامیابیوں میں سے ایک ہے۔ اس شاندار دریافت نے فلسفے کو سائنس میں بدل دیا

جس میں فطرت، معاشرہ اور فکر انسانی کی نشوونما کے معروضی قوانین واضح طور پر منعکس ہیں ۔ مارکسزم کا فلسفہ جو واحد سائنسی فلسفہ ہے، اس دنیا کو پہچاننے کا ذریعہ اور اس کو بدلنے کا موثر ہتھیار رہے ۔

انقلابی نظریے کو فروغ دینے کے لئے، مارکس اینگلز نے جدوجہد کی کہ اس کو محنت کش عوام میں مقبول بنایا جائیتا کہ پرولتاریہ اپنی جدوجہد کے مقاصد اور ذرائع کے شعور سے مسلح ہوجائے۔ اس سمت میں پہلا قدم 1846 میں برسلز میں کمیونسٹ ربط وضبط کمیٹی کی بنیاد رکھتا تھا۔ جس میں کارل مارکس اور اینگلز کے علاوہ ان کے دوستوں اور ساتھی مفکروں_ ول ہیلم ولف، ایڈگر ویسٹ فیلن، جوزف وے، ڈیمیر، فرڈینینڈ ولف، بلجیم کا کمیونسٹ زیگو اور کئی دوسرے نام شامل تھے۔ اس سے پہلے 1846 کے وسط میں برسلز کمیٹی، انگریز اصلاح پسندوں Chartists، حق پسند لیگ لندن کے رہنماؤں_ اس لیگ کی پیرس کی شاخوں، اور جرمنی میں بہت سے کمیونسٹ گروہوں سے رابطہ قائم کرنے میں کامیاب ہوچکی تھی۔ مارکس اور اینگلز نے سوشلسٹوں کو اکٹھا کرنے کے لئے سخت محنت کی اور مختلف ملکوں کے محنت کشوں کو سائنسی کمیونسٹ نظریہ کی بنیاد پر آگے بڑھایا۔

نیا انقلابی نظریہ مزدور عوام میں صرف اسی صورت میں فروغ پا سکتا تھا کہ وہ کسی قسم کا سمجھوتہ کئے بغیر ان بورژوا نظریات کے خلاف جنگ جاری رکھتے جو اس سرمایہ داری نظام میں ڈگمگا رہے تھے۔ محنت کش عوام کو نیم بورژوا سوشلزم اور کمیونزم کی ان گنت مروجہ قسموں کا بھی سامنا تھا جس نے ان کی توجہ طبقاتی جنگ کی بجائے خیالی پیکروں پر مرکوز کر رکھی تھی۔ ان دنوں خیالی کمیونزم کے حامیوں کا ایک اہم ترجمان ول ہیلم ویٹلنگ تھا۔ 1846 میں ویٹلنگ برسلز آیا۔ مارکس اور اینگلز نے اس کی

مدد کرنے کی بہت کوشش کی کہ وہ اپنے بے ڈھب نظریات چھوڑ دے اور سائنسی کمیونزم کا وقوف حاصل کر لے لیکن ان کی کوششیں بیکار گئیں اور وِٹلنگ سے تعلق توڑنا ناگذیر ہو گیا۔ وِٹلنگ کے خام مساواتی اور خیالی کمیونزم کا مقابلہ کرنے کے علاوہ وہ مارکس اور اینگلز نے ''سچے سوشلزم'' پر شدید تنقید کی۔ برسلز کمیٹی کے مراسلات اور گشتی چٹھیوں میں انہوں نے کے گرون، ایم کریج، ایم ہیس اور دوسرے ''سچے سوشلزم'' کی قلعی کھول دی جس کا منشا محبت اور بھائی چارے کی سکرین گھول کر پرولتاریہ اور بورژوازی کے درمیان مخالفت کو ٹھنڈا کرنا اور ان میں مصالحت کروانا تھا۔ اس سلسلے کی ایک اہم دستاویز ''کریج کے خلاف گشتی چٹھی'' ہے جو انہوں نے مئی 1846 میں لکھی۔ اس میں مارکس اور اینگلز کی وہ جدوجہد جھلکتی ہے جو انہوں نے ''سچے سوشلزم'' کے خلاف کی۔ انہوں نے پرودھوں کے خلاف بھی ایک ناقابل مصالحت جنگ کا آغاز کیا۔ اس سے پہلے دسمبر 1846 میں پ وی اینکوف کو ایک خط لکھتے ہوئے مارکس نے پرودھوں کے الجھے ہوئے مثالی اور کم نظر مصلحانہ نظریات پر تنقید کی اور اپنے تاریخی مادی تصورات کا اجمالی خاکہ دیا۔ مارکس نے 1847 میں ''فلسفے کا افلاس'' میں جو اس نے پرودھوں کے ''افلاس کا فلسفہ'' کے جواب میں لکھی، پرودھوں کے نظریات کو بالتصریح تنقید کا موضوع بنایا۔

''فلسفے کا افلاس'' Poverty of Philosophy سائنسی کمیونزم، جدلیاتی اور تاریخی مادیت اور فلسفے کی بنیادوں کی نشوونما کے لئے ایک اور سنگ میل کی حیثیت رکھتی تھی۔ اس مقالے میں جدلیاتی اور تاریخی مادیت کا مضمون پہلی بار کتابی صورت میں سامنے آیا۔ اس میں مارکس نے بورژوا سیاسی اقتصادیات پر (جو اس نے پیرس میں شروع کی تھی) تنقیدی نظر ثانی کی اور اس کے اولین نتائج

بھی شامل کر لئے۔ ''فلسفے کا افلاس'' میں مارکس نے بورژوا سیاسی معاشیات کے تمام بنیادی نقائص آشکار کئے جن میں باور کرایا گیا تھا کہ سرمایہ داری نظام اور اس کے اقتصادی قوانین دائمی اور غیر متغیر ہیں۔ بورژوا ماہرین اقتصادیات اور ان کے پیروکار پرودھوں کے برعکس مارکس نے سیاسی معاشیات کے مختلف درجوں کو معاشرتی رشتوں کا نظریاتی اظہار جانا۔ یہ تاریخ کے ساتھ ساتھ بدل جانے والے سلسلے تھے جنھیں انہیں حالات کے ساتھ ختم ہونا تھا جن کے تحت وہ وجود میں آئے تھے۔ سرمایہ داری کو 'بہتری' دینے کے لئے پرودھوں کی تراکیب کی قلعی کھولتے ہوئے مارکس نے سائنسی طور پر ثابت کیا کہ استحصال، مفلسی اور بحران سرمایہ داری کے اٹوٹ انگ ہیں اور ان سے نجات پانے کا ایک ہی راستہ ہے کہ سرمایہ داری طریق پیداوار کو ختم کر دیا جائے۔ مارکس نے مزدوروں کی معاشی جنگ اور سیاسی جدوجہد کی پیداواری عمل سے بھرپور ہم آہنگی کی انتہائی اہمیت واضح کی اور پرولتاریہ کہ طبقاتی جنگ کے اولین داؤ پیچ کا خاکہ پیش کیا۔

''فلسفے کا افلاس'' اور ان خطبات میں جو اس نے برسلز کے مزدوروں کو دسمبر 1847 میں دئے، مارکس نے اپنی سیاسی معاشیات کو چند اہم مضامین صورت پذیر کئے۔ یہ خطبات 1849 میں نیو نشیچے زیتونگ میں 'مزدوری اور سرمایہ' کے نام سے شائع ہوئے۔ اس کام میں اس نے کئی سال تک محنت کی۔ سرمایہ داری معاشرے کی معاشیات کا تفصیلی مطالعہ، مزدور طبقے کی جدوجہد کے وسیع تجربے سے اخذ کئے گئے نتائج، ان سب نے مارکسی معاشی نظریات کو سائنسی شکل دی۔

مارکس اور اینگلز نے کوئی سمجھوتہ کئے بغیر جو غیر متزلزل جدوجہد'' سچے سوشلزم،'' ویٹ لنگ نوم، پرودھوازم اور دوسرے نیم بورژوا نظریات اور رجحانات

کے خلاف کی اس نے ترقی پسند مزدوروں کو سائنسی سوشلزم کا شعور حاصل کرنے میں بہت مدد دی۔فروری 1847 کو"انصاف لیگ" کی قیادت نے مارکس اور اینگلز کو دعوت دی کہ وہ اس میں شام ہو جائیں اور اس کی تنظیم نو میں مدد دیں۔اس میں اب صرف جرمن مزدور اور کاریگر ہی نہیں بلکہ بلکہ دوسری قومیتوں کے مزدور بھی حصہ لے رہے تھے۔مارکس اور اینگلز نے حامی بھر لی۔اس لیگ کا ایک اجتماع جون 1847 لندن میں منعقد ہوا جس میں پیرس کی شاخوں نے اینگلز کو اپنا مندوب بنا کر بھیجا۔ جبکہ برسلز کی شاخوں نے ول ہیلم ولف کو نامزد کیا۔اس اجتماع میں انصاف لیگ کی تنظیم نو انہتا پسندانہ بنیادوں پر کرنے کا فیصلہ کیا گیا، جب سے لے کر یہ "کمیونسٹ لیگ" کے نام سے مشہور ہوئی۔پرانے مقولے "سب انسان بھائی بھائی ہیں" کی جگہ مارکس اور اینگلز کے ایما پر "تمام دنیا کے محنت کشو، ایک ہو جاؤ!" کا دستورالعمل اپنا لیا گیا۔جب سے لے کر یہ نعرہ پرولتاریہ کے عالمی اصول کی ترجمانی کر رہا ہے۔اور سرمایہ دارانہ غلامی کے خلاف پرولتاریہ کہ جدوجہد میں ان کا مقبول نعرہ رہا ہے۔کمیونسٹ لیگ کے اصولوں کے پہلے پیراگراف میں جو اینگلز نے تیار کیا تھا۔پرلتاری تحریک کے مقاصد کی وضاحت مختصر اور صاف انداز سے کر دی گئی ہے، "لیگ کا مقصد بورژوازی کا خاتمہ ہے۔ پرولتاریہ کی حکومت قائم کرنا ہے۔ بورژوا معاشرہ جس کی بنیاد طبقاتی دشمنی پر ہے، اس کا خاتمہ ہے۔نیز اس کا مقصد ایک نئے معاشرے کی تشکیل ہے جو طبقاتی اونچ نیچ اور نجی ملکیت سے پاک ہو۔"

کمیونسٹ لیگ میں کام کرنے کے علاوہ مارکس اور اینگلز نے برسلز میں ایک "جمہوری مجلس" کے قیام میں بھی سرگرمی سے حصہ لیا جس کا مقصد بین الاقوامی جمہوریت کو متحد کرنا تھا۔مارکسزم کے بانیوں کا خیال تھا کہ ہر ترقی پسندانہ جمہوری

تحریک کی حمایت کرنا پرولتاریہ کا فرض ہے۔ ڈُیچے برسلز زیتونگ Deutsche Brusseller zeitung جو ان کے زیر اثر تھا، جمہوری اور اشترا کی پراپیگنڈے کا ترجمان بن گیا۔ اس میں انہوں نے چند مضامین اس نقطہ نظر کے تحت شائع کئے کہ جرمن مزدوروں کو بورژوا جمہوری انقلاب کے لئے تیار کیا جائے جوان دونوں جرمنی میں پنپ رہا تھا۔ ان محنت کشوں پر واضح کیا گیا کہ اس کو آخری منزل ہرگز نہ سمجھ لیں بلکہ پرولتاریہ انقلاب کے لئے لازمی شرط خیال کریں۔ ان کے اس دور کے مضامین میں 'مستحکم انقلاب' کے ابتدائی نظریات پائے جاتے ہیں جنہیں بعد میں انہوں نے مفصل شکل دی۔ مارکس اور اینگلز نے کمیونسٹ لیگ کے دوسرے اجتماع کی تیاریوں کو بہت اہمیت دی اور اس پر تمام تر توجہ مرکوز کر دی۔ یہ کانگرس نو مبر کے آخر اور دسمبر کے شروع میں 1847 کو لندن میں ہوئی۔ اس میں لیگ کے اصولوں کو حتمی طور پر قبول کر لیا گیا اور اس کے پروگرام پر بحث کی گئی۔ بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ جن اصولوں کی حمایت مارکس اور اینگلز نے کی تھی انہیں متفقہ رائے سے اختیار کر لیا گیا۔ اور انہیں ایک منشور تیار کرنے کا کام بھی سپرد کیا گیا۔

انہوں نے اپنے قیام لندن سے فائدہ اٹھائے ہوئے ''اصلاح پسندوں'' Chartists سے اپنے رابطے مضبوط کئے۔ جب وہ دونوں لندن گئے۔ اینگلز نے 1842_43 اور مارکس نے 1945 میں اصلاح پسندوں اور اشترا کیوں سے بھی اپنے تعلقات کو وسعت دی اور پولینڈ میں بغاوت 1830 کی سالگرہ کے موقعے پر بین الاقوامی اجتماع میں شرکت کی۔ اس اجلاس میں مارکس نے پرولتاریہ کی ہمہ گیریت کے نظریہ کا دفاع کرتے ہوئے کہا کہ صرف پرولتاریہ کی فتح ہی محکوم قوموں کو آزادی دلوا سکتی ہے اور تمام بین الاقوامی جنگوں کو موقوف کر سکتی ہے اور اس

طرح قوموں میں حقیقی بھائی چارے کی بنیادیں رکھ سکتی ہے۔ اینگلز نے اپنی تقریر میں اس مسئلے کو آگے بڑھایا جو بعد میں قومی سوال پر پرولتاریہ کا رہنما اصول بن گیا۔ اس نے کہا کہ "کوئی قوم آزاد نہیں ہوسکتی جو دوسری قوموں پر جبر روا رکھتی ہے"

"کمیونزم کا منشور" (کمیونسٹ مینی فیسٹو) مارکس اور اینگلز کا لافانی کارنامہ، فروری 1848 میں لندن سے شائع ہوا۔ کمیونسٹ پارٹی کے منشور، یعنی سائنسی کمیونزم کے پروگرام کی شکل میں پہلی بار پرولتاریہ کے انقلابی نظریئے کا جچا تلا اور واضح اظہار ہوا۔ جیسا کہ لینن نے لکھا "اس کتاب میں دنیا کے نئے تصور کی نقش گری کی گئی، اور با اصول مادیت ___ جس میں معاشرتی زندگی کا تانا بانا بھی شامل ہے، جدلیات ___ جو ترقی کا نہایت جامع اور عمیق عقیدہ ہے، طبقاتی جنگ کا اصول ہے اور پرولتاریہ کے عالمی، تاریخی اور انقلابی کردار کا نظریہ ہے، نئی کمیونسٹ سوسائیٹی کے تخلیق کرنے والوں نے یہ سب کچھ اس کتاب میں فلسفیانہ وضاحت اور غیر معمولی ذہانت کے ساتھ بتادیا"۔ مجموعی طور پر یہ منشور سائنسی طریقے سے ثابت کرتا ہے کہ پرولتاریہ انقلاب کے نتیجے میں سرمایہ داری نظام کی تباہی اور اس کی جگہ ایک نئے غیر طبقاتی معاشرے کا قیام ناگزیر ہے اور تاریخی طور پر پرولتاریہ کی سیاسی بالادستی کا نفاذ ہوکر رہے گا۔

مارکس اور اینگلز نے ثابت کیا کہ جب سرمایہ داری معاشرے میں پیداواری رشتے پیداواری قوتوں کی نشو ونما کے لئے بڑھتے بڑھتے نا قابل برداشت زنجیریں بن جاتے ہیں تو بورژوازی پیداوار کے وسیلوں یعنی نجی ملکیت کا دفاع کرنے کے لئے (یہ درست ہے کہ تاریخی طور پر جاگیرداری کے مقابلے میں وہ کبھی ترقی پسند بھی تھی) بورژوازی ترقی پسندانہ سے بدل کر قدامت پسند طبقہ بن جاتی

ہے۔ یہ گویا انسانیت کے لئے عظیم نظام کمیونزم کے راستے میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔

پرولتاریہ کے عالمگیر تاریخی کردار کے نظریئے کو آگے بڑھاتے ہوئے مارکس اور اینگلز بتاتے ہیں کہ محنت کش طبقہ سرمایہ داری کو ختم کر کے رکھ دے گا۔ پرولتاریہ انقلاب آئے گا اور بورژوا نظام زوال پذیر ہو کر رہے گا۔ یہ منشور کمیونسٹ پارٹی کی کامیاب جدوجہد اور فتح کے لئے شرط ہے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ یہ پارٹی محنت کش طبقہ انتہائی مستقل اور ترقی پسند گروہ ہے۔ اس سے مزید پتہ چلتا ہے کہ کمیونسٹ دوسرے مزدوروں کی نسبت مناسب صورت حال میں ہیں کہ وہ انقلابی نظریے سے مسلح ہیں جو انہیں پرولتاری تحریک کی ترقی اور استقلال کی حالتوں کو سمجھنے کے قابل بناتا ہے۔ مارکسزم کے بانیوں نے ان تہمتوں اور برائیوں کی قلعی کھولتے ہوئے جو کمیونسٹوں کے آدرشوں اور ارادوں کے بارے میں بورژوازی نے پھیلا رکھی تھیں، منشور میں بتایا کہ پرولتاری پارٹی کے حقیقی مقاصد میں بورژوازی کی بالادستی کا خاتمہ اور پرولتاریہ کا سیاسی اقتدار حاصل کرنا ہے۔ مارکس اور اینگلز نے کہا'' پرولتاریہ اپنی سیاسی برتری، بورژوازی سے بتدریج تمام سرمایہ چھین لینے کے لئے استعمال کرے گی تاکہ پیداوار کے تمام اوزار ریاست کے ہاتھوں میں یکجا ہو سکیں یعنی وہ پرولتاریہ کو حکمران جماعت کے طور پر منظم کرے گی تاکہ پیداواری طاقتوں کی تعداد میں ہر ممکن تیزی سے بڑھ سکے''۔ یہ نظریہ ریاست کے بارے میں مارکسزم کے ایک نہایت شاندار تصور کی تشریح کرتا ہے: ''ریاست کا مطلب ہے، حکمران جماعت کے طور پر منظم پرولتاریہ''۔ بقول لینن اس کا مطلب ہے''پرولتاریہ کی آمریت''۔ پرولتاریہ کی آمریت کا درس مارکسزم کا بنیادی عنصر ہے۔ جس کی روشنی

میں سوشلسٹ فکر کی نشو ونما ہوئی اور سیاسی معاشیات اور فلسفے میں حقیقی انقلاب بپا ہوا۔ مارکسزم کی ابتدا ہوئی تو پہلے سوشلزم کو محنت کشوں کی تحریک سے وابستہ کرنے کی شرائط تخلیق کی گئیں۔ پرولتاریہ کے لئے سرمایہ داری کی غلامی سے نجات پانے کی جدوجہد میں مارکس کا نظریہ ہی پرولتاریہ کا ہتھیار رہے۔

مینی فیسٹو میں مارکس اور اینگلز نے پرولتاری انٹرنیشنل ازم کے اصول کی گہرائی کے ساتھ تشریح کی ہے۔ پرولتاریہ کی حکومت قومی سطح پر ظلم کا خاتمہ کر دے گی اور انسانوں کو ان جنگوں سے بچائے گی جو لوٹ مار کے لئے کی جاتی ہیں۔ مینی فیسٹو نئے معاشرے کی برتری اور خوبصورتی کی نشان دہی کرتا ہے۔ سرمایہ داری کے رہنما اصولوں کے مطابق جو کوئی کام کرتا ہے اسے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا، اور جو کوئی ساری دولت ہتھیا لیتا ہے کوئی کام نہیں کرتا۔ اس کے برعکس کمیونسٹ معاشرے میں محن مزدور کی زندگی کو بہتر بنانے، اسے اعلیٰ شکل دینے اور آسان بنانے کا ذریعہ ہے۔

مینی فیسٹو میں جہاں مارکس اور اینگلز نے کمیونسٹوں کے آئندہ لائحہ عمل کے بارے بات کی، وہیں انہوں نے اس وقت کے مختلف اقسام کے سوشلزم کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ یہ جملہ اقسام درست کمیونسٹ سوچ کے عوام میں پھیلنے اور پرولتاری پارٹی کے قیام کی راہ میں رکاوٹ تھے۔ مینی فیسٹو میں کمیونسٹوں کے پروگرام کو سائنسی طور پر ثابت کرنے کے علاوہ پرولتاری پارٹی کے نظریاتی حربوں کا تفصیل بھی دی گئی ہے۔ ان حربوں کی نظریاتی تشکیل کچھ اس طرح سے ہے:

کمیونسٹ مزدور طبقے کے فوری مقاصد اور مفادات کے لئے جدوجہد کرتے ہیں۔ وہ اس تحریک کے مستقبل بھی ذہن میں رکھتے ہیں۔ مارکسزم کے فلسفے کے

بانیوں نے کمیونسٹوں کو سکھایا کہ وہ ہر ترقی پسند اور انقلابی تحریک کی حمایت کریں جو رجعت پسندانہ سماجی اور سیاسی نظام کے خلاف ہو۔ مینی فیسٹو کا اختتام پرولتاری انقلاب بپا کر دینے کی دعوت پر ہوتا ہے۔ ''حکمران طبقوں کو کمیونسٹ انقلاب کے خوف سے کانپنے دو۔ پرولتاریہ کے پاس سوائے اپنی زنجیروں کے گنوانے کے اور کچھ نہیں۔ انہیں ایک عالم فتح کرنا ہے۔ دنیا بھر کے مزدور، ایک ہو!''

مزدور طبقے کے لئے لکھا جانے والا یہ شاہکار لوگوں کے دلوں میں انقلابی جذبہ بیدار کر دیتا ہے۔ یہ نہ صرف مارکس اور اینگلز کے تخلیقی کام کی معراج تھی بلکہ یہ پرولتاری اور انقلابی نظریہ سازی میں اہم ترین پیش رفت بھی تھی۔

مینی فیسٹو ہرگز تخلیق نہ کیا جا سکتا اگر نئی انقلابی طبقہ، یعنی پرولتاری اپنی ارتقا پذیر شکل میں سامنے نہ آتا، اور اگر سرمایہ دارانہ دور کے اندرونی تضادات واضح شکل میں موجود نہ ہوتے۔ مارکسزم کا ظہور پذیر ہونا اور اس کا ارتقا مزدور طبقے کے سیاسی تجربے کی وجہ سے ہے۔ اس کے نظریاتی سرچشمے اٹھارویں صدی کا کلاسیکل جرمن فلسفہ، انگریزی سیاسی معاشیات اور فرانسیسی سوشلزم ہیں۔ ''ہر وہ چیز جو انسانی ذہن نے تخلیق کی تھی، مارکس نے اسے مزدور طبقے کی تحریک کے حوالے سے نئی شکل دی، اس پر تنقید کی اور وہ نتائج اخذ کئے جو انسانیت کو اعلیٰ درجے پر لے جانے کے لئے ضروری تھے۔ اس سے پہلے یہ نتائج بورژوا محدودات اور تعصبات کی وجہ سے لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہے۔ مارکس سائنسی نظریہ میں بہترین اور اعلیٰ فکر کا وارث تھا اور اس نے اس نظریہ کو موجود حالات کے مطابق مزید ترقی دی، حتیٰ کہ یہ سب سے ترقی پسند اور انقلابی نظریہ بن گیا۔

اینگلز نے ہمیشہ یہ بات زور دے کر کہی کہ اس انقلابی تعلیم کو فروغ پانے میں

جو عظمت اور شہرت حاصل ہوئی وہ مارکس کی وجہ سے ہے۔ اس نے لکھا کہ "ہم دوسرے ساتھی بھی نہایت مستعد تھے لیکن وہ انتہائی ذہین شخصیت (جینیئس) تھا۔ اس کے بغیر ہمارا نظریہ اس سطح تک نہ پہنچ پاتا جس مقام پر آج وہ ہے۔ اس لئے یہ نظریہ اس کے نام کا روشن نشان ہے۔"

3

1848 -49 کی انقلابی جنگیں

مارکسزم نے سائنس کی شکل اختیار کر لی اور انقلابی عمل سے قریب تعلق قائم کر لیا۔ مارکس اور اینگلز نے عوام الناس کو نہ صرف سکھایا بلکہ ان سے کچھ سیکھا بھی۔ مارکسزم کی نشوونما کے لئے یہ انقلابی دورانیے خاص طور پر بارآور ثابت ہوئے۔ عوام الناس کے یہ تاریخی تعمیری عمل کے متلاطم دور، معاشرے کی تاریخ میں نہایت اہم اور فیصلہ کن نقطۂ انقلاب تھے۔

منشور کا ظہور انقلاب فرانس سے ہم آہنگ تھا۔ یہ بورژوا انقلاب تھا جو فرانس میں فروری 1848 میں برپا ہوا اور اس کی گونج یورپ کے دوسرے ملکوں میں بھی سنائی دی۔ بلجیم گورنمنٹ بڑھتی ہوئی انقلابی تحریک کو دیکھ کر ڈر گئی اور مارکس کو گرفتار کر کے ملک بدر کر دیا۔ وہ انقلابی جدوجہد میں حصہ لینے لئے لئے پیرس کے لئے روانہ ہو گیا۔ یہاں آنے کے بعد مارکس نے لندن اور برسلز کی کمیٹیوں کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے کمیونسٹ لیگ کی سنٹرل کمیٹی کی تنظیم نو کی جس کا وہ چیئرمین منتخب ہوا۔ مارکس اور اینگلز کے علاوہ اس کے لئے کے سکیپر، اینچ بائر، جے مول اور ڈبلیو ولف بھی منتخب ہوئے۔

مارکس اور اس کے ساتھیوں نے جرمن شاعر ہروے کی کڑی مخالفت کی جو جرمنی پر حملہ کرنے کی نیت اور قوت بازو سے انقلاب کرنے کے لئے پیرس میں ایک جرمن فوجی گروہ تیار کر رہا تھا۔ "انقلاب کی برآمد" کے مہم جویانہ خیالات کو رد کرتے مارکس نے جرمن مزدوروں (جن میں کمیونسٹ لیگ کے ممبر بھی شامل تھے) زور دیا کہ وہ ایک ایک کر کے جرمنی واپس جائیں اور انقلابی جدوجہد کے لئے عوام کی تنظیم

کریں۔

جرمنی میں انقلابی ہنگامے سے متعلق مارکس اور اینگلز ایک اہم دستاویز ''کمیونسٹ پارٹی کے مطالبات'' مارچ 1848 میں تیار کی۔ کمیونسٹ لیگ کی نیو سنٹرل کمیٹی نے یہ مطالبات اپنا لئے اور بعد ازاں تمام جرمنی میں مشتہر کر دیے۔ اس دستاویز نے جرمنی میں انقلاب کے بنیادی کاموں کی ایک شکل پیش کر دی: ایک واحدہ جمہوریہ جرمنی کا قیام، ہمہ گیر رائے دہندگی، تمام عوام کو مسلح کرنا، تمام جاگیردارانہ واجبات اور خدمات کی منسوخی، شہزادوں کی جاگیروں اور تمام دوسری جاگیردارانہ عمل داریوں کو قومی ملکیت میں لینا اور کوئلے کی کانوں، ریلوے اور دوسرے ذرائع رسل و رسائل کو قومی ملکیت میں لینا، انکم ٹیکس کا ایک ترقی پسندانہ طریقہ رائج کرنا، گرجے وغیرہ کے ادارے معطل کرنا۔

کمیونسٹ لیگ کے سیاسی مقاصد میں مندرجہ ذیل مطالبات بھی شامل تھے۔ 38 بڑی، چھوٹی اور ننھی منی ریاستوں کو مدغم کر کے جرمن کی سیاسی اور اقتصادی ناہمواری کا سدباب کرنا، جاگیرداری کی تمام باقیات کا قلع قمع کر کے، بورژوا جمہوری انقلاب کی فتح اور سوشلزم کے لئے پرولتاریوں کی نتیجہ خیز جدوجہد کے لئے نہایت موافق حالات پیدا کرنا۔

اپریل 1848 کے آغاز میں مارکس، اینگلز اور ان کے قریبی ساتھی پیرس چھوڑ کر جرمنی چلے گئے جو ان دنوں انقلاب کا مرکز بنا ہوا تھا۔ انہوں نے کولون میں اپنی تنظیم بنانے کا فیصلہ کیا جو صوبہ رائن کا مرکز تھا۔ یہ جرمنی کا نہایت ترقی یافتہ علاقہ تھا جہاں مزدوروں کی وافر تعداد موجود تھی۔ اور یہاں کے قانون نے پریس کو کافی آزادی دے رکھی تھی۔ مارکس کا ارادہ تھا کہ یہاں سے ایک انقلابی روزنامہ جاری

کیا جائے۔

اپنا اخبار جاری کرنے کی ضروری تیاری کے دوران مارکس نے سیاسی میدان میں بھی نہایت مستعدی سے کام کیا۔اس سے پہلے جب وہ پیرس میں تھا اس نے میز کے کمیونسٹ ممبروں کے ذریعے ابتدائی اقدام کیئے تھے۔اور کہا تھا کہ مزدوروں اوران کی مختلف انجمنوں کوایک پلیٹ فارم پر جمع کیا جائے اور جرمن پرولتاریہ کی ایک عوامی سیاسی تنظیم بنائے جائے۔کولون میں آنے کے بعد اس نے لیگ کے بہت سے ممبروں کو بھیجا کہ وہ آئینی مزدور انجمنوں کی شاخیں منظم کریں لیکن انہیں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ان دنوں میں سیاسی طور پر غیر متحد اور اقتصادی طور پر پسماندہ جرمنی، جہاں بڑے پیانے کی صنعت ابھی ترقی پذیر تھی، دستکاری رائج تھی اور مزدور طبقہ ابھی بہت کمزور، غیر منظم اور سیاسی طور پر ناپختہ تھا۔اس پسماندگی اور مزدور پارٹی بنانے کے لئے حالت ناساز گار ہونے کی بنا پر پرولتاریہ کے ترقی یافتہ نمائندے (جن کے سربراہ مارکس اور اینگلز تھے) ایک علیحدہ گروہ بنانے کی پوزیشن میں نہیں تھے۔اس لئے وہ سیاست کے میدان عمل میں جمہوری پارٹی کے انتہائی پرولتاری بازو کی حیثیت سے ابھرنے پر مجبور ہوئے۔مارکس اور اینگلز نے فیصلہ کیا کہ ان حالات مین کمیونسٹوں کو اجازت ہے کہ ایک ہی تنظیم میں رہتے ہوئے نیم بورژوا جمہوریت پسندوں کے ساتھ تعاون کریں۔بہر حال ان کی بے جہتی اور متواتر گومگو کی کیفیت پر تنقید کرتے رہیں۔انہوں نے زور دیا کہ کمیونسٹ عوامی جمہوری پڑاؤ کا ہراول دستہ ہیں۔ انہیں پرولتاریہ کے آزادانہ عمل کو آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دینا چاہئے جس کی جدوجہد کے راستے میں بورژوا جمہوری انقلاب ایک ضروری مرحلہ ہے، نہ کہ آخری منزل۔

نیوری انشچے زیتونگ (جس کی بنیاد مارکس اور اینگلز نے رکھی تھی) جمہوریت کا پرچم بلند کر دیا، لیکن ایسی جمہوریت، جو ہر مقام سے اور تمام مصدقہ مثالوں سے اپنے واضح پرولتاری کردار پر ثابت قدم تھی۔ ان حربوں سے کام لیتے ہوئے مارکس نے کمیونسٹ لیگ کے ممبروں اور ان کے تحت چلنے والی مزدور تنظیموں سے سفارش کی کہ ان جمہوری انجمنوں سے مل جائیں جو اس زمانے میں جرمنی میں وجود پا رہی تھیں۔ مارکس خود بھی کولون میں جمہوری انجمن کا ممبر بن گیا۔ اور ویسٹ فیلیا اور صوبہ رائن کی جمہوری کمیٹیوں کی ہنگامی علاقائی کمیٹی کا ممبر منتخب ہوا۔ اس دوران مارکس نے اپنے حامیوں کی توجہ مزدور انجمنوں کی تنظیم کرنے اور پرولتاریہ کو سیاسی تعلیم دینے کی طرف دلائی تاکہ پرولتاری پارٹی بنانے کی تیاریاں ہوسکیں۔

نیوری انشچے زیتونگ کا پہلا شمارہ پہلی جون 1848 کو چھپا جس پر ذیلی عنوان "جمہوریت کا ترجمان" چھپا ہوا تھا۔ ایڈیٹوریل بورڈ میں مارکس (چیف ایڈیٹر) ایف اینگلز۔ ایچ برگرز۔ ای ڈرونکی۔ جی ویرتھ۔ ایف ولف اور ڈبلیو ولف پر مشتمل تھا۔ اس اخبار کے ذریعے مارکس اور بورڈ کے دوسرے ممبروں نے ملک بھر میں بکھرے ہوئے کمیونسٹ لیگ کے ممبروں کی سیاسی رہنمائی کی۔ خفیہ لیگ اگرچہ انہوں نے تنظیم کی تھی مگر جرمنی میں مارچ کے واقعات کے بعد یہ بے معنی ہوگئی۔ اخبار نے جرمنی اور اس کی سرحدوں سے باہر جلدی بہت زیادہ مقبولیت حاصل کر لی۔ مارکس اور اینگلز نے اس میں 1948-49 کے ہنگامہ آرا سالوں کے اہم واقعات کا بھرپور سائنسی تجزیہ پیش کیا۔ انہوں نے اس جدوجہد کے لئے نعرے تشکیل دیئے۔ اور انقلابی عمل کے لئے اہم ذمے داریوں کی نشاندہی کی۔ اخبار نے غیر معمولی حوصلے اور جرات کے ساتھ عوام کی امنگوں کو اولین حیثیت دی جوان

دنوں پیرس کی گلیوں، وی آنا، جرمنی اور فرانس کے دیہاتوں اور شہروں میں، اٹلی اور ہنگری میں، چکیوسلویکیہ اور پولینڈ میں لڑ رہے تھے۔ نیوری انشچے زیتونگ پوری طرح مستحق تھا کہ اسے نہ صرف جرمنی بلکہ یورپی جمہوریت کے ترجمان کہا جائے۔

مارکس اور اینگلز کے خیال میں نیور نشچے زیتونگ کا ابتدائی کام یہ تھا کہ وہ اس فریب کا پردہ بے لاگ طریقے سے چاک کرے جو لوگوں میں وسیع طور پر پایا جاتا تھا کہ "مارچ کی لڑائیوں" نے انقلابی کی تکمیل کردی ہے اور اب اس کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ اخبار نے عوام الناس کے سامنے آئے دن اس بات کا اظہار کرتے ہوئے وضاحت کی کہ فیصلہ کن جنگ ابھی باقی ہے۔ اس نے جرمن بورژوازی کی نا قابل اعتبار پالیسی کے بخیے ادھیڑ دیئے اور کہا یہ لوگ "مارچ" کے دنوں کے بعد ریاست کے سربراہ بن گئے اور پروشیا کے جاگیرداری استبدادی ردعمل سے مصالحت کی پالیسی اختیار کرلی۔ مارکس اور اینگلز نے لکھا کہ بورژوازی نے جاگیرداری بقایاجات کی منسوخی کی نظر انداز کر کے کسانوں کو دھوکا دیا ہے۔ اخبار نے بورژوازی کی اس لیے بھی مذمت کی کہ اس نے لوگوں کے ساتھ اپنے رویے میں جبر کی روائتی پالیسی برقرار رکھی۔ بہر حال جو قوم بھی ترقی پسندی اور جمہوری مقصد کے دفاع کے لئے کروٹ لے کر جاگ رہی تھی اس نے نیور نشچے زیتونگ کو اپنا سچا اور اولین مددگار پایا۔

اخبار نے فرنیکوٹ اور برلن کی قومی اسمبلی کے نمائندوں کی پارلیمانی مخبوط الحواسی پر طنز بھرے انداز سے ملامت کی جو مستقل کے انقلابی عمل پر مائل ہونے کی بجائے کھوکھلی بحثوں پر وقت ضائع کرتے رہتے تھے۔

مارکس کا خیال تھا کہ انقلاب کی حقیقی کامیابی کے لئے نہایت ضروری شرط

لوگوں کی انقلابی آمریت کا قیام ہے۔ بقول مارکس اور اینگلز ''کسی انقلاب کے بعد ریاست کی ہر ہنگامی تنظیم کے لئے آمریت ناگزیر ہے اور خصوصاً ایک طاقتور آمریت۔'' اس نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ انقلاب دشمنوں سے سختی سے نپٹیں جو تاریخ کا دھارا واپس موڑنے کے ارادے سے اپنی قوتیں دوبارہ مجتمع کر رہے تھے۔ اس نے انقلاب میں پرولتاریہ کے لئے خصوصی اور اہم رول تفویض کیا۔ وہ چاہتا تھا کہ جرمن مزدور طبقہ عام جمہوری نظام میں نہایت مضبوط اور سرگرم حصہ بن جائے اس نے رے گاٹ شاک (جو کولون کی مزدور لیگ کا چیرمین تھا) کے ''سچے سوشلسٹ'' کے فرقہ وارانہ نقطہ نظر پر ملامت کی جو ساخت میں بہت جدید اور حقیقت میں موقعہ پرست تھا۔ اسی طرح اس نے ایس بون (جو پہلے برلن مزدور سوسائیٹی کا رہنما تھا اور بعد میں مزدور بھائی چارے کا علمبردار بن بیٹھا) کی مصلحانہ پالیسی کو بھی رد کیا جس کے غلط ہتھکنڈوں نے مزدوروں کا رُخ بورژوا جمہوری انقلاب کے بڑے کاموں سے بے سمت کر دیا تھا۔ نیو رنیشے زیتونگ کا خصوصی پرولتاریہ نواز رویہ جون 1948 میں پیرس میں مزدوروں کی بغاوت کے دوران اور زیادہ نمایاں ہوگیا۔ مارکس نے اس شورش کی تاریخی اہمیت کی بڑی قدر دانی کی اور اسے بورژوازی اور پرولتاریہ کے مابین اولین خانہ جنگی قرار دیا۔ اس نے باغیوں کی بے مثال بہادری کی ستائش کی اور ربورژوا جوابی انقلاب کی درندگی پر غضبناک لعن طعن کی۔ فرانسیسی پرولتاریہ کی شکست کے بعد جب یورپ کے دوسرے ملکوں میں بھی جوابی انقلاب نے سر اٹھانا شروع کر دیا۔ مارکس اور اینگلز نے عوام کو اکٹھا کرنے کا دلیرانہ اقدام کیا۔ مارکس نے رائن لینڈ میں جمہوری سوسائیٹیوں کی علاقائی کانگرس میں سرگرم حصہ لیا جو اگست 1848 میں کولون میں ہوئی۔ کانگرس

نے پہلے کی منتخب شدہ 'ہنگامی علاقائی کمیٹی' کی متفقہ طور پر تصدیق کی، جس کا مارکس سرکردہ ممبر تھا۔ اگست کے آخر میں مارکس وی آنا اور برلن گیا تا کہ ترقی پسند مزدوروں اور بائیں بازو کے جمہوریت پسندوں سے رابطہ قائم کرے اور انہیں پروشیا اور آسٹریا کی بادشاہیوں کے خلاف ایک زیادہ مستحکم جد وجہد کے لئے ابھارے۔اس سفر ایک اور دوسرا مقصد نیو رنشچے زیتونگ کے لئے مالی امداد فراہم کرنا تھا۔وی آنا میں قیام کے دوران مارکس نے آسٹریا کی جمہوری اور مزدور تنظیموں کے لیڈروں سے بات چیت کی۔اس نے وی آنا جمہوری سوسائیٹی کی مجلس میں شرکت کی اور مزدور لیگ کو خطاب کرتے ہوئے مغربی یورپ کے سماجی رشتوں مزدوری اور سرمایہ کے مسائل پر اظہار خیال کیا۔

کولون سے واپس پر مارکس اور ایڈیٹوریل بورڈ کے دوسرے ممبروں نے اپنے آپ کو جوابی انقلابی جارحیت کے خلاف مزاحمتی تنظیم بنانے کے لئے وقف کر دیا۔13 ستمبر 1848 کو نیوری انشے زیتونگ کی سرپرستی میں فرنیکو پلائز پر ایک عوامی اجلاس منعقد ہو چکا تھا۔ جس میں عوامی تحفظ کے لئے ایک کمیٹی کی گئی۔منتخب ہونے والواں میں مارکس اور اینگلز بھی تھے۔اس اجتماع کے سامعین میں ''جرمنی کی کمیونسٹ پارٹی کے مطالبات'' کی کاپیاں تقسیم کی گئیں۔17 ستمبر کو نیوری انشچے زیتونگ اور کولون ورکرز لیگ کی ملی جلی سرپرستی میں ایک جلسہ عام کولون کے قریب وارنگن میں منعقد ہوا جس میں ہزاروں مزدوروں اور کسانوں نے شرکت کی۔ فرنیکفرٹ میں شورش کے بارے میں عوامی تحفظ کمیٹی کولون نے 20 ستمبر کو ایک اور جلسہ عام کا انعقاد کیا۔

رائن لینڈ میں عوامی تحریک کی زوردار پیش قدمی اور نیوری رنشچے زیتونگ کے

تیزی سے بڑھتے ہوئے اثرات سے خوفزدہ ہو کر گورنمنٹ نے اپنی فوجوں کو روک لیا تا کہ موقعہ کا انتظار کیا جائے اور کوئی موزوں بہانہ بنا کر خون کی ہولی کھیلی جا سکے۔ اشتعال دلانے کے لئے 25 ستمبر کو کولون کے مزدور لیڈر گرفتار کر لئے گئے۔ مارکس اور اس کے حامیوں نے صورت حال پر سنجیدگی سے غور کیا اور ناراض عوام کو اس بے وقت اور جزوی شورش سے باز رکھا۔ اشتعال انگیزی بے اثر ثابت ہونے پر پروشیا گورنمنٹ نے ستمبر 26 کو کولون میں مارشل لا نافذ کر دیا۔ عوامی رضا کار فوج کو ہتھیار چھین کر برخاست کر دیا اور متعدد اخباروں کی اشاعت بن کر دی جن میں اول نمبر پر نیوری انشچے زیتونگ تھا۔ ایڈیٹوریل بورڈ کے کچھ ممبروں (جن میں اینگلز بھی تھا) کے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیے گئے اور اس طرح وہ شہر چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ بہر حال کولون میں مارشل لا کے خلاف بڑے پیانے پر احتجاجی مہم کی وجہ سے 3 اکتوبر کو ری انشچے زیتونگ کولون کے کوچہ و بازار میں پھر بک رہا تھا البتہ اس کی اشاعت جاری رکھنے کی خاطر مارکس کو اس اثاثے کی قربانی دینا پڑی جو اسے حال ہی میں اپنے باپ کی طرف سے ورثے میں ملا تھا۔

اینگلز کی رخصت کے بعد مارکس کا زیادہ وقت اخبار کی ایڈیٹری میں صرف ہونے لگا۔ اس نے جمہوری سوسائٹی اور مزدور لیگ میں کام کرنے میں بھی بڑی جان فشانی دکھائی۔ جب سے کولون مزدور لیگ کا چیئرمین مول (اس خیال سے کہ اسے گرفتار کرنے کی دھمکی دی گئی تھی) لندن جانے پر مجبور ہوا اور شیپر Schapper قید میں تھا، کمیٹی نے مارکس سے کہا کہ وہ چیئرمین کا عہدہ قبول کر لے۔ مارکس عارضی طور پر یہ عہدہ قبول کرنے پر متفق ہو گیا اور 16 اکتوبر کو لیگ کے جلسے میں تقریر کرتے ہوئے مزدوروں کو وی آنا میں بغاوت کی صورت

حال سے مطلع کیا۔

'وی آنا کی شکست' کے عنوان سے اپنے مضمون جو 6 نومبر 1848 کو لکھا گیا، مارکس نے بغاوت کی شکست کی وجہ بورژوازی کی سازش بیان کی۔ جوابی انقلاب کے منصوبوں کی قلعی کھولتے ہوئے مارکس نے ان تیاریوں سے بھی آگاہ کیا جو پروشیا کی حکومت ناگہانی انقلاب لانے کے لئے کر رہی تھی۔ اور عوام پر زور دیا کہ وہ قریب الوقوع جارحانہ جوابی انقلاب کے خلاف اپنی جدوجہد انتہائی موثر اور مستقل طریقوں پر استوار کریں۔

جیسے کہ مارکس نے قبل از وقت دیکھ لیا تھا، پروشیا کا ردعمل ظاہر ہوا اور وی آنا میں جوابی انقلاب کی صورت میں ابھرا۔ پروشیا والوں نے چاہا کہ اچانک انقلاب سے صورت حال بدل دیں۔

9 نومبر کو پروشیا کے بادشاہ نے قومی اسمبلی کو برلن سے ایک چھوٹے صوبائی قصبے برینڈن برگ میں تبدیل کرنے کے احکام جاری کئے۔ ایسا کرنے سے یہ ارادہ ظاہر ہوتا تھا کہ اگلا قدم اسمبلی کی منسوخی ہو گا۔ یہ دیکھتے ہوئے مارکس نے پارلیمنٹ کے نمائندوں پر زور دیا کہ وہ وزیروں کو گرفتار کرلیں اور اپنی حمایت کے لئے عوام اور فوج کی طرف رجوع کریں۔

11 نومبر کو سرکردہ عوام کو متحرک کرنے کے لئے مارکس نے ٹیکس دینے سے انکار کا نعرہ بلند کیا اس سے جوابی انقلابیوں کی مالی بنیادیں کمزور ہو جاتیں اور عوام حکمرانوں کا بھرپور مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتے۔ 14 نومبر کو علاقائی کمیٹی نے مارکس کی قیادت میں رائن صوبے کی تمام تنظیموں سے اپیل کی کہ وہ لوگوں پر زور دیں کہ وہ ٹیکس ادا کرنے سے انکار کر دیں۔ عوام الناس کے دباؤ کے تحت 15 نومبر کو

قومی اسمبلی نے ایک معقول قرارداد منظور کی جو 17 نومبر سے قانون بن گئی۔ اس سلسلے میں 18 نومبر کو علاقائی کمیٹی نے ایک دوسری اپیل شائع کی اور زور دیا کہ ٹیکسوں کے نفاذ کی مزاحمت ہر ممکن ذریعے سے کی جائے۔ دشمن کو باز رکھنے کے لئے رضا کار اور عوامی تحفظ کمیٹیاں بنائی جائیں۔ مارکس جورائن صوبے کی تحریک کا روح رواں تھا، اس نے بڑھتے ہوئے جوابی انقلاب کے خلاف جدو جہد کرنے کے لئے عوام کو اکٹھا کرنے میں اپنی بہترین صلاحیتیں صرف کر دیں۔ لیکن قومی اسمبلی اور صرف وہی، تحریک کے ان بکھرے ہوئے حلقوں کو یکجا کر سکتی تھی۔ وہ بھی غیر متحرک قانونی تعرض سے آگے نہ بڑھی۔ اس صورت حال کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جوابی انقلاب والوں نے 5 دسمبر کو قومی اسمبلی توڑ دی اور نا گہانی انقلاب مکمل کر دیا۔

اپنے خیال افروز سلسلہ مضامین "بورژوازی اور جوابی انقلاب" دسمبر 1848 میں مارکس نے جرمنی میں مارچ انقلاب کے تجربوں کا بھرپور تجزیہ کیا اور جرمن بورژوازی کی بزدلی اور غداری پر ملامت کی۔ اب اس نے اپنی امیدیں فرانسیسی پرولتاریہ پر مرکوز کر دیں کہ وہ انقلاب لائے گی اور یورپ میں انقلاب کو نئی تحریک دے گی۔ مارکس کو یورپی انقلاب کے خلاف بڑا خطرہ نہ صرف زار کے روس سے نظر آتا تھا، جو اس زمانے میں یورپ کی قدامت کے لئے شہر پناہ تھا، بلکہ امارت پسند بورژوا انگلینڈ سے بھی۔ مارکس یہ سوچنے میں غلطی پر تھا کہ فرانس میں پرولتاری انقلاب قریب الوقوع تھا اور اس نے سرمایہ داری کے عالم پیری کے بارے میں بھی مبالغے سے کام لیا تھا۔ "لیکن ایسی غلطیاں" جیسا کہ لینن نے لکھا، "انقلابی نظریات رکھنے والی نابغہ روزگار شخصیتوں کی غلطیاں (جنہوں نے تمام دنیا کی پرولتاریہ کو حقیر، عام اور ادنیٰ سطح کے کاموں سے اوپر اٹھانا چاہا اور بلندی تک پہنچایا)

سرکاری وسعت نظر کی فرسودہ دانش سے ہزار گنا زیادہ نجیب، عظیم اور تاریخی طور پر زیادہ بیش قیمت اور سچی ہوتی ہیں۔''

پروشیا کے جوابی انقلاب نے جب اپنے احوال مستحکم کر لئے تو نیو زنشچے زیتونگ کے سٹاف اور مارکس کی ایذا رسانی میں بھی اضافہ کر دیا گیا۔ 7 فروری 1849 کو مارکس اور اینگلز (موخر الذکر جو ابھی سوئٹزرلینڈ سے آیا تھا) عدالت کے سامنے پیش ہوئے۔ ان پر ''حکومت کی نافرمانی'' کا الزام تھا۔ اگلے دن مارکس پھر عدالت میں پیش ہوا۔ اس بار اس پر اور علاقائی جمہوری کمیٹی کے دوسرے ممبروں پر ٹیکس ادا نہ کرنے کی دعوت جاری کرنے اور حکومت کے خلاف سرکشی کرنے کا الزام لگایا گیا۔ اب کہ مارکس نے پہلے دن کی طرح عدالت کے سامنے ملزم کی طرح خطاب نہ کیا بلکہ الزام لگانے کے انداز میں مخاطب ہوا۔ منصفین دونوں مقدمات میں اس کی بے گناہی کا فیصلہ دینے پر مجبور ہو گئے۔

نیو ا نشچے زیتونگ کا جوابی انقلاب کی یورش کے خلاف عوام کو جدوجہد کے لئے اکٹھا کرنے کا واقعی پرولتاری کردار اب زیادہ واضح ہو گیا۔ مارکس کی تصنیف ''اجرت اور سرمایہ'' اپریل 1849 کی پہلی اشاعتوں میں چھپا۔ مارکس نے ''مزدوری اور سرمایہ'' میں (جو اس کی اولین اقتصادی تصانیف میں سے ہے) ان معاشی رشتوں کی کھوج لگائی جو سرمایہ داری سماج میں بنیاد تشکیل کرتے ہیں اور سرمایہ داری نظام کے ہاتھوں محنت کش طبقے کے مکمل افلاس کی واضح تصویر کشی کی۔ اس میں سیاسی معاشیات کے نہایت پیچیدہ مسائل سائنسی تجزیے کا موضوع بنائے گئے ہیں۔ لیکن پھر بھی لکھنے کا انداز ایسا صریح ہے کہ یہ تحریر مزدوروں کی سمجھ میں آئی ہے۔

1949 کی بہار میں محنت کش عوام کی بڑھتی ہوئی سیاسی آگہی اور سیاسی

صورت حال کی تبدیلی کے نقطہ نظر سے مارکس اور اینگلز نے اپنے داؤں پیچ تبدیلی کر دیئے۔مزدوروں نے انقلابی جدوجہد میں سیاسی تجربات حاصل کیئے۔ترقی پسند مزدوروں کے لئے موجودہ نیم بورژوا جمہوری پارٹی بے قاعدہ ہو کر رہ گئی۔ وہ اس سے علیحدہ ہو گئے۔ان کی خواہش تھی کہ وہ ترقی پسندی کی راہ پر قومی پیمانے پر متحد ہوں۔اس کا اظہار جرمنی کے مختلف حصوں میں مزددور یونینوں کی چند کانگرسیں بننے کی صورت میں ہوا۔اس سے ایک خودمختار پرولتاری سیاسی تنظیم بنانے کے مسئلے کو عملی شکل دینا ممکن ہو گیا۔اپریل 1849 کے درمیان مارکس اور اینگلز (اور کولون کی مزدور لیگ جسے وہ چلاتے تھے) نے نیم بورژوازی جمہوریت سے تعلق توڑ لیا اور جمہوری سوسائیٹی چھوڑ دی تا کہ زمانہ حال میں بنائی جانے والی محنت کشوں کی قومی سطح پر بنائی جانے والی تنظیم سے اپنا رابطہ استوار کر سکیں اور اس کو ایسی سیاسی پارٹی میں تبدیل کر سکیں جس کا منشور کمیونسٹوں نے تیار کیا ہو۔"مزدوری اور سرمایہ داری" کی نیور نشچے زیتونگ میں اشاعت ہوئی۔اس اشاعت نے پارٹی کی تشکیل کے سلسلے میں نظریاتی تیاریوں کے لئے ایک اہم کردار ادا کرنا تھا۔مارکس اور اس کے حامیوں نے کمیونسٹ لیگ کے ممبروں سے (جو تمام جرمنی میں پھیلے ہوئے تھے) اپنے رابطے مضبوط کرنے شروع کر دیئے۔اس مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے مارکس نے ویسٹ فیلیا اور جرمنی کے شمال مغربی شہروں کا دورہ کیا۔اور مرکزی اور مشرقی جرمنی میں اپنے نمائندے بھیجے۔

جرمنی میں بہر حال اب بھی انقلاب اور جوابی انقلاب کے سپاہیوں میں آخری مورچے ہو رہے تھے۔ مئی کے پہلے ہفتوں میں 'ڈریسڈن' رائن کے چند قصبے ویسٹ فیلیا فالز اور بیدن بھی فرینکفرٹ آمبلی کے بنائے ہوئے ایک استعماری

دستور کے خلاف باغیانہ مظاہروں کی لپیٹ میں تھے۔ مارکس اور اینگلز اس عوامی شورش کو تقویت دینے کے مشتاق تھے۔وہ چاہتے تھے کہ ان مظاہروں کی قیادت کو جرات مندانہ قیادت میسر ہو جس کی مرکزیت بھی قائم ہو۔انہیں تیز رفتاری حاصل ہو اس کو یورپ کی عام انقلابی جدوجہد کے نقطہ نظر سے منسلک کر کے عمل میں لایا جائے۔اور اس بغاوت کو فرانس اور اٹلی کی نئی انقلابی لہر اور ہنگری میں لڑی جانے والی انقلابی جنگ سے ہم آہنگ کر دیا جائے۔لیکن نیم بورژوا جمہوریت پسندوں نے (جو اس بغاوت کی قیادت کر رہے تھے) ایک بار پھر مستقل انقلابی عمل کے بارے میں اپنی نا اہلی کا ثبوت دیا۔ ان کی بزدلی اور انتہائی تلون مزاجی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پروشیا کی فوجوں نے یکے بعد دیگرے باغیوں کو شکست دے دی۔

بغاوت کے دور افتادہ مراکز کو کچلنے کے بعد جوابی انقلابیوں نے نیو رنشچے سے بھی حساب بے باق کیا۔ پروشیا کی حکومت نے اس نکتے کو لیا کہ مارکس 1845 میں پروشیا کی شہریت رد کر چکا ہے اور جب 1848 کو جرمنی میں واپس آیا تو اس کی سابقہ شہریت بحال نہیں کی گئی تھی۔ گورنمنٹ نے ایک حکم جاری کیا کہ وہ 'غیر ملکی' ہے اور اس نے مہمان نوازی کے اصولوں کی خلاف ورزی کی ہے، لہٰذا اسے ملک بدر کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹوریل بورڈ کے دوسرے ممبروں کے خلاف بھی قانونی کاروائی کی گئی۔ ان اقدام کا مطلب تھا اخبار کا خاتمہ۔ اس کی آخری اشاعت مئی 1849 میں سرخ سیاہی سے کی گئی۔ اس میں ایڈیٹوریل بورڈ نے کولون کے محنت کشوں کو الوداع کہی تھی۔جس کے آخری الفاظ تھے _ آپ کو الوداع کہتے ہوئے نیو رنشچے زیتونگ کے ایڈیٹر آپ کی حمایت کا شکریہ ادا کرتے ہیں ان کا آخری بیان ہمیشہ اور ہر جگہ ہوگا "محنت کش طبقے کی نجات"۔

جنوب مغربی جرمنی میں مختصر قیام کے بعد، فرانس میں انقلاب کے پھر جی اٹھنے کی پیش بینی کے پیش نظر، مارکس پیرس کے لئے روانہ ہو گیا۔ اینگلز جو پالا ٹینا ٹے چلا گیا جہاں انقلابی اور جوابی انقلابی قوتوں میں اب بھی لڑائی جاری تھی۔ وہ ویلچ کے رضا کارانہ دستے میں شامل ہو گیا اور جوابی انقلابی طاقتوں کے خلاف چار مقابلوں میں حصہ لیا۔

پیرس میں مارکس نے فرانسیسی جمہوریت پسندوں اور محنت کشوں کی سوسائٹیوں سے اپنے تعلقات میں تجدید کی اور انہیں وسیع کیا۔ 13 جون 1849 کو فرانسیسی نیم بورژوا جمہوریت پسندوں کی ناکام بغاوت کے بعد گورنمنٹ نے مارکس کے خلاف ملک بدری کے احکام جاری کئے۔ اس سے اس کی زندگی کا ایک اور مرحلہ شروع ہوا اور وہ 24 اگست کو لندن کے لئے روانہ ہو گیا جہاں اینگلز اور لیگ کی سنٹرل کمیٹی کے دوسرے ممبر جلد ہی اس سے آملے۔ اس وقت سے لے کر مارکس کی زندگی میں (ایک جلاوطن کے طور پر) ایک نئے مرحلے کا آغاز ہوتا ہے جو اس کی موت تک جاری رہا۔

"1848_49 کے انقلابوں کی شکست اس انوکھی صورت حال کی وجہ یہ تھی تاریخ کے اس عہد میں جب بورژوا جمہوریت پسندوں کا انقلابی کردار (یورپ میں) پہلے ہی دم توڑ رہا تھا۔ جب کہ سوشلسٹ پرولتاریہ کا انقلابی کردار ان تک پختہ نہیں ہوا تھا۔ (لینن)

انقلاب کے ان سالوں میں، مارکس کی ذہانت، اس کی بے پناہ قوت، نا قابل شکست ارادہ اور جانثاری اور پرولتاریہ مقاصد کیلئے سپاہیانہ جذبہ کا اظہار تمام طبقوں کے مفاد کے لئے ایک مخصوص قوت سے ہوا۔ تاریخ میں پہلی بار ایک

انقلابی لیڈر اپنی پالیسی سائنسی بنیاد پر استوار کر رہا تھا۔ 49_1848 کے انقلاب نہ صرف مارکسزم کی پہلی تاریخی آزمائش تھے بلکہ انہوں نے اس کی مزید ترقی اور زرخیزی کے لئے ایک طاقتور ذریعہ بھی مہیا کر دیا۔

(4) انقلاب کے اسباق کا خلاصہ

انقلاب کی اس ناکامی کے باوجود مارکس کے غیر متزلزل یقین میں اپنے مقصد کی راستی اور عظمت کے بارے میں ایک لمحے کے لئے بھی لغزش نہ آئی۔ جس کے لئے اس نے اپنی زندگی وقف کر دی تھی۔ اس نے کسی قسم کی کوئی ابتری نا امیدی اور بے یقینی محسوس نہ کی جو اس زمانے کے نیم بورژوا جمہوریت پسند لیڈروں میں عام پائی جاتی تھی۔ مارکس نے اپنی قسمت کی مصیبتیں اور سختیاں کمال مستقل مزاجی سے برداشت کیں جب وہ اور اس کا خاندان غریب الوطن تھا اور ایک پیسہ بھی ان کے نام نہیں تھا۔

لندن میں مارکس نے فوری طور پر رسالہ نیورنشے زیتونگ پولی ٹیچ روکنور یویو کے اجرا کی تیاریاں شروع کر دیں۔ 1850 کے زمانے کی چھ کاپیاں جو ہمبرگ میں چھپی تھیں ان کے مضامین میں مارکس اور اینگلز نے فرانس اور جرمنی کے 49_1848 کے انقلابات کے نتائج کا اجمال بیان کیا تھا۔

1849 کے اواخر تک کمیونسٹ لیگ کی سنٹرل کمیٹی نے پھر سے اپنی سرگرمی شروع کر دی۔ 1850 میں مارکس اور اینگلز "سنٹرل کمیٹی کا کمیونسٹ لیگ کے نام خطاب" اس کی تمام شاخوں کے نام مشتہر کر کے ماضی کے اسباق اور ایک دوسرے انقلاب کے امکان کا تجزیہ کیا اور اس آئندہ انقلاب کے لئے پرولتاری پارٹی کے داؤں پیچ کا خاکہ پیش کیا۔ اس خطاب میں وہ ان عظیم نتائج تک پہنچے کہ

1848_49 کے انقلاب سے مختلف آئندہ انقلاب میں محنت کش پارٹی کو ''حتمی طور پر نہایت منظم ہو کر کام کرنا ہو گا۔ انتہائی یک جہتی اور بہت زیادہ خود دارانہ طرز اپنانا ہو گا۔ جب کہ نیم بورژوازی طاقت کی باگ دور سنبھال کر جتنی جلدی ممکن ہو انقلابی عمل کو ختم کرنے کی سعی کرے گی۔ لیکن محنت کش پارٹی کا کام ہو ہو گا کہ'' انقلاب کو مستقل بنائے__ ہمارا مطمحِ نظر نجی ملکیت میں ردو بدل نہیں ہو گا بلکہ اس کا خاتمہ ہو گا۔ ہمیں طبقاتی تضادات کو ہموار نہیں کرنا ہے بلکہ طبقات کو ختم کرنا ہے۔ ہمارا مقصد موجودہ معاشرے کی اصلاح نہیں، بلکہ نئے معاشرے کی بنیادیں رکھنا ہے۔'' مستقل انقلاب کا تصور جس کا خاکہ نیو رنشچے زیتونگ میں پہلے بھی چھپ چکا تھا 'خطاب' میں پوری طرح اجاگر کیا گیا۔ یہ تصور لینن کے نظریئے بورژوا جمہوری انقلاب سے سوشلسٹ انقلاب کی تعمیر میں مزید مستحکم ہوا۔ جس کی شاندار تصدیق 1917 کی انقلابی جنگوں اور عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی فتح کے موقعہ پر ہوئی۔

1850 کی پت جھڑ میں مارکس اور اینگلز اس پر پہنچے کہ نئی صورت حال نے (جب معاشیات کے احیا، اور ردعمل کے پھیلاؤ) کسی فوری انقلاب کے امکان کو غیر متعلق قرار دے دیا ہے۔ انہوں نے ان حالات کا سنجیدگی سے جائزہ لیا اور زور دیا کہ پارٹی کے داؤ پیچ پر نظر ثانی کی جائے اور جد و جہد کے طریقے بدل دیے جائیں۔ نئی صورت حال ترقی پسند طاقتوں کا ایک صبر آزما اور جعت پسندانہ اتحاد چاہتی ہے تا کہ مستقبل کے انقلاب کے لئے باقاعدہ تیاریاں ہوسکیں بہر حال لیگ کے چند ممبروں نے اے ولیچ اور کے سکیپر کی قیادت میں (معروضی تاریخی حالات کو نظر انداز کرتے ہوئے) جرمن مسلح بغاوت کی ناعاقبت اندیشانہ تجاویز پیش کیں۔

مارکس نے سنٹرل کمیٹی کی میٹنگ 15 ستمبر 1850 میں ان کے مفسدانہ، فرقہ وارانہ، اور خودسرانہ طریق کار پر تنقید کی اور ان کے اس قسم کے بے دھڑک ''انقلابی کھیل''، میں مضمر خطرات اور نقصانات کی نشاندہی کی۔ مارکس کو اگرچہ سنٹرل کمیٹی کے ممبروں کی اکثریت کی حمایت حاصل تھی، اس نے لیگ کے اتحاد کو محفوظ رکھنے کی ہر کوشش کی مگر اس کے باوجود ولیم سکیپر گروہ دو حصوں میں بٹ گیا۔ سنٹرل کمیٹی کو انتہائی بائیں بازو کے فرقہ وارانہ عناصر کی انتشار پسندانہ سرگرمیوں سے بچانے کے لئے اس کے صدر دفتر کو لندن سے کولون تبدیل کر دیا گیا۔

مارکس نے کمیونسٹ لیگ میں اپنی سرگرمی جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ انقلاب 1845-49 کے تجربات پر نظریاتی درجہ بندی کرنے میں بھی بیشتر وقت صرف کیا جس کے لئے اس نے اپنی متعدد تصانیف نذر کی تھیں۔ 1848-1850 تک فرانس میں طبقاتی جدوجہد (1850)۔ اور لوئس بونا پارٹ کا اٹھارواں برومیئر (1852)۔ ان تصانیف میں مارکس نے مقرونی تاریخی واقعات کا مطالعہ کرنے کے لئے آب وتاب سے تاریخی مادیت کا استعمال کیا۔ اس نے تجزیہ نگار کی تکمیل کو نمایاں ادبی ذہانت سے، اور سائنسدان کی سائنسی معروضیت کو سیاسی جنگجو کی انقلابی گرمجوشی سے ملا دیا۔ پرولتاریہ اور عوامی مزدوروں نے انقلاب کے متلاطم دنوں میں جو لڑائی شروع کی تھی جب تاریخی عمل میں عوام کی سرگرمی، ابتدائی کاروائی اور تخلیقی کردار اپنے عروج پر تھا مارکس نے ان تجربات کی تعمیم کرتے ہوئے اپنے نظریہ کو نئے اور انتہائی اہم نتائج سے مالا مال کر دیا۔ یہ نتائج زیادہ تر دو مسائل سے تعلق رکھتے تھے: پرولتاریہ اور کسانوں کے مابین تعلق اور پرولتاریہ کا حکومت کے ساتھ رویہ۔

انقلاب فرانس کے تجربہ اور خاص طور پر پرولتاریہ کی جولائی 1848 کی شورش کے تجربہ نے مارکس کو قائل کر دیا کہ جب تک کسان عوام سرمایہ داری نظام کے خلاف اٹھ کھڑے نہیں ہوتے، جب تک وہ پرولتاریہ کا ساتھ نہ دیں اور اس کو اپنا رہنما تسلیم نہ کریں، مزدور طبقہ بورژوا نظام کو تباہ نہیں کر سکتا۔ کسانوں کی دوہری ساخت کا تضاد واضح کرتے ہوئے جو محنت کش لوگ تھے اور ساتھ ساتھ ملکیت بھی رکھتے تھے، مارکس نے دکھایا کہ کسانوں کو ان کی اغراض کا صحیح شعور شہری پرولتاریہ کا ساتھی بنا دے گا۔ ''کسان اپنا قدرتی ساتھی اور رہنما شہری پرولتاریہ کو پاتے ہیں جن کا فرض منصبی بورژوا نظام کو الٹنا ہے۔'' اس اہم نتیجے کا اظہار مارکس نے اینگلز کے نام اپنے ایک خط میں کیا، (اپریل 16، 1865): ''جرمنی میں تمام امور کا انحصار اس امکان پر ہوگا کہ پرولتاری انقلاب کی پشت پر کوئی ایک دوسرا دور کسانوں کی جنگ کا ہو' مارکس کا یہ تابناک نقطہ نظر لینن کے نظریہ سوشلسٹ انقلاب میں مزید واضح کیا گیا ہے۔ تمام بورژوازی کے خلاف یہ انقلاب صرف پرولتاریہ کے ہاتھوں تکمیل کو نہیں پہنچے گا، بلکہ پرولتاریہ رہنما طبقہ ہوگا جس کے ساتھی آبادی کے لاکھوں نیم پرولتاری اور محنت کش عناصر ہوں گے جن کا استحصال ہوتا ہے۔

1848-49 کے انقلابات کے وسیع سیاسی تجربے نے مارکس کو ریاست کے متعلق تعلیمات کو ترقی دینے اور مستحکم کرنے کے قابل بنایا۔ ''فرانس میں 1848-50 کی طبقاتی جدوجہد'' میں مارکس پہلی بار کلاسیکل ترکیب ''پرولتاریہ کی آمریت'' استعمال کرتا ہے۔ وہ دکھاتا ہے کہ سائنسی سوشلزم بورژوا سوشلزم کی مختلف قسموں نیم بورژوا اور خیالی سوشلزم سے حتمی طور پر مختلف ہے۔ یہ اعلان ہے انقلاب کی پائیداری کا اور پرولتاریہ طبقہ کی آمریت کا۔ جو تمام طبقاتی امتیازات کی منسوخی کا

عبوری نقطہ ہے، جس سے وہ تمام پیداواری رشتے بھی ختم ہو جائیں گے جن پر اس طبقاتی نظام کا دارمدار ہے۔ وہ تمام معاشرتی رشتے بھی منسخ ہو جائیں گے، ان تمام معتقدات میں بھی انقلاب آجائے گا جو ان معاشرتی رشتوں سے جنم لیتے ہیں۔ پرولتاریہ کے ریاست کے بارے میں رویے کی وضاحت کرتے ہوئے مارکس اپنی کتاب ''لوئس بوناپارٹ کا اٹھارھواں انقلابی مہینہ'' میں بتاتا ہے کہ پچھلے انقلابات نے پرانی ریاستی مشین کو اور مکمل کیا ہے اور مزید مضبوط بنایا ہے اور اس کی نوکرشاہی اور فوجی سازوسامان کو استحصال ہونے والے عوام الناس کے خلاف جبر کا طاقتور ہتھیار بنا دیا ہے۔ پرولتاری انقلاب کا نصب العین پرانی ریاستی مشنری کو توڑنا پھوڑنا اور برباد کرنا تھا لیکن ''تمام انقلابات نے اس مشنیری کو توڑنے کی بجائے اور مکمل کیا ہے'' لینن نے کہا ہے کہ ''مارکس کے نظریہ ریاست میں یہ نتیجہ بہت اہم اور نہایت بنیادی نکتہ ہے۔''

مارکس نے اپنی ریاستی تعلیمات اور پرولتاریہ کی آمریت کو جو اہمیت دی، اس کا عکس وے ڈی میئر کے نام ایک خط دیکھ جا سکتا ہے جو اس نے 5 مارچ 1852 کو لکھا تھا۔ وہ کہتا ہے ''جہاں تک میری بات ہے میرا اعتبار اس وجہ سے نہیں کہ میں نے جدید معاشرے میں طبقات کا وجود دریافت کیا، نہ ان کے درمیان پائی جانے والی کشمکش کی بنا پر۔ مجھ سے بہت بورژوا مورخین نے اس طبقاتی کشمکش کی تاریخی نشوونما کے بارے میں بیان کیا تھا اور بورژوا ماہرین اقتصادیات نے ان طبقات کا معاشی تجزیہ بھی پیش کیا تھا۔ میں نے جو نیا کام کیا وہ یہ ثابت کرنا تھا:

1۔ کہ طبقات کا وجود صرف پیداواری نشوونما کی خصوصی تاریخی حالتوں سے بندھا ہوا ہوتا ہے۔

2 ۔ کہ طبقاتی کشمکش کا نتیجہ لازمی طور پر پرولتاریہ کی آمریت صورت میں نکلتا ہے۔

3 ۔اور صرف پرولتاریہ کی یہ آمریت وہ عارضی دور تشکیل دیتی ہے جس سے تمام طبقات مٹ جاتے ہیں اور ایک غیر طبقاتی معاشرہ جنم لیتا ہے''

اس طرح پرولتاریہ اور مزدور عوام الناس کی انقلاب کے سالوں کے دوران جدوجہد کا تجربہ پرولتاریہ کے آیندہ انقلابی نظریہ کے لئے بار آور ذریعہ بنا۔ یہ پرولتاری پارٹیوں کی جنگی حکمت عملی اور داؤں پیچ کی بنیادوں کی تاریخی بنیاد بنا۔ پیرس میں جون کی بغاوت اور 1848 میں جنوب مغربی جرمنی کی مئی کی بغاوت سے نظریاتی نتیجے نکال کر مارکس اور اینگلز نے بتا کہ انقلابی جدوجہد ایک سائنس بھی ہے اور فن بھی۔

1848_49 کے انقلابات کے تجربہ کی نظریاتی تعمیم کرنے کے علاوہ انہوں نے ترقی یافتہ محنت کشوں کو دوبارہ تربیت دینے اور کمیونسٹ لیگ کو طاقتور بنانے اور آئندہ انقلاب کے لئے پرولتاریہ کو تیار کرنے کی جدوجہد شروع کر دی۔ لیگ، جس کی قیادت اس وقت مارکس کے ہاتھوں میں تھی، پروشیا کی حکومت کو پریشان کر دیا۔ مئی 1851 میں پروشیا پولیس نے اس کی سرگرمیوں کو ختم کرنے کی ایک کوشش کی اور چند قصبوں سے کچھ مزدوروں کی گرفتار کرلیا۔ اور مخبروں کی اطلاعات کی بنیاد پر اور بدنیتی سے تیار کی ہوئی ''دستاویزں'' کی آڑ لے کر کولون کے کمیونسٹوں کے خلاف ایک مقدمہ تیار کرلیا۔ مارکس نے اپنی تصنیف وتالیف کا کام چھوڑ کر ان دستاویزوں کا کھوٹ ثابت کرنے اور اپنے پارٹی ممبروں کی مدد کرنا چاہی۔ لیکن وہ پہلے ہی مجرم قرار دیئے جا چکے تھے کیونکہ وہ بے سہارا انقلابی پرولتاریہ کی نمائندگی

کرتے تھے۔ انہیں ایک عدالت کے سامنے پیش کیا گیا جس نے حکمران طبقہ کے مفادات کی حمایت کی اور انہیں جیل بھیج دیا۔ اپنے رسالے ''کولون کمیونسٹوں کے مقدمہ کے انکشافات'' میں مارکس نے پروشیا حکومت اس کی پولیس اور عدالت کی جعل سازیوں کا پول کھول کر رکھ دیا۔ مگر کچھ ممبروں کی گرفتاری کے ساتھ ہی اس خطے سے مارکس اور اینگلز کا رابطہ منقطع ہوگیا۔ اور جرمنی میں اس تنظیم کا وجود فی الواقع ختم ہوگیا۔ نومبر 1852 میں مارکس اور اینگلز کی تجویز پر کمیونسٹ لیگ کے خاتمے کا اعلان کردیا گیا۔

محنت کش عوام کو آئندہ کی انقلابی جنگوں کے لئے تعلیم دینے اور تیار کرنے کے لئے انقلابی نظریے کی ترویج جاری رکھی۔

5

مزاحمت کے سال

1848_49 کے سالوں کی شکست کے بعد یورپ میں ردعمل شروع ہوگیا۔ انقلابی تنظمیں تباہ کردی گئیں اور محنت کش طبقہ کے بہت سے رہنماؤں کو جیلوں میں ڈال دیا گیا یا ترک وطن پر مجبور کردیا گیا۔ یہ مارکس کی زندگی کا انتہائی مشکل دور تھا۔ دشمنوں نے اس پر الزام تراشی کی اور مالی مجبوریوں نے اسے بے حال کردیا۔ رسائل اور اخبارات جو جماعتیں اور یونیورسٹیوں کے سربراہ شائع کررہے تھے ان تمام کے دروزے اس روشن خیال مفکر اور انقلابی پر بند تھے۔ لیکن اس کا اپنے مقاصد کی صداقت پر غیر متزلزل اعتماد، اس کی ناقابل شکست رجائیت جو معاشرتی نشوونما کے معروضی قوانین کے سائنسی شعور سے پھوٹتی تھی اس کی روح اور زندہ دلی نے مارکس کو کبھی افسردہ اور بددل نہ ہونے دیا۔

اس نے ان مشکل سالوں میں اپنے بے غرض اور عالی ظرف دوست اینگلز سے بہت مدد اور تعاون پایا۔ 1850 میں اینگلز نے مانچسٹر میں رہائش اختیار کر لی اور اس شہر کے ایک دفتر میں ملازمت اختیار کر لی۔ اس نے مارکس کے اہل وعیال کی گذر اوقات کے اخرجات کا معتد بہ حصہ اپنے ذمے لے لیا۔ دونوں دوست اکثر نجت کی اس بوقلمونی کا شکوہ کرتے تھے جس نے انہیں ایک دوسرے سے علیحدہ ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ اور ان یادگار دنوں کو یاد کرتے تھے جب وہ نیوراکشی سے زیتونگ کیلئے کام کرتے اور قہقہے لگاتے تھے۔۔۔

وہ تقریباً ہر روز دوسرے کو لکھتے ۔لینن نے اس خط وکتابت کی نہایت اہم حیثیت کا حوالہ دیتے ہوئے اس کے بنیادی نکات کی وضاحت مندرجہ ذیل الفاظ میں کی ہے: " اگر کوئی کوشش کرے کہ اس خط وکتابت کی حقیقت ایک لفظ میں بیان کر دے تاکہ متن واضع ہو جائے ، تو اس بحث ومباحثہ اور زور بیان کا بنیادی جھکاؤ جس نکتہ پر رہا وہ لفظ جدلیات ہوگا۔ مادی جدلیات کا اطلاق کر کے سیاسیات اور معاشیات کی بنیاد بدلنا اور ان کو نئی شکل دینا۔ اور پھر اس کا اطلاق تاریخ، قدرتی سائنس، فلسفہ اور محنت کش طبقہ کے طرز عمل اور داؤ پیچ پر کرنا ــــ یہ وہ موضوع تھا جس پر میں مارکس اور اینگلز کو انتہائی دلچپی تھی اور انہیں تحریروں کی بنا پر انہوں نے انقلابی نظریہ کی تاریخ میں اپنی ماہرانہ جدت فکر کے نئے باب مرتب کئے"۔

اس سیاسی جمود کے دور میں مارکس نے پیشہ ور انقلابیوں کی تربیت کا کام جاری رکھا۔ اور انگلستان جرمنی فرانس یوایس اے اور دوسرے ملکوں میں اپنے معاونین سے رابطہ قائم رکھا۔

لیکن اب وہ اپنی تعلیمات کو مزید وسعت دینے کے لئے اپنے آپ کو پوری

طرح وقف کرنے کا متحمل ہوسکتا تھا۔اس نے مروجہ تاریخی تجربے کی تعمیم کی۔اور علم کے ہر شعبے میں کیئے جانے والے نئے اقدام کا خیر مقدم کیا۔سائنس میں کئی بڑی ایجادوں کی اہمیت کو اس نے نہایت بصیرت اور عالی نگاہی سے خوش آمدید کہا۔ان میں خاص طور پر ڈارون کی کتاب ''Origin of Species'' شامل ہے۔ مارکس نے اینگلز کو لکھا، ''یہ کتاب ہمارے نظریے کو ایک قدرتی تاریخی بنیاد مہیا کرتی ہے۔''اس طرح اس نے پہلے بھی مختلف زمانوں اور قوموں کی تاریخ میں گہری دلچسپی لی اور اپنے مطالعے سے بہت سے اہم نظریاتی مسائل حل کیے تھے۔

پچاس اور ساٹھ کی دہائیوں میں مارکس کی سائنسی تحقیقات کا سب سے بڑا میدان سیاسی معاشیات رہا۔جب کہ 1848 سے پہلے اس نے اپنے آپ کو زیادہ تر فلسفیانہ مسائل کے لئے وقف کئے رکھا۔اور سائنسی اشتراکیت کی فلسفیانہ بنیادوں کی تشریح کرتا رہا۔ اور 1848-49 میں سیاسی نظریات اور پرولتاریہ کی حکمت عمل اور داؤں پیچ کی تشریح کرتا رہا۔پچاس اور ساٹھ کی دہائیوں میں اس نے معاشی استفسارات کو اولیت دی۔جلا وطنی میں زندگی کی سختیوں کے باوجود مارکس نے انگلینڈ کو اس وقت کا نہایت ترقی یافتہ سرمایہ دار ملک پایا۔یہ جگہ سرمایہ دارنہ اقتصادیات کے مطالعہ کے لئے نہایت موزوں تھی اس نے برٹش میوزیم لائبریری میں اپنی تحقیقات کے لئے مواد کا ایک وسیع خزانہ دریافت کیا جہاں وہ تقریباً ہر روز نو بجے صبح سے سات بجے شام تک کام کرتا۔ اس کی انتہائی سائنسی باریک بینی اور اپنے ساتھ بھی بے لاگ تنقیدی رویے نے اُس اس سطح تک پہنچایا کہ اس نے فی الواقعی حقائق کے کوہ گراں سر کر لئے۔اور اگر کوئی نیا نکتہ اُٹھ کھڑا ہوتا تو اسی مسئلے کو بار بار دہراتا تھا۔جہاں تک اقتصادیات کا تعلق ہے اس نے صنعت و حرفت کی تاریخ،

زرعی کیمیا، ارضیات، ریاضی اور دوسرے مضامین کا مطالعہ کیا۔

مارکس کا خیال تھا کہ وہ کتاب سرمایہ کی تین جلدوں کا کام 1851 تک کر لئے گا لیکن اس نے اپنے آپ پر جو بڑے بڑے فرائض عاید کر رکھے تھے اور وہ شدید حالات جن میں ان تجاویز پر عمل نہ کر سکا۔تب کہ اینگلز ایک دفتری بابو کے طور پر واجی سی تنخواہ پا رہا تھا وہ مارکس کی زیادہ مدد نہ کر سکا۔کئی بار مارکس کو اپنا کپڑوں کا واحد سوٹ گروی رکھنا پڑا۔اور خود گھر کا قیدی ہو کر رہنا پڑا۔کئی ہفتے ایسے بھی پورے قبیلے کو صرف روٹی اور آلو پر گذر کرنی پڑی۔

لندن کے اولین سالوں میں مارکس اور اس کی بیوی کو اپنے تین بچوں سے ہاتھ دھونا پڑتے۔خاص طور پر سنگین دھچکا ان کے اکلوتے بیٹے ایڈگر کی موت تھا۔ آٹھ سال کا بچہ، جس کو گھر میں مسیح کے نام سے پکارا جاتا تھا۔اپنے بیٹے کی تجہیز و تکفین کے بعد مارکس نے اینگلز کو لکھا۔

''میں نے بہت سی بدقسمتیاں دیکھی ہیں لیکن صرف اب کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ حقیقی بدقسمتی کیا ہے! میں نے تمہاری دوستی سے حوصلہ پایا اور اس امید ے تقویت حاصل کی ہم دونوں دنیا میں اب بھی کچھ مفید کام کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

لیکن مارکس کی نجی زندگی میں صرف دکھ اور پریشانی ہی نہیں تھی۔مارکس کا یہ خانوادہ خاص طور پر خوش باش گھرانہ تھا۔خاوند اور بیوی ایک دوسرے کو ٹوٹ کر چاہتے تھے اور اس کی 'جینی' نہ صرف اپنے خاوند کے مقدر، کاوش اور تگ و دو میں شامل تھی بلکہ تینوں میں بھرپور آگہی 'سرگرمی اور دھن سے حصہ لیتی تھی۔محبت اور دوستی نے اس خاندان کے افراد کو ایک خوشگوار اکائی بنا رکھا تھا۔حبشی __ جیسا کہ اس کے دوست اور عزیز مارکس کو اس کے سیاہ بالوں کی وجہ سے کہتے تھے __ اپنے بچوں

کا بہترین دوست تھا۔ جب اس کی بیٹیاں جینی، لارا اور ایلی رے نور (پیدائش 1844, 1845, 1851) بڑی ہو گئیں، اس نے ان کو انسانی کلچر کی دولت سے شناسا کیا۔ مارکس جو ادبیات کا شاندار اوراک رکھتا تھا، خاص طور پر ہومر، اسکائلس، شیکسپیئر، فیلڈنگ، ڈینٹے، سروینٹیز، ڈیڈیرو اور بالزک کا رسیا تھا، اس نے اپنے بچوں کو ہزار داستان اور کئی کتابیں پڑھائیں۔ ہومر اور بہت سا شیکسپیئر پڑھایا جس کا پجاری سارا گھر تھا۔ ایلی نور مارکس لکھتی ہے " انسانی فطرت کے متلاشیوں کو یہ بات عجیب نہیں لگے گی کہ یہ شخص، جو ایسا جنگجو تھا کیا اس قدر سراپا مہربانی اور نرم خو بھی ہو سکتا تھا۔ وہ پا لیں گے کہ اس کی نفرت میں یہ شدت صرف اس لئے تھی کہ وہ اتنی گہرائی سے محبت کر سکتا تھا کہ اگر اس کا پر زور قلم ایک روح کو جہنم میں اتنے ہی یقین سے قید کر سکتا تھا جیسے ڈینٹے نے اپنے تئیں کیا، تو یہ اس لئے تھا کہ وہ انتہائی سچا اور ملائم تھا اور یہ کہ اگر اس کا جلا کٹا مذاق تیزاب کی طرح جلا سکتا تھا تو وہی مذاق تکلیف زدوں اور آفت کے ماروں کے لئے مرہم بھی بن جاتا تھا۔ مارکس کے ہاں زیادہ تر آنے والے مہمانوں نے ہیلینی ڈی متھ کی مہربانی اور خوبصورت یادوں کو محفوظ رکھا جو ان کی گھریلو ملازمہ تھی اور ان کی خوشیوں اور غموں میں خاندان کے ایک فرد کی طرح برابر کی شریک تھی۔ مارکس کے اہل خانہ بھی اپنے جانثار دوستوں سے بہت خوش ہوتے تھے۔ ان میں سے اینگلز ہمیشہ سب سے بڑھ کر مرغوب رہا۔

اگست 1851 میں مارکس نے نیو یارک کے روزنامہ ٹریبیون کی پیش کش قبول کر لی اور یورپ میں اس کا نمائندہ خصوصی بن گیا۔ یہ امریکہ کا نہایت مشہور اور ترقی پسند اخبار تھا۔ لیکن ان ہی دنوں اپنی کتاب سیاسی معاشیات کی تیاری میں معروف ہونے کی وجہ سے اس نے اینگلز سے کہا کہ وہ اخبار کے لئے جرمنی پر ایک

سلسلہ مضامین لکھے۔ اس طور پر نیو یارک کے روزنامہ ٹریبیون نے اینگلز کا مشہور مقالہ ''جرمنی میں انقلاب اور رد انقلاب'' شائع کیا۔ اس کے بعد مارکس کے دس سال تک ٹری بیون کے لئے کام کرنے کے دوران اینگلز خصوصاً فوجی موضوعات پر باقاعدگی سے مضامین لکھ کر اس کی مدد کرتا رہا۔ مارکس اپنی ''مانچسٹر وزارت جنگ'' (جیسا کہ وہ اینگلز کو کہا کرتا تھا) پر بھرپور اعتماد کرتا تھا۔ پھر بھی اخبار اس کا بہت سا وقت لیتا رہا۔ جب سے وہ مستند سائنسی مضامین لکھنے لگا، ان کے لئے اسے کسی بھی اٹھائے گئے سوال کی پوری تحقیق کرنی پڑتی تھی لیکن وہ اپنے اس اصول پر ہمیشہ ثابت قدم رہا جو اس نے اپنی ادبی زندگی کے آغاز پر مشتہر کیا تھا۔ بے شک ایک ادیب کو روپے ضرور کمانے چاہئیں تاکہ وہ زندہ رہنے اور لکھنے کے قابل رہے۔ لیکن حالات خواہ کیسے بھی ہوں اسے محض روپے کمانے کی خاطر زندہ نہیں رہنا چاہئے۔''

نیو آرڈر زیتونگ (1854_55) کی طرح ٹریبیون کے لئے کام کرنے سے مارکس کو کسی حد تک رائے عامہ کے متاثر کرنے کا موقعہ ملا۔ ہندوستان، چین، سپین کے انقلاب، اور امریکہ میں خانہ جنگی پر لکھے گئے بے شمار مضامین ایک نقطہ بار بار ابھارتے ہیں کہ قومی جبر اور رجعت کے خلاف ہر ترقی پسندانہ انقلابی جدوجہد کی حمایت کی جائے اور ہر جمہور پسند تحریک کی مدد کی جائے جس سے انقلابی قوتیں زور پکڑیں گی اور سرمایہ دارانہ غلامی کے خلاف پرولتاریہ کی آئندہ جنگوں کے لئے بہتر حالات پیدا ہوں گے۔ مارکس نے کچھ مضامین برطانیہ کی اقتصادی ترقی اور اس کے سیاسی نظام کے ایک تجزیے کے لئے وقف کئے۔ اس نے برطانیہ کی سیاسی زندگی میں سرایت کئے ہوئے فریب اور منافقت کا پردہ بے دردی سے چاک کیا اور کہا کہ اس دہشت اور بے راہروی کے نظام میں پارلیمنٹ میں دولت مند طبقات کا ایک

اطاعت گزار اکثریت حاصل کر لینا یقینی ہے۔

مارکس نے انگریز محنت کشوں کی تحریک پر بھرپور توجہ دی۔ اینگلز کے ساتھ مل کر اس نے بائیں بازو کے اصلاح پسند رہنماؤں ــــ جارج ہنری اور ارنسٹ جونز کا ہاتھ بٹانے کی سعی کی تا کہ ان کی تعمیر نو جدید سوشلسٹ بنیادوں پر ہو سکے۔ اس نے جونز کے اخبارات ''لوگوں کے لئے اطلاعات'' اور ''لوگوں کا اخبار'' میں مضامین لکھے اور ان اخبارات کی اشاعت میں اس کی مدد کی۔ تاہم اس زمانے کے حالات نے 'اصلاح پسندی' Chartism کو آگے نہ بڑھنے دیا۔ اس حقیقت کے پیش نظر کہ 1848_49 کے انقلاب کی پسپائی کے بعد رجعت کی یورش ہوئی، ایسے ہی مخصوص حقائق تھے جن کی بنا پر برطانیہ میں انقلابی تحریک زوال کا شکار ہو گئی جیسا کہ مارکس اور اینگلز نے واضح کیا اس زمانے میں برطانیہ کی صنعتی اور نو آبادیاتی اجارہ داری نے اس کے سرمایہ داروں کو بڑے بڑے سرمائے اور زر کثیر منافع کے طور پر اکٹھا کرنے کے قابل بنا دیا۔ اس کا ایک حصہ وہ محنت کشوں کے اوپر کے طبقوں کو خریدنے میں صرف کرتے تھے۔ اس حربے کے نتیجے میں برطانوی پرولتاریہ کے نہایت آزمودہ کار گروہوں نے طبقاتی جدوجہد کی سیدھی اور فراخ راہ کو چھوڑ کر سرمایہ داری ڈھانچے ہی میں چھوٹی چھوٹی مراعات حاصل کرنے کی کوششیں شروع کر دیں اور انہی الجھنوں میں الجھ کر رہ گئے۔

مارکس نے ہندوستان میں برطانوی نو آبادیاتی پالیسی پر نہایت ناراض کا اظہار کیا اور اس پر لعن طعن کی کیونکہ اس پالیسی کی طفیل آبادی کا ایک جم غفیر افلاس اور بھوک کا شکار ہو گیا تھا۔ 1857 میں جب ہندوستان میں برطانوی نو آبادکاروں کے خلاف ایک قومی آزادی کی بغاوت پھوٹ پڑی تو مارکس نے دبے

ہوئے لوگوں کے بچاؤ کے لئے آواز اُٹھائی۔ برطانوی نوآبادیاتی پالیسی کا تجزیہ کرنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ ہندوستان کے لوگ اس وقت تک اپنی غربت اور افلاس پر قابو پانے کے قابل نہیں ہوں گے جب تک برطانیہ میں پرولتاریہ کی حکومت نہیں آجاتی، یا ایسا وقت نہیں آجاتا کہ وہ بذات خود طاقت اکٹھی کر لیں اور نو آبادیاتی جوا ہمیشہ کے لئے اتار پھینکیں۔ مارکس نے اینگلو چائنی جنگوں اور چینی پیرو کاروں کی بغاوت پر جو مضامین لکھے۔ وہ اپنے وطن کی آزادی کے لئے لڑنے والے ان عوام الناس کے لئے ہمدردی سے پر ہیں۔

1854_56 میں سپین میں پھوٹنے والے انقلابی واقعات کے متعلق بھی مارکس نے مضامین کا ایک سلسلہ شروع کیا۔ اس نے اس ملک کی اجمالی تاریخ بیان کی اور وہاں پھوٹنے والی جنگ کی وجوہات اور ان کے کردار پر سے پردہ اٹھایا۔ 1857 میں شروع ہونے والے عالمی معاشی بحران اور یورپ میں بڑے بڑے سیاسی واقعات کے ناگزیر ہونے کے احساس نے مارکس کو اکسایا کہ وہ سیاسی معاشیات پر اپنا کام تیز کر دے۔ اس کا نتیجہ اس کے ایک مبسوط مقالے کی صورت میں سامنے آیا۔ جس کا عنوان تھا ''سیاسی معاشیات پر تنقید کے بنیادی خدوخال'' _ یہ مقالہ سوویت یونین میں کمیونسٹ پارٹی کی سنٹرل کمیٹی کے زیر اہتمام مارکسی لینِنی ادارے نے 1939_41 میں جرمن زبان میں شائع کیا۔ اس تصنیف میں اس نے بورژوا سیاسی معاشیات پر تنقید کی ہے اور معاشی ترقی کی مارکسی تعلیمات کا غایت درجہ بلند مقام واضح کیا ہے۔ اس میں متعدد اہم نظریاتی نتائج اخذ کئے گئے ہیں۔ جنہیں بعد میں مستند طور پر ''ڈاس کیپٹال'' کی صورت میں متشکل کر دیا گیا۔ یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ مارکس نے قدر زائد پر اپنی تعلیمات کو پہلی بار مجمل خاکے کے اندر میں

پیش کیا ہے۔ اینگلز نے مارکس کی اس عظیم دریافت کے بارے میں لکھا، ''مارکس نے اپنا قدر زائد کا نظریہ اپنی ہمت کے بل بوتے پر پچاس کی دہائی میں ہی حل کر لیا تھا، لیکن وہ اس کے نتائج کو کلی طور پر پرکھنے سے پہلے اس کے بارے میں کوئی چیز بھی شائع کرنے سے ہمیشہ انکار کرتا رہا۔ اس رسالے میں مستقبل کے اشتراکی سماج اور اس کی مادی اور انسانی روحانی طاقتوں کی بے مثال ترقی کے بارے میں اہم نظریاتی مباحث بھی ملتے ہیں۔ اس نامکمل تعارفی خاکے میں مارکس نے سیاسی معاشیات کے نفس مضمون اور طریق کار پر روشنی ڈالی ہے اور دیگر اہم مسائل کی نشاندہی کی ہے اپنی اس کاوش کو پریس میں بھیجنے کے لئے مارکس نے فی الواقع تمام مسودے کو دوبارہ لکھا۔ ''سیاسی معاشیات پر تنقید کے بنیادی خدوخال'' کا پہلا ایڈیشن جون 1859 میں شائع ہوا۔ جس میں مارکس نے اپنے نظریہ قدر زائد کا باقاعدہ اجمال پیش کیا اور زر پر بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔'' اپنی زندگی کی سماجی پیداوار میں انسان اپنے ناگزیر تعلقات استوار کرنے لگتے ہیں جن میں ان کی خواہش کا بھی دخل نہیں ہوتا۔ یہ پیداواری رشتے کہلاتے ہیں جو ان کی مخصوص مادی پیداواری طاقتوں کی نشوونما کے ساتھ ساتھ منسلک ہوتے ہیں۔ یہ پیداواری رشتے مل جل کر معاشرے کا اقتصادی ڈھانچہ تعمیر کرتے ہیں۔ یہ اصلی بنیاد ہوتی ہے جس پر کسی سماج کا قانونی اور سیاسی بالائی ڈھانچہ اُٹھتا ہے۔ اور اس کے مطابق سوسائٹی کے معاشرتی شعور کی قطعی صورتیں ظہور پاتی ہیں۔ مادی زندگی کا طریقۂ پیداوار ہی عام طور پر سماجی، سیاسی اور عقلی روش کا تعین کرتا ہے یہ انسانوں کا شعور نہیں جو ان کی ہستی کا احاطہ کرتا ہے، بلکہ اس کے برعکس یہ ان کی سوشل حیثیت ہوتی ہے جس سے ان کی شعوری حدود متعین ہوتی ہے۔ سماج کی مادی پیداواری طاقتیں اپنی نشوونما کی

ایک خاص منزل پر پہنچ کر پیداوار کے موجود رشتوں سے ٹکرانے لگتی ہیں یا اس بات کو اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ دولت پیدا کرنے کے جن رشتوں پر اب تک عمل ہو رہا تھا، (ان پرنا آسودگی کا اظہار ہونے لگتا ہے) پیداواری طاقتوں کی ترقی کی صورتیں بدل جاتی ہیں اور ان کے رشتے خود ان کے لیے زنجیر بن جاتے ہیں۔ تب سماجی انقلاب کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام وہ آخیری معاشرتی نظام ہے جو طبقات کے باہمی نزاع کی بنیاد پر قائم ہے۔ یہ وہ نظریہ ہے جو مارکس کے الفاظ میں ''انسانی معاشرے کے زمانہ ماقبل تاریخ پر جا کر تمام ہوتا ہے۔''

اس کتاب کی اشاعت کے بعد مارکس نے فیصلہ کیا کہ وہ اس پر اور بھی محنت کرے تا کہ وہ کچھ اصولوں کو اپنے اطمینان کی خاطر اور زیادہ واضح کر دے۔ اور اس تصنیف کو نہایت موزوں سانچے میں ڈھال کر اور عمدہ شکل دے لیکن 1859 میں وقوع پذیر ہونے والے عالمی اہمیت کے واقعات نے اسے اتنی فرصت نہ دی کہ وہ اس کام سے نپٹ سکتا۔

6-بورژوا جمہوریت اور قومی آزادی کی نئی تحریک

جیسا کہ مارکس نے پیشگوئی کی تھی۔ اقتصادی بحران جو 1857 میں شروع ہوا دوررس نتائج کا حامل تھا۔ وہ مسائل جو 49-1848 کی جنگوں میں حل نہ ہو سکے تھے، پھر سے ایک نئے ولولے کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ جدوجہد جو اٹلی کو یکجا کرنے اور آسٹریا کے جوئے سے نجات کے لئے پھوٹ پڑی ___ اور ادھر تقسیم شدہ جرمنی کو متحد کرنے کی تحریک ___ ان مسائل نے مارکس کی تمام تر توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔ ''وہ پھر 1848 کی طرح زیادہ تر بورژوا جمہوریت کی تحریک کے امکانات روشن کرنے سے وابستہ ہو گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ یہ تحریک عام طور پر نیم بو

رژوا اور زیادہ تر روندے ہوئے عوام الناس کی شمولیت سے پروان چڑھے۔ کسان اس میں خاص طور پر حصہ لیں اور آخر کار تمام نادار طبقات جاگ اٹھیں۔'' (لینن)۔ مارکس کے اس زمانے کے لکھے ہوئے تمام مضامین خواہ یہ مضامین اٹلی کے مسائل پر ہوں یا جرمن پولینڈ اور روس کے بارے میں، تمام میں یہی کوشش کار فرما نظر آتی ہے کہ مفلوک الحال عوام بھی اقتدار میں شامل ہوں۔

1859 کی آسٹریا اٹلی اور فرانس کی جنگ کے دوران مارکس نے لوئس بوناپارٹ کا پول کھولا جو اس جنگ میں اپنے خودغرضانہ شاہی مقاصد کو ''اٹلی کی آزادی'' کے کھوکھلے نعرے میں گڈمڈ کر رہا تھا۔ مارکس نے واضح کیا کہ اٹلی کی جائز آزادی اور اتحاد صرف قومی جنگ ہی سے حاصل کی جا سکتا ہے۔ اس کے نتیجے میں عوام الناس تمام اطالوی شہنشاہوں کا تختہ الٹ دیں گے اور خود کو آسٹریا کے جوئے اور جاگیرداروں کی حکومت سے آزاد کروالیں گے اور ایک واحد جمہواری ریاست قائم کر لیں گے۔ اس نے مزید بتایا کہ بوناپارٹ کے حق میں کوئی بھی پراپیگنڈہ براہ راست نہ صرف اہل اٹلی کو گھائل کرتا ہے، بلکہ جرمن انقلاب کے لئے بھی نقصان کا باعث ہے اور اس سے یورپ کی رجعتی طاقتوں کو تقویت ملتی ہے۔ اس طر مارکس نے اپنے پمفلٹ Her Vogt (1860) میں جرمن نیم بورژوا جلاوطنوں کی صفوں میں موجود بوناپارٹ کے ایجنٹوں پر کڑی نکتہ چینی کی۔

فرنیکفرٹ اسمبلی کے ایک سابق ممبر کارل واٹ نے مارکس اور اس کے معاونین کے ہتک آمیز رویہ اختیار کیا۔ مارکس نے اصولی طور پر گالی اور تہمت سے پرہیز کیا۔ حالانکہ پریس میں دشمنوں نے اس پر گالی گلوچ کی بوچھاڑ کر رکھی تھی۔ اس نے ڈینٹے کا یہ قابل فخر مقولہ اپنایا" تم اپنے راستے پر چلتے جاؤ تو لوگ جو چاہتے ہیں

انہیں کہنے دو" لیکن واٹ کی گھناؤنی دشنام ترازیوں کا مقصد تھا کہ کمیونسٹوں کو اخلاقی طور پر لوگوں کی نظروں سے گرا دیا جائے۔

جب پارٹی کی عزت خطرے میں تھی تو مارکس نے اپنے دشمنوں پر نہایت بے رحمی سے وار کیے۔ اس نے واٹ کے جھوٹے اور فضول الزامات کو رد کیا اور ثابت کیا کہ وہ بوناپارٹ کا ایجنٹ ہے بعدازاں جس کی تحریری تصدیق بھی پیش کر دی۔

انہی دنوں مارکس اور فرڈیننڈ لاسال (ایک سابقہ جمہوریت پسند جسے مارکس 1848 میں پہلی بار ملا تھا) لاسال نے "جرمنی میں اتحاد کس طرح حاصل کیا جائے" کے اہم سوال پر بہت ہی غلط روش اختیار کر لی تھی۔ لاسال نے اپنے پمفلٹ "اٹلی کی جنگ اور پروشیا کے فرائض" میں جرمنی کے اوپری طبقہ کے اتحاد کے لئے پروشیا کی کوششوں کا ساتھ دینے پر زور دیا، یعنی رد انقلاب طریقے سے۔ جب کہ مارکس نے جرمنی کو متحد کرنے کے لئے یہاں کے نچلے طبقوں کی سطح سے جدوجہد کی، جو جمہوری انقلاب کا طریق کار تھا۔ مارکس اور لاسال کے اختلافات کھل کر سامنے آ گئے جب آخرالذکر جرمن ورکرز کی جنرل ایسوسی ایشن کا سربراہ بن گیا اور اس نے اس کے لئے پروگرام وضع کیا۔ لاسال نے صرف جدوجہد کی پرامن اور قانونی صورتوں ہی کی وکالت کی اور 'تمام کے لئے رائے دہی' میں مزدور طبقہ کی تمام بیماریوں کے لئے اکسیر اعظم پالیا۔ اور مزدوروں کو یہ ضرر رساں تصور دیا کہ پروشیا گورنمنٹ انہیں پیدا کاروں کی انجمنیں بنانے میں مدد دے گی اور اس طرح انہیں استحصال سے خلاصی دے گی۔ وہ طبقاتی جنگ، ہڑتالوں اور ٹریڈ یونینوں کے خلاف تھا۔ مارکس اور اینگلز کسانوں کو پرولتاریہ کا ساتھی سمجھتے تھے جبکہ اس کے برعکس لاسال کسانوں کو "ایک قدامتی ہجوم" کہتا تھا۔ وہ بسمارک سے صلح جوئی

کیلئے آمادہ ہوگیا اور اس سے معاہدہ کیا کہ اگر وہ عالمی رائے کے مطابق عمل کرے تو مزدور طبقہ اندرون ملک اور بیرون ملک اس کی پالیسیوں کی حمایت کرے گا۔ جب لاسال اور بسمارک میں یہ خفیہ بات چیت ہوئی مارکس بے شک اس سے بے خبر تھا، مگر پروشیا کے قدامت پرستانہ عمل پر لاسال کا نخریلا پن اس کی دوررس نظروں سے نہ بچ سکا۔ مارکس اور اینگلز نے باہمی خط و کتابت میں اس کو "پروشیا کے شاہی دربار کا جمہوریت پسند" اور بونا پارٹ رجحانات کا کھلا نشان قرار دیا۔

جب لاسال نے مزدوروں میں اپنی تحریک شروع کی تو جہاں تک اس نے کسی حد تک مزدوروں کو''بورژوا ترقی پسند پارٹی'' کے اثر سے نکالنے کے لئے مفید رول ادا کیا، مارکس اور اینگلز نے پہلے تو برداشت سے کام لیا اور اس کے خلاف عوام میں کوبیان نہ دیا۔لیکن لاسال کی موت کے بعد جب انہوں نے بسمارک اور اس کی گفتگو کے بارے میں سنا تو انہوں نے اس عمل کو مزدور تحریک سے دھوکا قرار دیا اور لاسال کے پیروکاروں کے''پروشیا کے شاہی سوشلزم'' کے خلاف کھلی محاذ آرائی شروع کردی۔اسی دوران مارکس پروشیا کے قدامتی عمل کی قلعی کھولتا رہا۔اس نے مضامین نویسی کی یہ مہم پیچھے سے ___ ری انشچے زیتونگ کے دنوں سے شروع کی اور اس سلسلے کو بتدریج بڑھاتا رہا۔خاص طور پر 49_1848 کی انقلابی جنگوں تک یہی جدوجہد کٹھن اس لئے ہوگئی کہ مارکس کے پاس کوئی اخبار نہیں تھا جس کے ذریعے وہ جرمن قاری کو متاثر کرسکتا۔اس لے اس نے جرمن اخبار 'داس واک' DASVOLK کی مدد کی اور 1859 میں اسے لندن سے جاری کیا۔اور کوشش کی کہ اس کو کمیونسٹ پراپیگنڈے کا ترجمان بنادیا جائے۔اس اخبار کی مختصر موجودگی کے دوران مارکس نے اس میں چند مضامین شائع کیے جن میں کچھ پروشیا کے رجعتی

پالیسیاں اپنانے کے متعلق بھی تھے۔ ان تحریروں میں کئی نامکمل مضامین کے موضوع بھی ملتے ہیں جن میں مارکس نہ صرف حال کی بات کرتا ہے بلکہ اس رجعتی فوجی ریاست کا ماضی بھی دکھاتا ہے اور خاص طور پر پروشیا اور زار روس کی پولینڈ میں روا رکھی جانے والی پالیسیاں بھی بیان کرتا ہے۔

مارکس کو یقین تھا کہ پولینڈ والوں کی پروشیا اور زار روس کے خلاف جدوجہد (جس کی بنا پر 1863 کی بغاوت پھوٹی) صرف اسی صورت میں کامیاب ہوسکتی ہے جب یہ حقیقی طور پر زرعی انقلاب سے منسلک ہوجائے۔ اور جمہوریت کی جنگ بن جائے۔

1850 کے اواخر سے لے کر مارکس روس میں پھیلی ہوئی کسان تحریک کی رفتار نہایت قریب سے دیکھتا رہا۔ کریمیا کی جنگ میں روس کی شکست سے ملک میں تمام گہرے تضاد اور سنگین ہوگئے اور زار کی حکومت کسان اصلاحات کی تیاریوں پر مجبور ہوگئی۔ شرفا پر مشتمل کمیٹیوں میں اصلاحات کے مسودوں پر پیشگوئی کی کہ یہ "اوپر والوں کی دی ہوئی آزادی" کسانوں کو سوائے دکھ کے اور کچھ نہیں دے گی۔ روس میں زرعی غلامی کے خلاف جدوجہد کے لئے بغاوت کرنے والے کسانوں کو مارکس نے مستقبل کے یورپی انقلاب کا حلیف مانا۔

مارکس نے دونوں ____ روس میں زرعی غلامی کے خلاف تحریک اور امریکہ میں غلامی کے خلاف خانہ جنگی کو بین الاقوامی اہمیت کے بڑے واقعات کے طور پر دیکھا۔ اس نے اس جنگ کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے اسے دو معاشرتی نظاموں کی کشمکش قرار دیا____ غلامی کا نظام اور نہایت ترقی یافتہ سرمایہ داری نظام نے واضح کیا کہ شمال اسی صورت میں جیت سکتا ہے کہ جب اس کی حکومت صحیح معنوں

میں انقلابی طریقے سے جنگ لڑے۔ غلامی کو منسوخ کردے۔ کسانوں کی بہتری کے لئے زرعی مسئلہ حل کردے۔ فوجی کی تنظیم نو کرے اور اس میں سے سازشی عناصر کو نکال باہر کرے۔ اور صریح طور پر انقلابی جمہوری نعروں کو فروغ دے۔ اس نے یورپ کے محنت کشوں سے اپیل کی کہ وہ بہر حال اپنی حکومتوں کو جنوبی غلام داروں کی مدد کو آنے سے باز رکھیں۔ اس نے برطانوی مزدوروں کو آفرین کہی جنہوں نے اپنے اثر سے اپنی حکومت کو جنوب کی طرف سے دخل اندازی کرنے سے روک دیا۔ مارکس کو امید تھی کہ امریکی خانہ جنگی نے یورپی محنت کشوں پر جو خوشگوار اثرات چھوڑے ہیں، ان سے قدامتی سالوں کا جمود ٹوٹے گا اور مزدور بھرپور سرگرمیوں کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔

7_ ''سرمایہ''

محنت کشوں کی تحریک میں ایک نئے طوفان کی پیش بینی کرتے ہوئے مارکس نے کوشش کی کہ اپنی معاشی تصنیف مرتب کرنے کی رفتار تیز کردے۔ اٹھارہ ماہ کی تاخیر کے بعد جب اس نے اپنی معاشی تحقیقات کا پھر سے آغاز کیا تو اس نے اس تصنیف کو ازسر نو ترتیب دینے کا فیصلہ کیا۔ اور اس کو 1859 میں چھپنے والی ''سیاسی معاشیات کی تنقید میں حصہ'' کے تسلسل میں نہ چھاپا جائے، بلکہ یہ ایک جداگانہ کتاب ہو۔ 1862 میں اس نے ایل کجلمین کو مطلع کیا کہ اس کا نام ''سرمایہ'' اور تحتی نام ''سیاسی معاشیات کی تنقید میں یکجصہ'' ہوگا۔ ''سرمایہ'' انتہائی مشکل حالات میں لکھی گئی۔ امریکی خانہ جنگی کی وجہ سے مارکس اپنی آمدنی کا بڑا ذریعہ کھو چکا تھا۔ اب وہ نیویارک کے روزنامہ ٹریبیون کے لئے نہیں لکھ سکتا تھا۔ اس کے بال بچوں کے لئے انتہائی کسمپری کا زمانہ پھر آ گیا۔ ایسی صورتِ حال میں اگر اینگلز کی طرف

سے متواتر اور بے غرض مالی امداد نہ ملتی تو مارکس نہ صرف ''سرمایہ'' کی تکمیل نہ کرسکتا بلکہ ناگزیر تھا کہ وہ مفلسی کے ہاتھوں پس کر رہ جاتا۔

جب پہلی انٹرنیشنل کی بنیاد رکھی گئی مارکس کے سامنے سیاسی کام کا بے پناہ انبار تھا۔اور اب وہ اپنی کتاب'' سرمایہ'' پر کام کرنے کے لئے راتوں کو جاگنے بھی مجبور ہوگیا۔وہ اس کھچاؤ کا متحمل نہ ہوسکا اور زیادہ تر بیمار رہنے لگا۔''سرمایہ'' کی تین جلدوں کا پہلا خاکہ 1865 کے آخر تک مکمل کیا جاچکا تھا۔ لیکن پہلی جلد کو چھپنے کے لئے تیار کرتے ہوئے مارکس اسے پھر دہرانے لگا اور کانٹ چھانٹ شروع کردی۔ البتہ اپریل 1867 میں وہ یہ مسودہ ہمبرگ میں پبلشر کے پاس لے گیا۔5 مئی 1867 اس کے یوم پیدائش پر اسے ابتدائی پروف موصول ہوئے۔ اور باقی ماندہ پروف کی چھپائی میں دیر لگتی رہی۔اور ان کی درستی کے لئے مارکس نے خود بھی بہت سا وقت لیا___ اس نے متن میں بڑی اہم تبدیلیاں کیں۔کبھی یہ پروف اینگلز کو بھیجے اور کبھی اس کے کہنے پر مزید ردو بدل کیا۔16 اگست 1867 کو اس تیار شدہ ''سرمایہ''پر آخر کار دستخط ہوئے اور اسے پبلشر کے حوالے کردیا گیا۔ پہلی جلد مکمل ہو جانے پر مارکس نے اینگلز کو ان الفاظ سے یاد کیا'' بھلا ہوا کہ یہ جلد مکمل ہوگئی ہے۔ یہ سب آپ اور صرف آپ کی مہربانیاں ہیں کہ یہ ممکن ہوا۔ میری خاطر آپ کی یہ بے لوث قربانی ہے جس کے بغیر تین جلدوں کا یہ جناتی کام کرنا میرے لئے کبھی ممکن نہ ہوتا۔ میں تشکر میں آپ کو سینے سے لگاتا ہوں،میرے پیارے،میرے محبوب دوست مبارک ہو!

ستمبر 1867 میں ''سرمایہ'' کی جلد اول کی اشاعت کے بعد مارکس کو 'انٹرنیشنل' کی شدید سرگرمیوں پر دھیان دینا پڑا۔اور ایسے ہی بڑے واقعات جیسے فر

انس اور پروشیا کی جنگ اور پیرس کمیون اس کی راہ میں رکاوٹ بنے اور وہ معاشیات کا مطالعہ ترک کرنے پر مجبور ہو گیا۔ وہ کہیں ستر کی دہائیوں کے شروع میں ''سرمایہ'' پر دوبارہ کام کرنے کے قابل ہوا۔ جلد اول کے دوسرے جرمن ایڈیشن اور فرانسیسی ترجمے کے متن کی تیاری کے لئے اسے بہت سا وقت چاہئے تھا۔ دوسری جلدوں کی تیاری میں اس کی توقع کے خلاف بہت زیادہ وقت لگ گیا۔ اینگلز نے اس کی بڑی وجہ بیان کرتے ہوئے ''سرمایہ'' جلد دوم میں اپنے دیباچے میں لکھا ہے ''مارکس کے صرف دوسری کتاب کے لئے چھوڑے ہوئے مسودے کے مواد کا شمار ہی ثابت کرتا ہے کہ اس نے کس بے مثال اصول پسندی اور نہایت خود تنقیدی سے کام لیا اور اپنی ان عظیم معاشی دریافتوں پر جانفشانی سے محنت کی اور انہیں تکمیل تک پہنچایا۔ وہ انہیں شائع کرنے سے پہلے کمال جامعیت کے نقطۂ عروج تک پہنچ چکا تھا۔ اس کی خود تنقیدی نے اسے شاذ و نادر ہی اجازت دی کہ وہ اپنی پیشکش میں نفس مضمون کو اپنے تجربہ علمی کی بنا پر ہمہ وقت پھیلتے ہوئے ذہنی افق کے مطابق ڈھال لے۔ اس نے مواد کی ہیئت میں بھی کوئی جھول نہ آنے دیا۔''

مارکس کے ہاتھوں ہونے والی گہری ریسرچ کی ایک مثال ''سرمایہ'' کی جلد سوم میں زمین کے لگان کا باب ہے۔ اس باب کے لئے اس نے ستر کی دہائیوں میں روس میں 1861 کی اصلاح کے بعد پیدا ہونے والے زمینی رشتوں کا کلی مطالعہ کیا۔ اینگلز نے ''سرمایہ'' کی تیسری جلد کے دیباچے میں لکھا ''روس میں زرعی پیداوار کرنے والوں کے استحصال اور زمین کی ملکیت کی دونوں اقسام کو ملحوظ رکھتے ہوئے، یہ ملک زمین کے لگان کے معاملے میں وہی کردار ادا کرتا ہے جو کردار جلد اول میں انگلینڈ کی صنعت میں کی اجرت کے متعلق نظر آتا ہے۔ بدقسمتی سے وہ اس

منصوبے کو پورا کرنے کا موقعہ نہ پا سکا۔''

مارکس نے اپنے شاہکار ''سرمایہ'' پر اپنی موت تک کام جاری رکھا۔ اگرچہ اس کی تخلیقانہ سرگرمیاں زیادہ تر سیاسی معاشیات کی طرف مرکوز تھیں، لیکن اس نے اس نے دوسرے علوم میں ہونے والے ارتقا کا بھی گہرا مطالعہ کیا۔اس نے تاریخ، فطرتی سائنس، ٹکنالوجی کا مطالعہ جاری رکھا۔ اور ساتھ ہی ریاضی میں ہونے والی تحقیق سے بھی آگاہی رکھی۔ہم تک جو مسودات پہنچے ہیں ان میں مختلف علوم کے علاوہ ریاضی پر بے شمار نوٹس شامل ہیں اور یہ دکھاتے ہیں کہ اس کا علم انتہائی وسیع تھا۔

پال لیفراگ لکھتا ہے کہ'' مارکس کا ذہن تاریخ، فلسفہ، فطرتی سائنس اور دوسرے علوم کے حقائق سے بھرا رہتا تھا۔اپنے سالہا سالہا سال کے علمی کام میں جو علم اس نے حاصل کیا وہ اس کا استعمال بھی بخوبی جانتا تھا۔''

مارکس کی موت تک ''سرمایہ'' کا کام نامکمل ہی تھا۔مسودات جو اس نے چھوڑے ان پر مزید کام کی ضرورت تھی۔اینگلز نے جلد دوم اور سوم کی اشاعتی تیاریوں کا بار اپنے ذمے لے لیا۔جلد دوم 1885 میں اور جلد سوم 1894 میں شائع ہوئی۔ لینن نے ان دو جلدوں کے بارے میں کہا کہ یہ دو دانشوروں ___ مارکس اور اینگلز کا کام ہے۔معاشیات پر مارکس کا یادگار کام چوتھی جلد کی صورت میں اختتام پذیر ہونے کو تھا۔یہ تصنیف سیاسی معاشیات کے مرکزی نکتہ ''نظریہ قدر زائد'' کے تنقیدی تجزیئے پر مشتمل تھی۔اپنے دوست کی موت کے بعد اینگلز نے اس مسودے کی ترمیم کرنے اور اسے ایک علحدہ کتاب ''سرمایہ، جلد چہارم'' کے نام سے چھاپنے کی صلاح کی لیکن اس کی تجویز پر عمل نہ ہوسکا۔ بلکہ یہ کتاب اس کی موت کے بعد

کارل کاسٹکی نے ''قدرزائد کا نظریہ'' کے عنوان سے 1905_10 میں طبع کی۔ اس اشاعت میں مسودے کو نسبتاً آزادانہ طور پر برتا گیا تھا۔ اس کے برعکس 1954_61 کو چھپنے والا نیا ایڈیشن جو مارکس لینن انسٹیٹیوٹ نے سوویٹ یونین کمیونسٹ پارٹی کی سنٹر کمیٹی کے ایما پر چھاپا، مکمل طور پر مارکس کے اصل مسودے کے مطابق ہے۔ اسی کے متوازی ایک اور ایڈیشن جس کی زبان قدیم کے مطابق تھی 1956_62 میں برلن سے شائع کیا گیا۔

''سرمایہ'' نے اس عظیم سائنسدان اور انقلابی کی عظمت کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ مارکس کا یہ سائنسی کارنامہ عظیم اور گھمبیر تھا۔ ایک خط میں اس نے اہم لاچیٹر کو لکھا ''سائنس کی طرف کوئی سرکاری شاہراہ نہیں جاتی اور صرف وہ جو اس کے ڈھلوان راستوں کی تھکا دینے والی چڑھائی سے نہیں ڈرتے اس کی چمک دار چوٹیاں سر کر لیتے ہیں''۔

مارکس کے معاشی نظریات ان بنیادی تبدیلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو سیاسی معاشیات کے نظریہ میں رونما ہوئیں۔ ان سے سیاسی معاشیات میں واقعی ایک انقلاب بپا ہو گیا۔ صرف ایک ترقی پسند طبقے یعنی پرولتاریہ کا فلسفی ہی، جو ان استحصالی طبقے کی حد بندیوں اور تعصبات میں آزاد مرد ہی، سرمایہ دار معاشرے کے اعضا کو ٹٹول سکتا تھا اور اس کی معاشیات کا حقیقی تجزیہ کر سکتا تھا۔ مارکس نے سرمایہ داری معاشرے کی حرکت کا اقتصادی قانون دریافت کیا۔ اس معاشرے کے ارتقا کا کھوج لگایا۔ اس کے زوال کو پرکھا اور اس کے محدود اور ناپائیدار تاریخی کردار کو سائنسی طور پر ثابت کیا۔

اپنی تصنیف میں اس نے سرمایہ دار معاشرے کے ناقابل مصالحت اندرونی

تضادات کا کھوج لگایا۔ اس نے ثابت کیا کہ بورژوا اور نیم بورژوا سرمایہ داری ''مصلحین'' کی ان کوششوں کے باوجود جو وہ ان تضادات کو کند یا ہموار کرنے کے لئے کرتے ہیں، سرمایہ داری نظام کے ارتقا کے دوران ان تضادات کا بڑھنا ناگزیر ہوگا۔ گویا شکست سنگ کی خو سنگ کے لہو میں ہوتی ہے۔

اس نے ثابت کیا کہ سرمایہ داری اپنی ترقی کے دوران مستقبل کے سوشلسٹ معاشرے کے لئے مادی لوازمات تخلیق کرتی جاتی ہے۔ اس نے پرولتاریہ میں وہ سماجی قوت دیکھی جو تاریخ کے ہاتھوں سرمایہ داری کے لئے بنائے جانے والے فیصلے کی تکمیل کرے گی۔

سرمایہ دار طبقہ جو مزدوروں کی محنت کا پورا معاوضہ ادا نہیں کرتا اور اسے اپنی جیب میں ڈال لیتا ہے۔ مارکس نے اس قدر زائد کی درست تصویر بیان کرکے سرمایہ دارانہ استحصال کی ساخت کو ننگا کردیا۔ قدر زائد سے مراد وہ فرق ہے جو مزدور کی پیدا کی گئی قدر اور اس کی قوت محنت کی قدر کے مابین ہے۔ اس کی قوت محنت کی قدر سے مراد اجرت ہے، یعنی محنت کار کے کم از کم ذرائع بقا کا معاوضہ۔ اس طرح کام کے دورانیے کے دو حصے ہوئے۔ ایک حصے میں محنت کار اپنی اجرت کے لئے کام کرتا ہے؛ دوسرے میں وہ سرمایہ دار کے لئے قدر پیدا کرتا ہے۔ اول الذکر کو مارکس لازمی عرصہ محنت اور آخر الذکر کو زائد عرصہ محنت کا نام دیتا ہے۔ مزدور کی محنت سے تخلیق شدہ قدر کا وہ حصہ جسے وہ زائد وقت محنت میں تخلیق کرتا ہے قدر زائد کہلاتا ہے۔ اس طرح مارکس کے نظریہ قدر زائد نے سرمایہ داری استحصال کا سارا بھید کھول دیا، جس کی حفاظت سرمایہ داری کے حامی بڑی عیاری اور چالاکی سے کرتے ہیں۔ اس سے پرولتاریہ اور بورژوازی کے مابین نزاع کی اقتصادی بنیاد بھی واضح ہوگئی۔ قدر زائد

کا اصول مارکس کے اقتصادی نظریہ کا بنیادی پتھر ہے۔انسانی معاشرے کے ارتقا کے مادی اصول رائج ہونے کے بعد جب سے انسانی معاشرے کو جانا گیا ہے اور اس کے قوانین استوار ہوئے ہیں، قدر زائد دوسری عظیم دریافت ہے جو پرولتاریہ کے اس نابغہ عصر ماہر نظریات نے پیش کی۔

سرمایہ کے ارتکاز کے عمومی قانون کے مطابق جوں جوں سرمایہ داری ترقی کرتی رہے اس میں اندرونی طور پر موجود گہرے اندرونی تضادات ہمیشہ بڑھتے رہتے ہیں۔زیادہ سے زیادہ لوگ بے زر، بے ملکیت پرولتاریہ کا حصہ بنتے جاتے ہیں، اتنا ہی زیادہ دولت چند اجارہ داروں کے ہاتھوں میں مرتکز ہوتی جاتی ہے۔مستقبل کے سوشلسٹ معاشرے کے لئے اولین مادی شرائط کے خط وخال سرمایہ دار معاشرے ہی کی کوکھ میں متشکل ہونے لگتے ہیں اور اس طرح وہ معاشرتی طاقت جڑیں پکڑتی ہے جو سوشلسٹ انقلاب سرانجام دیتی ہیں اور نوع انسانی کو جبر اور استحصال سے ہمیشہ کے لئے نجات دلا دیتی ہیں۔ مارکس سرمایہ داری نظام میں ارتکاز زر کے تاریخی رجحان کی تشریح مندرجہ ذیل الفاظ میں کرتا ہے: سرمائے کا ایک جگہ جمع ہو جانا طبع پیداوار کے لئے بیڑیاں بن جاتا ہے۔یہ خصوصیت اسی نظام کے زیر سایہ پھوٹتی ہے اور اس کے ساتھ ہی پھلتی ہے۔پیداوار کے ذرائع ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں مگر محنت کا ڈھنگ سماجی ہوتا ہے ـــــ سرمایہ داری کی چھتر چھاؤں میں یہ دونوں صورتیں ایسے مقام پر آ پہنچتی ہیں کہ ایک دوسرے کے لئے ناموافق بن جاتی ہیں، یہاں تک کہ پھیلا ہوا چھتر پھٹ جاتا ہے۔سرمایہ دارانہ نجی ملکیت کا ماتمی گھنٹہ بجنا شروع ہو جاتا ہے۔جائیداد سے بے دخل کرنے والے ''جائیداد سے بے دخل کردیئے جاتے ہیں۔'' (سرمایہ، جلد اول، ص763)

جہاں پہلی جلد سرمایہ پیدا کرنے کے عمل کے لئے وقف ہے، دوسری سرمائے کی گردش کے بارے میں ہے۔ ان دونوں عوامل کی وحدت اور پیداوار کے فیصلہ کن کردار پر زور دیتے ہوئے مارکس محرک سرمائے کی جانچ پڑتال کرتا ہے۔ اس مقصد کے لئے وہ سرمائے کی چند اہم صورتوں ___ روپیہ، پیداوار اور شے کی گردش کا تجزیہ کرتا ہے۔

دوسری جلد کا بیشتر حصہ سرمایہ داری نظام کے تحت دوبارہ پیدا کرنے کے عمل ___ سادہ اور وسیع دونوں کے تجزیے پر مشتمل ہے۔ سرمایہ داری کے ناقابل حل تضادات کہ تہہ تک پہنچتے ہوئے، جو پیداوار کے سماجی کردار اور قبضہ کی نجی سرمایہ دارانہ صورت ہے ___ مارکس ثابت کرتا ہے کہ سرمایہ داری نظام میں، پیداوار کیسے انارکی، بحران اور بے روزگاری سرمایہ داری کا لازمی حصہ ہیں جن کا سامنا ناگزیر ہے۔ ''سرمایہ'' کی تیسری جلد سرمایہ داری پیداوار کے مجموعی طرز کا تجزیہ پیش کرتی ہے۔ مارکس ثابت کرتا ہے کہ ایک فیکٹری مالک کا صنعتی منافع، ایک تاجر کا تجارتی منافع، مہاجن اور بینکر جو سود حاصل کرتے ہیں، اور زمین کے مالک کی آمدنی ___ ان سب کی شاخیں قدر زائد سے پھوٹتی ہیں۔

''سرمایہ'' میں مارکس کا اقتصادی نظریہ نہایت بھرپور اور مکمل طور پر بیان ہوا ہے۔ لینن کے کہنے کے مطابق یہ اصول نہایت گہرا، بسیط اور اس کے نظریئے کی مفصل تصدیق اور تطبیق ہے۔ یہ مارکس کے اصولوں کی جزیات ___ فلسفہ، سیاسی اقتصادیات اور سائنسی اشتراکیت کو ارتقا دینے کے لئے بڑی زوردار پیشقدمی تھی۔ اپنی تحقیقات کے طریق کار پر مادی جدلیات کا اطلاق کرتے ہوئے، مارکس نے سائنسی علم کے اس طاقتور اوزار کو تخلیقی طور پر کارآمد بنایا اور زیادہ سنوارا۔ ''سرمایہ''

سائنسی اشتراکیت کا گہرا فلسفیانہ، اقتصادی اور تاریخی ثبوت دیتا ہے۔ یہ پرولتاریہ کے مقصدِ آزادی، سوشلسٹ انقلاب اور پرولتاریہ کی آمریت کا ضابطہ قوانین ہے۔ مارکس کا عظیم کارنامہ ـــــ ''سرمایہ'' ـــــ سرمایہ داری کی غلامی کے خلاف جنگ میں پرولتاریہ کا طاقتور ہتھیار بن گیا ہے۔

پہلی انٹرنیشنل اور پیرس کمیون

مارکس نے صرف یہ نظریہ ثابت کرنے کو اپنی زندگی کا اولین مقصد قرار دیا کہ سرمایہ داری کا زوال ناگزیر ہے اور پرولتاری انقلاب کی فتح ہو کر رہے گی۔ بلکہ پرولتاریہ (جو آخر کار سرمایہ داری کا خاتمہ کردے گی) کا دست و بازو بننا بھی اپنا فرض سمجھا تاکہ آئندہ دھاوا بولنے کے لئے اس کی طاقتوں کو منظم کیا جائے۔ جن دنوں وہ ''سرمایہ'' کی جلد اول کی تکمیل کر رہا تھا وہ اپنی بے مثال ہمت سے محنت کش عوام کو منظم کرنے ہتر تیب دینے اور سکھانے کی دھن میں بھی لگا رہا۔ پہلی انٹرنیشنل میں اس کے کام کی بجا طور پر تعریف کرتے ہوئے اینگلز نے اسے اس کی تمام سیاسی سر گرمیوں کی معراج قرار دیا۔ سرمایہ داری کی ترقی جو پرولتاریہ اور محنت کش عوام کے استحصال کی بدترین صورت تھی، دنیا کا 1857 بحران اور بعد میں بورژوا جمہوری نئی لہر اور قومی آزادی کی تحریکیں، خاص طور پر پولینڈ کی 1863 کی بغاوت ـــــ ان تمام واقعات نے پرولتاریہ کی سیاسی بیداری میں اضافہ کیا اور اسے متحدہ کاروائی پر ابھارا۔ پہلی ''انٹرنیشنل ورکنگ مینز انیسوی ایشن'' 28 ستمبر 1864 کو سینٹ مارٹن ہال لندن میں ہونے والے ایک اجلاس میں قائم کی گئی۔ اس انجمن کی کامیابی کا باعث نہ صرف وہ تاریخی واقعات تھے جن میں کہ یہ ابھری بلکہ اس حقیقت کی بنا پر بھی کہ اس تنظیم کا بانی اور منتظم کارل مارکس تھا۔ وہ جو انٹرنیشنل کی شاندار تاریخ میں

اس کا رہنما اور روح رواں رہا۔

انٹر نیشنل کے تمام مسودات ''انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن افتتاحی تقریر'' 1864 اور ''انجمن کے عارضی قوانین'' 1864 کا مصنف مارکس خود تھا۔ ان مسو دات کی تیاری میں مارکس نے اپنے اصول چھوڑے بغیر یہ کوشش کی کہ اس کے خیالات مختلف ملکوں میں بسنے والے اور ترقی کی گونا گوں سطحوں پر رہنے والے محنت کس عوام کے لئے قابل قبول ہوں۔

انٹرنیشنل میں مارکس کی حکمت عملی یہ تھی کہ مزدوروں کے سامنے عوام کے عملی تجربہ کی روشنی میں اصلاح پسندی کے علاوہ فرقہ بندی اور عقیدہ پرستی کے دیوالیہ پن کی وضاحت ٹھوس دلائل سے کرے اور واقعی سائنسی اور حقیقی معنوں میں انقلابی نظریے اور پرولتاریہ کے داؤں پیچ کے لئے ان کے دل جیتنے میں کامیاب ہو جائے۔

فرانس میں پرودھوں کے پیروکار، برطانیہ میں اوون موقع پرست لیڈر، اٹلی میں مازینی اور جرمنی میں لاسال کو ماننے والے، وہ مخالفین تھے جن کے خلاف مارکس کو انٹرنیشنل مینز ایسوسی ایشن کے شروع کے دنوں سے جدوجہد کرنا پڑی۔ انٹر نیشنل کی سرگرمیوں کے ابتدائی دنوں میں مارکس نے اپنی بیشتر توجہ پرولتاریہ کو منظم کر نے اور انہیں انقلابی نظریہ سکھانے پر مرکوز کر دی۔ اس لئے جب 1860 میں جنرل کونسل کی ایک میٹنگ میں اوون کے پیروکار ویسٹن نے دلیل دی کہ ٹریڈ یونین اور ہڑتالوں نے محنت کشوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا، تو مارکس نے اس بیہودہ اور نقصان دہ مفروضے کے خلاف بات کی۔ اور اس کے برعکس اوون پرودھوں اور لاسال کے نمائندوں کو بتایا کہ محنت کش طبقہ کی سرمایہ داری کے خلاف روزانہ

اقتصادی جدوجہد کی بہر حال ضرورت ہے۔اس نے برطانوی ٹریڈ یونین کے موقعہ پرست لیڈروں کے خلاف بھی دلیری سے جنگ کی جو محنت کش طبقہ کی جدوجہد کو فقط معاشی مطالبات تک محدود کر کے پرولتاریہ کے بنیادی مفادات کو نظر انداز کر رہے تھے__جیسے یہ ضرورت کہ پیداوار کے ذرائع کی نجی ملکیت منسوخ کی جائے۔ جو تقریر اس نے کونسل میں کی تھی اس میں اپنی مستقبل کی تصنیف ''سرمایہ'' کے مشہور اصولوں کی ترجمانی کی۔اس کی موت کے بعد 1997 میں یہ تقریر اس کی بیٹی ایلیانور نے ''اجرت' قیمت اور منافع'' کے نام سے شائع کی۔

انٹرنیشنل کے ابتدائی دنوں میں پرودھوں کے پیروکار مارکسزم کے بڑے مخالفین میں سے تھے۔ان کے خلاف جدوجہد انٹرنیشنل کی لندن کانفرنس 1865 اور جنیوا کانفرنس 1866 ہی میں شروع ہوگئی تھی۔مارکس ''سرمایہ'' کی تیاری میں معروف ہونے کی بناپر جنیوا کانفرنس میں شرکت نہ کرسکا،مگر اس نے جنرل کونسل کے نمائندوں کو ان فوری مطالبات سے مختصراً آگاہ کر دیا جو انہوں نے پیش کرنے تھے۔سرمایہ دار ہڑتالوں اور تالہ بندی کے دوران غیر ملکی مزدور درآمد نہ کریں۔آٹھ گھنٹے کا دن مقرر کیا جائے۔بچوں اور چھوٹی عمر کے لوگوں کے لئے کام کا دن چھوٹا کیا جائے اور ان کی ذہنی اور جسمانی تعلیم اور فنی تعلیم کے لئے سہولتیں فراہم کی جائیں۔ اس اجمال میں ٹریڈ یونین کو بہت اہمیت دی گئی جو نہ صرف کہ مزدوروں کی بنیادی ضروریات کی جدوجہد کا وسیلہ تھیں بلکہ سوشلزم کے حصول کے لئے انہیں تعلیم دینے اور منظم کرنے کا ہتھیار بھی۔اس نے اقتصادیات اور سیاسی جدوجہد کے میدانوں میں محنت کشوں کی روزانہ جدوجہد اور ان کی تحریک کے فیصلہ کن مقاصد کے درمیان تعلق بتاتے ہوئے کہا کہ اگر چہ اول الذکر بھی اہم ہے مگر جب تک پرولتاریہ حکو

مت حاصل نہیں کر لیتی۔ انجمن امداد باہمی معاشرتی نظام کی بنیاد کو بدل نہیں سکتی۔ جنیوا کانگرس کے مندوبین نے ایک گرما گرم بحث کے بعد جدوجہد کے اس عملی پروگرام کے حق میں ووٹ دیا جس کا خاکہ مارکس نے تیار کیا تھا۔

برسلز کانگرس 1868 اور بیسلی کانگرس 1869 میں پیداواری وسائل کی اجتماعی ملکیت اور زمین کی اشتراکیت کے مسائل کو اولیت دی گئی۔ یہ مراحل انٹرنیشنل کے نظریاتی پروگرام کی تکمیل کے لئے اہم تھے۔اس پروگرام نے اب واضح اور صریح سوشلسٹ کردار اختیار کر لیا تھا۔ اس سے نیم بورژوازی کی جائیداد کا دفاع کر نے والے پرودھوں کے پیروکاروں پر سوشلسٹوں کی نظریاتی فتح کا پتہ چلتا تھا۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ برسلز کانگرس نے مارکس کے ہاتھوں ہونے والی پیش قیمت خدمات پر نظر ڈالتے ہوئے ''سرمایہ'' پر ایک غیر معمولی قرارداد پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ مارکس پہلا ماہر اقتصادیات ہے جس نے سرمایہ داری کا سائنسی تجزیہ کیا اور انہوں نے تمام قوموں پر زور دیا کہ وہ اس تصنیف کا مطالعہ کریں۔ فرانس اور بلجیم میں پرودھوں کے پیرو دہان اور جرمنی میں لاسال کے پیروکار مارکسزم کے بڑے مخالفین میں سے تھے۔ جب انٹرنیشنل کی بنیاد رکھی گئی لاسال کا انتقال ہو چکا تھا مگر اس کے پیروکار اس کے غلط نظریات اور ضرررساں داؤں پیچ پر مصر تھے۔ مارکس اور اینگلز نے چند مضامین اور خطوط میں جرمن محنت کشوں کو پروشیا میں لاسال کے پیروکاروں کی رجعت پسندانہ اور مبہم پالیسی کے خطرے اور زیاں کاری کے بارے میں مطلع کیا۔ جب جنرل جرمن ورکرز ایسوسی ایشن اور ان کے اخبار ڈر سوشل ڈیموکریٹ نے لیسلیوں کے داؤں پیچ جاری رکھے اور بسمارک کے سپاہیوں اور ہتھیاروں سے جرمنی کو اوپر سے متحد کرنے کی پالیسی کی معاونت کی۔ مارکس اور

اینگلز نے عوامی سطح پر اعلان کر دیا کہ وہ اس اخبار کے لئے کام نہیں کریں گے اور انہو ں نے لیسلیوں کے ''پروشیا کے شاہی حکومتی سوشلزم'' کو شدت سے رد کر دیا۔ اپنے مددگار ویلہلم لبنخت کے ذریعے مارکس اور اینگلز نے کوشش کی کہ وہ جرمنی میں مزدور طبقہ کی ایک پارٹی قائم کریں جو لیسلیوں سے ممیز ہو۔ ایجوکیشنل ورکرز یونینز کی کانگرس 1868 نیورمبرگ میں لبنخت اور بیبل کی رہنمائی میں منعقد کیا۔ اس طرح انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن نے جرمنی کے محنت کش عوام میں بھی اپنی راہ ہموار کر لی۔ 1869 میں ایزینش میں سوشل ڈیموکریٹک ورکرز پارٹی آف جرمنی کی بنیاد رکھی گئی۔ جس میں بیبل اور بنخت کی رہنمائی میں چلنے والی مزدور تنظیموں کے علاوہ اور مزدور تنظیموں کا اضافہ ہوا۔ یہ لیسلیوں کی جنرل جرمن ورکرز ایسوسی ایشن سے ٹوٹ کر آ ملے تھے۔ اس وقت جب مارکسزم نے انٹرنیشنل میں پرد ھوں ں پر نظریاتی فتح پالی تھی اور لیسلیوں کے خلاف جنگ جیت لی تھی ایک نیا شخص نمودار رہوا۔ ایم بکونین اپنی لاقانونی تنظیم پر انحصار کرتا تھا اور سوشلسٹ ڈیموکریسی سے تعلق رکھتا تھا۔ اور انٹرنیشنل کی قیادت حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اگر چہ انٹرنیشنل میں شامل ہوئے وقت باکونین نے اپنی لاتعلقی کا اعلان کیا تھا مگر حقیقتاً اس نے انٹرنیشنل میں اپنا خفیہ دھڑا قائم کر رکھا تھا۔ بیسلی کانگرس کے بعد باکونینیوں نے خفیہ طور پر انٹرنیشنل کی جڑیں کاٹنے کی سرگرمیوں کے علاوہ مزید یہ کیا کہ جنرل کونسل اور اس کے لیڈر مارکس کے خلاف کھلی جنگ کا آغاز کر دیا۔ انہوں نے پروشیا کے شاہی سوشلسٹوں یونی لیسلیوں اور برطانیہ کے ٹریڈ یونین اعتدال پسند لیڈروں (جن کے ساتھ اب مارکس کے شدید اختلافات تھے) دونوں کو اپنے باغیانہ اور بدنظمی کے جھنڈے تلے قطار بند کرنے کی کوشش کی۔ مارکس نے اس سے پہلے بھی برطانیہ میں اس سرداری

طرز کے مزدور رہنماؤں کی قدامت پرستی اور بورژوا آزاد خیالوں کی تقلید میں ان کا دم چھلہ بننے کی پرانی روش پر تنقید کی تھی۔ مارکس اور ان لیڈروں کی آزاد خیال مزدور پالیسی کے اختلافات خاص طور پر ساٹھ کی دہائی کے دوسرے نصف میں کھل کر ظاہر ہوئے جب برطانیہ کی سیاسی زندگی میں آئر لینڈ کا سوال پیش آیا۔ مارکس کی ترغیب پر انٹر نیشنل کی جنرل کونسل نے برطانوی حکومت کے خلاف آئرش عوام کی قومی آزادی کی جدوجہد میں ان کی مدد کی۔ مارکس کو تو آئرش قومی آزادی کی تحریک میں ایک ایسی قوت نظر آتی تھی جو نہ صرف انگریز زمینداری کے خلاف لڑ رہی تھی بلکہ انگریز بورژوازی سے بھی برسر پیکار تھی۔ آئر لینڈ کے دباؤ نے بورژوازی کو اس قابل بنا دیا کہ وہ اپنے ''زرخرید غلاموں'' کو دو متحارب گروہوں میں تقسیم کر دیں تا کہ انگریز اور آئرش محنت کشوں میں دشمنی پیدا ہو جائے۔ مارکس نے اس کے متعلق کہا کہ یہ تنازعہ انگریز محنت کش طبقے کی کمزوری کا راز تھا اور انگریز بورژوازی کی طاقت کا راز تھا۔ اس نے انگریز محنت کشوں کو وضاحت سے بتایا کہ آئر لینڈ کی آزادی تمہاری اپنی آزادی کے لئے بھی نہایت ضروری ہے۔ مارکس نے لکھا کہ ''ایک قوم جو دوسری قوم کو غلام بناتی ہے، وہ گویا اپنے لئے بھی زنجیریں ڈھالتی ہے۔'' آئر لینڈ کے عوام کی جدوجہد شروع ہوگئی۔ اس کے تجربے نے مارکس کو اکسایا کہ وہ قومی اور نو آبادیاتی مسائل کے بنیادی اصولوں کو فروغ دے جب اس نے یورپ، ہندوستان اور چین میں قومی آزادی کی تحریکیں پر اولین مضامین میں پیش کئے۔ پرولتاریہ کے قومی نو آبادیاتی مسئلہ کی بنیادی پالیسی پر کاوش کرتے ہو مارکس نے محنت کش طبقے کو بتایا کہ وہ اس سوال کو انقلاب کی ضرورتوں کے نقطۂ نظر سے دیکھے۔ اس نے پرودھوں کے پیروؤں پر سخت نکتہ چینی کی جنہوں نے قومی سوال کو نظر انداز کر دیا تھا اور

جنہوں نے اعلان کیا کہ قوم محض ''تعصب کی باقیات'' کا نام ہے۔ دوسری طرف اس نے بورژوا قوم پرستی کا مقابلہ بھی بے رحمی سے کیا اور ادھر عوام الناس کو پرولتاری بین الاقوامی جذبے کے تحت تعلیم دی اور سکھایا۔ مارکس کا خیال تھا کہ قومی جبر اور نو آبادیاتی نظام کے خلاف پرولتاریہ انتہائی مضبوط محاذ ہوتی ہے۔ باکونینیوں کے خلاف جدوجہد میں فرسٹ انٹرنیشنل کے روسی فریق نے مارکس کی پرزور معاونت کی۔ یہ انجمن 1870 کے آغاز میں جینوا میں سیاسی تارکین وطن کے ایک گروہ نے بنائی تھی وہ سب ان خیالات کی مجلس شرکت کرتے جو چرنی شیسکی اور دوبرلائی بوو ان میں پھیلاتے تھے۔ روسی فریق نے مارکس سے التجا کی کہ وہ جنرل کونسل میں ان کے جانشین کے طور پر کام کرے۔ مارکس اگرچہ پہلے بھی جرمنی کے لئے خط و کتابت سیکرٹری کے فرائض انجام دے رہا تھا اس نے اپنے جواب میں کہا کہ وہ اس عزت افزائی کو بخوشی قبول کرتا ہے۔ یہ محض اتفاق نہیں تھا کہ روسی فریق مارکس کا ہمنوا ہو گیا تھا۔ روس کے نوجوان انقلابیوں میں اس کا نام پہلے بھی جانا پہچانا تھا۔ ''سرمایہ'' کے غیر ملکی ترجمے کی تجویز سب سے پہلے روس ہی سے آئی۔ مارکس نے جب اس کے بارے میں کجلمین کو لکھا تو یہ بھی بتایا کہ اس کی دوسری تصانیف ''فلسفے کا افلاس'' اور ''سیاسی اقتصادیات کی تنقید میں حصہ'' کسی دوسرے ملک سے زیادہ روس میں مشہور ہوئیں۔ مارکس نے اپنی طرف سے روس، اس کی معاشیات، کلچر، ادبیات اور عوام کی حالت زار اور زمینداروں کے خلاف جدوجہد میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ 1869 میں اس نے روسی سیکھنا شروع کی اور جلد ہی، پشکن، گوگول، سالٹی کوو سکیڈرین، فلیروسکی، ہیرزن، ڈوبرولائی بوو، چرنی شیسکی اور دوسرے روسی مصنفین کی اصل کتابیں پڑھنے کے قابل ہو گیا۔ ''سرمایہ'' جلد اول کے دوسرے ایڈیشن کے

ضمیمے میں مارکس نے چرنی شسکی کے ''عظیم روسی عالم اور نقاد'' ہونے کا اقرار کیا ہے جس نے مل 1861 کے قول کے مطابق اپنی کتاب ''سیاسی معاشیات کے اشارات'' میں سیاسی معاشیات کا دیوالیہ پن ماہرانہ طریقے سے ثابت کیا ہے۔

جنیوا 1870 میں روسی گروہ کی کمیٹی کے ممبران کے نام ایک خط میں مارکس نے فلیروفسکی کی '' روس میں محنت کش طبقہ کے حالات'' 1869 کی بہت تعریف کی۔ مارکس نے لکھا کہ ''فلیروفسکی جیسی یا تمہارے استاد چرنی شیوسکی جیسی تصانیف روس کی حقیقی آبرو ہیں اور ان سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا ملک بھی اس صدی کی عام تحریک میں حصہ لینے کا آغاز کر رہا ہے۔'' مارکس نے ''سرمایہ'' کے مترجم، روسی انقلابی، کسان جمہوریہ کے حامی، جتی لاپاٹن (جسے مارکس کے کہنے پر انٹرنیشنل کی جنرل کونسل میں لے لیا گیا تھا) سے دوستانہ تعلقات قائم کر لئے۔ 1870 میں جب لاپاٹن نے چرنی شیوسکی کو ملک سے باہر بھیجنے کے لئے جراتمندانہ کوشش کی تو اس نے ''سرمایہ'' کا ترجمہ مکمل کرنے کا کام ڈینیل سن کے حوالے کر دیا جو سینٹ پیٹر زبرگ میں کسان جمہوریہ کا حامی Narodnik تھا اور جس کے ساتھ مارکس کا خوشگوار نامہ و پیام جاری رہا۔ مارکس نے چند دوسرے روسی سیاسی افراد سے بھی خط و کتابت کی۔ اس طرح مارکس اور بہت سے ممالک کے ترقی پسند لوگوں کے درمیان میل جول پختہ تر ہو گیا۔ اور اس کی رہنمائی میں ''انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن'' کا اثر بڑھ گیا۔

انٹرنیشنل کے آغاز ہی مزدوروں کی توجہ غیر ملکی پالیسی کے مسائل، جنگ اور امن اور فوجی غلبے کے خلاف تگ و دو کی طرف دلائی۔ اس نے محنت کش طبقے پر زور دیا کہ وہ دنیا کے امور پر دلیری سے بات کریں کیونکہ وہ آزادانہ رائے رکھنے کے اہل

ہیں۔ وہ امن کے پجاری ہیں جبکہ ان کے نام نہاد آقا جنگ کے لئے شور مچاتے ہیں۔ صلح پسندوں کے برعکس جنرل کونسل نے مارکس کی صدارت میں غارت گری اور آزادی کی جنگوں میں خط امتیاز کھینچا۔ اسی طرح امریکی صدر ابراہم لنکن 1864 اور اینڈریو جانسن 1865 کو خطاب کرتے ہوئے اس نے غلامی کی تنسیخ کے لئے شمال کی جنوب کے خلاف جنگ کو ترقی پسندانہ کردار کی حامل قرار دیا۔ 1870 میں جب فرانس اور پروشیا میں جنگ چھڑ گئی، مارکس نے جنرل کونسل کی طرف سے اپیل میں (جو اس نے تیار کی تھی) اس جنگ کے اثرات کا جائزہ لیا۔ اور پرولتاریہ کے لئے طرز عمل کا ایک مختصر خاکہ تیار کیا تاکہ وہ اس پر عمل پیرا ہو۔ مارکس نے لوئی بونا پارٹ کا جرمنی کے خلاف جنگ کا کردار پرکھا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ جنگ محض غارت گری اور شاہی جنگ ہے اور پیش گوئی کی کہ اس کی قیمت چکانے کے لئے وہ اپنا تخت وتاج تھی کھو بیٹھے گا۔ جرمنی کی شروع کردہ جنگ کی خصوصیات پر تبصرہ کرتے ہوئے اس نے جرمنی کی حقیقی فوائد اور پروشیا کی رجعتی اور غارت گرانہ جنگ مقاصد میں فرق کو اچھی طرح واضح کیا۔ یہ دیکھ کر اسے اطمینان ہوا کہ فرانس اور جرمنی دونوں میں ترقی پسند محنت کشوں نے صحیح بین الاقوامی طرز عمل اپنایا تھا۔ مارکس نے لکھا تھا "یہ عظیم حقیقت جس کی نظر ماضی کی تاریخ میں نہیں ملتی ہمارے سامنے روشن تر مستقبل کا حسین منظر پیش کرتی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ پرانے معاشرے کی معاشی بدنصیبیوں اور سیاسی سراسیمگیوں کے مقابلے میں ایک نیا معاشرہ پھوٹ رہا ہے جس کا بین الاقوامی اصول امن ہوگا کیونکہ اس کا قومی فرمانروا ہر جگہ وہی ایک، یعنی محنت کش ہوگا۔"

اس طرح مارکس نے پرولتاریہ کے ایک نہایت اہم اور تہذیبی کام کو مناسب

ضابطے کی صورت دے دی ـــ یہ کام تھا نوع انسان کو تباہ کن جنگوں سے نجات دلانا اور دنیا میں دیرپا امن قائم کرنا ۔سیڈان میں فرانسیسی فوج کی پسپائی اور فرانس میں جمہوریت کا اعلان ہونے کے بعد دوسری اپیل میں مارکس نے محسوس کیا کہ جنرل کونسل کی رائے کس قدر صحیح تھی جب اس نے اپنی پہلی اپیل میں یہ پیشگوئی کی تھی کہ شہنشاہی ثانی کا زوال قریب الوقوع تھا۔اب جب کہ جنگ میں جرمنی کا کردار غارت گرانہ ہوگیا، مارکس نے جرمن محنت کشوں کے لئے یہ نعرہ تشکیل دیا: فرانس کے لئے باعزت امن کا حصول اور فرانسیسی جمہوریہ کو تسلیم کرنا۔فرانسیسی محنت کشوں کی فریضوں کی وضاحت کرتے ہوئے مارکس نے کہا کہ جمہوری آزادی میں انہیں جو وسائل بھی حاصل ہوتے ہیں، انہیں استعمال کرتے ہوئے وہ اپنے طبقے کی تنظیم کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنائیں۔فرانس میں طبقاتی جنگ کی تیزی دیکھتے ہوئے اس نے پیشگوئی کی کہ فرانسیسی پرولتاریہ خبردار رہے اور وہ بےوقت کی بےترتیب جنگ میں نہ الجھے۔

لیکن جب محنت کشوں کے 18 مارچ 1871 کے انقلاب کی خبریں لندن میں پہنچیں، مارکس نے پیرس کے باغی مزدوروں کی مدد کے لئے فوری کام شروع کر دیا۔اس نے دنیا کے تمام حصوں میں، جہاں کہیں بھی انٹرنیشنل کے گروہ موجود تھے، سینکڑوں خطوط ارسال کئے۔اور انٹرنیشنل پرولتاریہ پر 18 مارچ کے انقلاب کے حقیقی معنی واضح کرتے ہوئے اسے تاکید کی کہ پیرس کمیون کے دفاع میں لڑائی کا آغاز کردیں۔اس کام میں اینگلز نے مارکس کی بہت مدد کی جو 1870 کے خزاں میں آخر کار مانچسٹر سے اپنے دفتری فرائض ترک کرکے لندن میں آبسا تھا تاکہ وہ اپنے آپ کو جنرل کونسل کے کاموں کے لئے وقف کرسکے۔خطوط اور بااعتماد

قاصدوں کے ذریعے زبانی ہدایات بھیج کر مارکس اور اینگلز نے اپنی تجاویز سے فرانس کمیون کے ممبروں کی مدد کی اور انہیں غلطیوں سے بچائے رکھنے کی کوشش کی۔ بہر حال ان کی ہدایات پیرس میں ہمیشہ وقت پر نہیں پہنچتی تھیں کیونکہ وہ ناکہ بندی کے آہنی حلقے میں گھرا ہوا تھا۔ ایک دوسری رکاوٹ یہ تھی کہ پرودھوں اور بلانکی کے پیروکار جو کمیون کی قیادت کر رہے تھے، بڑی دیر بعد اور بدیر فیصلے تک پہنچتے جوان کے فرقہ دارانہ عقائد کے برعکس تھا۔ جب پیرس کمیون کی جد وجہد چل رہی تھی، مارکس اس طرف مائل ہوا کہ وہ اس کی تاریخی اہمیت کا اندازہ کرے، اس کی کوتاہیاں نمایاں کرے اور ان سے نتائج اخذ کرتے۔ یہ انقلابی نظریئے اور پرولتاریہ کے داؤں پیچ کے لئے نہایت اہم تھے۔ 12 اپریل 1971 میں کجل مین کو ایک خط لکھتے ہوئے اس نے پیرس کمیون کے بنیادی کردار پر روشنی ڈالی ''اگر تم میری کتاب ''نپولین بونا پارٹ کی اٹھارہویں برومیئر'' کے آخری باب پر نظر ڈالو تو تم دیکھو گے کہ میں نے یہ حقیقت واضح کر دی ہے کہ فرانسیسی انقلاب کی دوسری کوشش محض ایسی نہیں ہوگی۔ اب ضابطہ پرست فوجی حکومتی مشینری کو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں نہیں تھمایا جائے گا، بلکہ اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے گا اور اس بر اعظم پر کسی بھی حقیقی عوامی انقلاب کے لئے یہ اولین شرط ہے اور یہی وہ کام ہے جس کے لئے پیرس میں ہمارے بہادر کامریڈ کوشش کر رہے ہیں''۔

کجلمین کو لکتے ہوئے اس خط میں مارکس اپنے نتائج کا نچوڑ یہ نکالتا ہے کہ پورے بر اعظم میں پرانی حکومتی مشینری کو ختم کر دینا بہت ضروری ہے۔ البتہ انگلینڈ کو اس سے مستثنیٰ قرار دے دینا چاہئے کیونکہ یہاں کے محنت کش ملک بھر کی آبادی میں اکثریت کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہ فوجیوں کی گرفت سے آزاد ہیں اور یہاں ضابطہ

پرستی کا خیال تھا کہ ہو سکتا ہے انگریز محنت کش طبقہ پر امن ذرائع سے سیاسی غلبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے لیکن پھر بھی جیسے کہ اینگلز نے کہا اور پھر بھی مارکس اس خدشے کا اضافہ کرنا نہ بھولا کہ مجھے کم امید ہے کہ انگریز حکمران طبقہ یہ قبول کرے گا.....کہ یہ پر امن اور قانونی انقلاب ہو جائے۔''

مارکس نے اس خط میں کمیون والوں کی دو فاش غلطیوں کی نشان دہی بھی کی۔

1۔انہیں ورسلز کے محاز پر فوری پیش قدمی کرنی چاہئے تھی جب دشمن ابھی دہشت زدہ تھا اور اپنی قوتیں جمع کرنے سے معذور تھا۔یہ موقع ضائع کر دیا گیا۔

2۔سنٹرل کمیٹی نے کمیون کے لئے اپنا منصب بہت پہلے چھوڑ دیا۔

17 اپریل 1871 کو ایک دوسرے خط میں کجلمین کو لکھتے ہوئے مارکس نے پیرس کمیون کے اس ظہور کی قدر افزائی کرتے ہوئے اسے پرولتاریوں کا عالمی تاریخی حاصل قرار دیا۔

مارکس نے اپنی تصنیف ''فرانس میں خانہ جنگی'' 1871 میں کمیون کے تجربات کی تفہیم نہایت ذکاوت سے کی اور عمومی نتیجے نکالے۔جیسا کہ اس کا خیال تھا کمیون والوں ے جو بڑی خدمت کی، یہ تھی کہ تاریخ میں پہلی بار انہوں نے پرولتاری حکومت قائم کرنے کی کوشش کی جبکہ پچھلے تمام انقلابات محض یہاں تک پہنچے کہ اقتدار ایک حکمران جماعت سے دوسری کو منتقل ہو گیا۔استحصال کی ایک شکل دوسری میں بدل گئی۔ پرانی حکومتی مشینری میں کوئی توڑ پھوڑ نہ ہوئی۔صرف لوٹنے والے ہاتھ بدل گئے۔لیکن جیسا کہ مارکس نے واضح کیا محنت کش طبقہ قطعی طور پر بنی بنائی حکومتی مشینری پر قابض ہو کر اسے اپنے مقاصد کے لئے استعمال نہ کر سکا۔ مارکس اور اینگلز نے اس نتیجے کو ایسی نمایاں اہمیت دی کہ انہوں نے کمیونسٹ مینی

فیسٹو 1872 کے دیباچے میں اس کو پرولتاریہ کے پروگرام کے مسودے کا لازمی حصہ قرار دیا۔

''لوئس بوناپارٹ کا اٹھارواں برومیئر'' میں مارکس نے جو ناگزیر نظریاتی مسئلہ پیش کیا تھا، جس کا تعلق حکومت کی پرانی مشینری توڑنے کی ضرورت محسوس کی تھی، کمیون نے نہ صرف اس مسئلہ کو عملی طور پر سچ کر دکھایا، بلکہ پرانے طریق کار کو ایک نئے طرز کی تنظیم سے بدلنا شروع کر دیا۔ کمیون کے تجربات سے متاثر ہو کر مارکس نے پرولتاریہ کہ آمریت کی تعلیم کو نشونما دینے میں ایک نیا اور استثنائی قدم اٹھایا۔ وہ اس نتیجے پر پہنچا ہ پیرس کمیون قسم کا طرز حکومت آخر کار وہ سیاسی طرز دریافت ہو گیا ہے جس کے تحت محنت کی اقتصادی نجات کے لئے مطلوبہ نتائج حاصل ہوئے ہیں۔ ''

کمیون کے سماجی اقتصادی اقدام کا تجزیہ کرتے ہوئے مارکس نے زور دیا کہ باوجود اپنی بزدلانہ احتیاط کے ان کا بنیادی رجحان بے دخل کرنے والوں کو بے دخل کرنے کی طرف تھا۔

مارکس نے کمیون کے لئے نہایت اہم مسئلے یعنی کسانوں سے اس کے گٹھ جوڑ پر بھرپور توجہ دی۔ اس نے ان اقدام کی جانچ پڑتال کی جو کمیون کو فرانسیسی کسانوں کے فائدے کی خاطر اٹھانے چاہئیں تھے۔ اور ابھی تک نہیں اٹھائے گئے تھے۔ مارکس نے ثابت کیا کہ کمیون نہ صرف کسانوں بلکہ شہری کم مایہ بورژوازی کا بھی قدرتی محافظ تھا اور فرانسیسی قوم کے اصل فوائد کا سچا حامل تھا۔ اپنے اس مقالے کے لب لباب میں مارکس نے پیرس کمیون کو ستائش کے طور پر آئندہ معاشرے کا نقیب قرار دیا اور اس کو مٹانے والوں پر لعنت بھیجی۔

''فرانس میں خانہ جنگی'' نے ایک بار پھر مارکسزم کے تخلیقی کردار، نشوونما کے لئے اس کی لگن، اور عوام الناس کے تجربے سے بہتری کی صورتیں نکالنے کا رجحان اوران کے تاریخی رول کو واضح طور پر آشکار کر دیا۔

جنرل کونسل کے ہاتھوں ایک اپیل کی صورت میں چھپنے والے یہ مسودہ ''انٹر نیشنل'' کا ایک اہم سیاسی اوزار بن گیا جو دنیا بھر کے پرولتاریوں کو کمیون کے قیمتی تجربات سے مسلح کرتا تھا۔ یہ مارکسزم کی سوشلزم کی جملہ سابقہ اقسام پر فتح تھی۔ لینن کا کہنا ہے کہ 1848-71 کا دور ہلچل اور انقلابات کا دور تھا جس میں مارکسزم سے پہلے کا سوشلزم ختم ہو رہا تھا۔

کمیون کی شکست کے بعد ''انٹر نیشنل'' پر ایک مشکل زمانہ آیا۔ مختلف ملکوں کی رجعتی حکومتوں نے اپنے ہاں کے گروہوں پر اذیتیں سخت کر دیں۔ اور اس کے رہنما ــــ مارکس کے خلاف گھناونی مہم کا آغاز کر دیا۔ ''انٹر نیشنل'' کی اپنی صفوں میں بھی لڑائی تیز تر ہوگئی۔ 20 جون 1871 کو جنرل کونسل کی ایک میٹنگ میں برٹش ٹریڈ یونین کے دو موقع پرست لیڈروں، اوڈگر اور لکرافٹ نے اعلان کیا کہ ہم انٹر نیشنل کے منشور ــــ فرانس میں خانہ جنگی' سے اپنے دستخط واپس لیتے ہیں۔ یہ اعلانیہ بے وفائی تھی۔ اس کے برعکس مارکس نے پریس میں کھلے بندوں اعلان کیا کہ ''منشور'' کا مصنف میں ہوں اور اس میں تحریر شدہ مواد کی پوری ذمہ داری قبول کرتا ہوں۔ ان دنوں مارکسزم کے سب سے بڑے خطرناک دشمن باکونسٹ تھے جو کم مایہ بورژوازی کے نظریہ ساز تھے وہ پرولتاریہ کی آمریت اور پرولتاری پارٹی کی سیاسی جدوجہد کی ضرورت سے انکار کرتے تھے۔ اس زمانے میں نراجی نظریہ پرولتاریہ کے انٹر نیشنل کے نتائج کو سمجھنے میں سب سے بڑی رکاوٹ تھا۔ لندن کانفر

نس 1871 کو مارکس اور اینگلز نے کمیون کے تجربے کا حوالہ دیتے ہوئے واضح کیا کہ سیاسی تگ ودو چھوڑ دینا مہلک ہوگا اور ''محنت کشوں کی انقلابی پارٹی'' قائم کرنے پر زور دیا جس کی عدم موجودگی بھی کمیون والوں کی شکست کی وجوہات میں سے ایک تھی۔ کانفرنس نے مارکس اور اینگلز کی طرف سے پیش کی جانے والی ایک قرارداد بھی پاس کی جس میں محنت کش طبقہ کو سیاسی عمل پر ابھارا گیا۔ اس میں زور دیا گیا تھا کہ کہ انقلابی پارٹی کا قیام انقلاب کے لئے بہت ضروری ہے۔ یہ پرولتاریہ کو سوشلزم تک لے جانے میں کلیدی کردار ادا کرے گی اور ایک انقلابی پارٹی کے ذریعے ہی سے پرولتاریہ اور اس کے اتحادی طبقات اپنے آپ کو حکمران طبقوں کے خلاف ایک اجتماعی قوت میں ڈھال سکتے ہیں۔ باکونی نسٹوں کی کوششوں کا مقابلہ کرنے کے لئے جو انٹرنیشنل میں ڈسپلن خراب کر رہے تھے اور جنرل کونسل کو انہوں نے محض اطلاعات اور خط وکتابت کا ادارہ بنا دیا تھا، کانفرنس نے چند قراردادیں پاس کر کے جنرل کونسل کے موثر کردار کو بحال کیا اور انٹرنیشنل کے بطور نظریاتی مرکز اور جدوجہد کے علمبردار کردار کو ٹھوس انداز میں پیش کیا۔

باکونسٹوں نے جو دشنام طرازی کی مہم جنرل کونسل کے خلاف چلا رکھی تھی اس کا جواب دینے کیلئے لندن کانفرنس کے بعد ایک گشتی مراسلہ چھاپا گیا۔ جس کا عنوان تھا ''انٹرنیشنل میں تصوراتی پھوٹ'' جس میں مارکس اور اینگلز نے باکونسٹو ں کی سازشوں، منافقتو ں اور پر نفاق سرگرمیوں کا پردہ چاک کیا جو انٹرنیشنل کو اندر ہی سے بھک سے اڑا دینا چاہتے تھے۔ انہوں نے بکونی نسٹوں کے ''نعرہ'' ''لاقانونیت Anarchy'' کے غدارانہ جوہر اور اس کے ضرررساں اور خطرناک کردار کو آشکار کیا کہ وہ اس وسیلے سے پرولتاریہ کو نہتا کرنا چاہتے ہیں جب کہ اس

کے مقابلہ میں بورژوازی ہتھیار بند اور کیل کانٹے سے لیس ہے۔

باکونسٹوں کے ساتھ جنگ 1872 میں ہیگ کانفرنس کے موقعہ پر اپنے نقطہ عروج پر پہنچ گئی۔ اس کانگرس کے موقعہ پر مارکس نے باکونسٹوں کے غیر اصولی حلیفوں ــــ موقعہ پرست برطانوی ٹریڈ یونین لیڈروں کو ملامت کی اور کہا کہ ان لوگوں کو بورژوازی اور گورنمنٹ نے رشوت دے رکھی ہے۔ باکونسٹوں کی مخالفت کے باوجود ہیگ کانفرنس میں لندن کانفرنس کی قرارداد، مزدور طبقہ کے سیاسی عمل کی تجسیم کی گئی اور اس کو انٹرنیشنل کے قوانین میں دفعہ 7 الف کے تحت شامل کیا گیا۔ پارٹی کے کردار کا بیان جو اس پروگرام کی شکل میں تھا: ''اہل ثروت طبقات کی متحدہ قوت کے خلاف محنت کش طبقہ کے طور پر اسی وقت برسر پیکار ہو سکتا ہے جب یہ بھی ایک علیحدہ سیاسی پارٹی کی تنظیم کرے جو ان تمام پہلی پارٹیوں کی ساخت سے برتر ہو جو اہل ثروت لوگوں نے بنا رکھی ہیں۔ سوشلسٹ انقلاب کی لازمی کامیابی کے لئے اور اس کے قطعی مقاصد ــــ طبقات کو ختم کرنے کے حصول کے لئے، محنت کش طبقے کو ایک سیاسی پارٹی کی شکل میں منظم کرنا ایک ضروری تدبیر ہے۔'' خصوصی کمیشن جو باکونسٹوں کی فتنہ گر سرگرمیوں کی تحقیق کے لئے مقرر کیا گیا تھا، کی رپورٹ سن کر کانگرس نے ایک بھرپور اکثریت سے ''حلیفوں'' کے لیڈروں باکونین اور گوئی لام کو انٹرنیشنل ورکنگ مین ایسوسی ایشن سے نکال باہر کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ جیسا کہ مارکس اور اینگلز نے تجویز کیا یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ جنرل کونسل کے ہیڈ کوارٹر نیویارک میں منتقل کر دیے جائیں۔

9

مارکس کی زندگی کے آخری دس سال

1870 کی دہائی میں مارکس نے نظریاتی سرگرمیوں میں ''سرمایہ'' کی جلد دوم اور سوم پر کام کو اولیت دی۔اس نے نیا مواد اکٹھا کیا اور اپنی تصنیف کے حصوں میں ردوبدل کیا جیسا کہ پہلے اس نے کیمیا، حیاتیات اور دوسری سائنسوں کی نشوونما سے کام لیا جو زمینی لگان میں سمت نمائی کرتی تھیں۔صنعتی ترقی خاص طور پر بجلی کو لمبے فاصلوں تک لے جانے کے تجربات نے اس میں زبردست اشتیاق پیدا کیا۔اس کا ریاضی کا مطالعہ جو پچاس کی دہائی میں شروع ہوا تھا اب مستقل حیثیت حاصل کر چکا تھا۔اس کی موت کے بعد اینگلز نے اس کے ریاضیاتی مسودے شائع کرنے کا ارادہ کیا جو امتیازی گنتی کا ایک نیا اور حقیقی ثبوت رکھتا تھا۔ان سالوں میں مارکس نے اپنا زیادہ وقت تاریخ... خاص طور پر آبادی میں زمینی ملکیت کی تاریخ کے مطالعہ کے لئے وقف کر دیا۔وہ مورگن کی کتاب ''قدیم معاشرہ'' 1877 کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا، اس لئے کہ شمالی امریکہ کے ریڈ انڈین خاندانوں کے روابط میں مورگن نے ابتدائی معاشرے کے نمونوں کا راز پا لیا تھا۔مارکس نے اس کتاب سے اقتباسات اخذ کئے اور انہیں اپنے اشارات کے ساتھ پیش کیا، جس سے اس کا مدعا مورگن کی تصنیف کے متعلق ایک مضمون لکھنا اور تاریخ کے مادی نقطہ نظر کے لحاظ سے اس کی اہمیت پر روشنی ڈالنا تھا۔اس کی موت کے بعد اینگلز نے یہ مواد اپنی تصنیف ''خاندان، ذاتی ملکیت، اور ریاست کی ابتدا'' میں استعمال کیا جس کو لکھ کر اس نے محسوس کیا کہ وہ اپنے دوست کی وراثت کو آگے بڑھا رہا ہے، تاہم صرف ایک خاص حد تک۔

تاریخ میں مارکس کی انتہائی دلچسپی کا پتہ اس کی مبسوط کتاب ''ہندوستانی تاریخ کی یادداشتیں'' مرتبہ 1879 سے ملتا ہے اور اس سے بھی زیادہ ضخیم تاریخ عالم کے وہ اقتباسات تھے جو اس نے 82_1881 میں تیار کیئے۔ اس کے تاریخ وار قتباسات کسی لحاظ سے بھی مختلف زمانوں اور لوگوں کا بے کیف بیان نہیں ہے۔ وہ ان تاریخی واقعات کو پرکھتے ہوئے دیکھا ہے کہ کس طرح وہ محنت کش لوگوں اور استحصال ہونے والوں کے حقوق پر اثر انداز ہوتے تھے اور ساتھ ہی غضبناک ہو کر ان کے دشمنوں کی سرزنش بھی کرتا ہے۔

مارکس نے علم کے جس شعبے کی طرف بھی رجوع کیا اس نے ہمیشہ اسے اس نہایت ترقی یافتہ طبقہ کے نقطہ نظر سے دیکھا، جس کے مقاصد تاریخی ترقی کی معروضی صورت حال سے مطابقت رکھتے تھے۔ مارکس کی نظر میں سائنس کے تاریخی طور پر ابھری ہوئی ایک انقلابی قوت ہے۔''

یہ وہ تاثرات ہیں جو پال لافارگ 'لارا مارکس کے خاوند نے اپنے سسر کے عبقری علم اور اس کی سائنسی دلچسپیوں کی حیران کن حد تک وسعت کے متعلق لکھا، '' مارکس کا دماغ تاریخ، قدرتی سائنس اور فلسفیانہ نظریات کے حقائق کے ناقابل یقین ذخیرے سے پُر تھا۔ وہ علم اور سالوں کے دانشورانہ کام کے جمع شدہ مشاہدات کے استعمال میں بلا کا ماہر تھا۔ اس کا دماغ بندرگاہ میں کھڑا تیار جنگی جہاز تھا جو خیالات کی کسی بھی سمت میں سفر پر جانے کو تیار تھا۔''

''اس میں شک نہیں کہ ''سرمایہ'' ہمارے سامنے ایک حیران کن حد تک طاقتور دماغ اور اعلیٰ علم کے دروازے کھولتی ہے لیکن میرے لئے، جیسا کہ ان تمام کے لئے جو مارکس کو قریب سے جانتے ہیں نہ ''سرمایہ'' میں وہ بات ہے، نہ اس کی تصانیف

میں سے کسی دوسری میں جس میں اس کی ذہانت کی وہ تمام تر عظمت اور علمی وسعت نظر آتی ہو جو حقیقتاً اس میں تھی۔ وہ اپنی تصانیف سے بلند تر تھا۔" اس کی زندگی کا چراغ بجھنے تک مارکس کا نظریاتی کام انقلابی سرگرمی سے مضبوطی سے جڑا رہا۔ قطع نظر دوسری باتوں کے مارکس ایک انقلابی تھا اس کا میدان عمل جدوجہد تھی۔" (اینگلز)

"انٹرنیشنل کے زوال کے بعد، بین الاقوامی محنت کش طبقہ کی تحریک کے رہنما کی حیثیت سے مارکس کا کردار بغیر کسی کمی کے، اس تحریک کے اپنے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ بڑھتا گیا۔ پہلی انٹرنیشنل اپنا تاریخی پارٹ ادا کر چکی تھی اور اس وقت دنیا کے تمام ملکوں میں مزدور تحریک کے لئے کس بڑی ترقی کے لئے راستہ بنا رہی تھی۔ یہ وقت تھا جب تحریک وسعت میں بڑھ گئی اور محنت کش طبقہ کی سوشلسٹ پارٹیاں علیحدہ علیحدہ قومی ریاستوں میں عوامی سطح پر قائم کی گئیں۔" (لینن)۔ ہر ایک ملک میں پرولتاری پارٹی بنانے کے عظیم تاریخی کام پر دلالت کرتے ہوئے مارکس نے پیش نظر ملک کی خصوصیات کو ہمیشہ مدنظر رکھا__ اس کی اقتصادیات، سیاسی زندگی، طبقاتی جدوجہد، مزدور تحریک کی نظریاتی سطح اور پرولتاری پارٹی بنانے میں پیش آنے والی رکاوٹیں۔

عالمی محنت کش تحریک میں مارکس کے حاصل کردہ ہمہ گیر اثر کو دیکھ کر اینگلز نے 1881 میں لکھا "نظریاتی اور عملی کامیابیوں سے مارکس نے اپنے لئے ایسی حیثیت حاصل کر لی ہے کہ دنیا بھر میں محنت کش طبقات کی تمام تحریکوں میں بہترین لوگ اس پر مکمل اعتماد رکھتے ہیں۔ عین معترضانہ وقت پر وہ مشورے کے لئے اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور تب عام طور پر اس کی تجویز کو بہترین پاتے۔

اس زمانے کے اقتصادی طور پر پسماندہ سپین، سٹوئٹزرلینڈ اور اٹلی میں پرولتاری پارٹیاں بنانے میں نیم بورژوا بدنظمی کے حامل عناصر سب سے بڑی رکاوٹ تھے۔ ایک خاص پمفلٹ ''سوشلسٹ جمہوریت کے حلیف'' میں مارکس اور اینگلز نے باکونسٹوں کی انٹرنیشنل میں نفاق ڈالنے کی روش اور سوئٹزرلینڈ، سپین، اٹلی، فرانس اور روس میں محنت کش جماعت اور انقلابی تحریک کو درہم برہم کرنے کے وطیرے پر بیان دیا۔

جرمنی میں لسیلی کے پیروکار مارکسزم کے پھیلاؤ میں بڑی رکاوٹ بنے رہے۔ ان کا اثر آئزن ایش پارٹی میں بھی محسوس کیا گیا۔ جو ببل اور لیبنیخت نے بنائی تھی۔ 1875 میں مارکس اور اینگلز کے انتباہ کے برعکس، اس نے اپنی قوت کو شدت سے آشکار کیا۔ آئزن ایچر لیسلیوں کے حلیف بن گئے۔ اس تعاون کا صلہ یہ ملا کہ گوتھا میں کانگرس کے اتحاد کے لئے خاکہ پروگرام تیا کیا گیا۔ مارکس نے اس پروگرام کو موضوع بناتے ہوئے اپنے مضمون ''گوتھا پروگرام پر تبصرہ'' 1875 میں کڑی اور شدید تنقید کی۔ لیسلیوں کے جھوٹے، غیر سائنسی، موقعہ پرستانہ نظریات اور نعروں پر تنقید کرتے ہوئے مارکس نے اس کتابچے میں چند نئے اور نہایت اہم نظریاتی مسائل اٹھائے اور حل کئے۔ تاریخی ارتقا کے قوانین، جو اس نے دریافت کئے تھے، انہیں کو بنیاد بنا کر مارکس نے ''گوتھا پروگرام پر تبصرہ'' میں مستقبل بعید پر ایک گہری نظر ڈالی اور کمیونسٹ سوسائٹی کے نمایاں خدوخال کی تصویر کشی کی۔ لینن نے لکھا ''مارکس کا سارا نظریہ ارتقائی اصولوں کو ان کی نہایت فصیح، مکمل، سوچی سمجھی اور پرمغز شکل میں جدید سرمایہ داری پر منطبق کرنے کا عمل ہے۔ قدرتی طور پر مارکس اس نظریئے کو، سرمایہ داری پر عنقریب پڑنے والی افتاد اور مستقبل کی اشتراکیت کی

آئندہ ہونے والی ترقی، دونوں پر منطبق کرنے کے مسئلے سے دو چار تھا۔ مارکس کے دامن پر ایسی کوشش کا نشان نہیں ملا کہ اس نے کسی خیالی دنیا بسانے کی کوشش کی ہو کہ بات اگر فہم میں نہ آئے تو وہاں بے معنی اندازوں سے کام چلانے لگا ہو۔ مارکس نے اشتراکیت کے مسئلہ سے وہی سلوک کیا جو سلوک ایک ماہر حیوانات، یوں کہئے کہ ایک نئی حیاتیاتی قسم کی نشوونما کے بارے میں کرتا ہے جیسا کہ اس کو معلوم ہوتا ہے کہ اس نے کیسے کیسے طریقے سے وجود پکڑا تھا اور کس کس طرح واضح سمت میں بدل رہی ہے۔''

یہ طریقہ کار بروئے کار لاتے ہوئے مارکس نے اپنی تصنیف ''گوتھا پروگرام پر تبصرہ'' میں چند شاندار دعاوی منضبط کئے جن کا تعلق سرمایہ داری سے اشتراکیت میں تبدیلی اور اشتراکیت کی دو صورتوں سے تھا۔ اس نے بیان کیا کہ اشتراکیت کی پہلی صورت جسے عام طور پر سوشلزم کہا جاتا ہے، یوں کہئے کہ یہ اقتصادی بلوغت کا پہلا قدم ہوتا ہے، اس میں تقسیم کا اصول لازمی طور پر محنت کے مطابق رائج کرنا چاہئے۔ اس میں مزدور معاشرے سے اسی قدر وصول کرتا ہے جتنا وہ اس کو مجموعی پیداوار کے ان حصوں کی کٹوتی کے بعد دیتا ہے جو پیداوار کو پھیلانے اور لوگوں کی ضروریات کے فنڈ پر خرچ کئے جاتے ہیں۔ مارکس لکھتا ہے کہ ''اشتراکی معاشرے کے عروج کے زمانے میں جب محنت کی تقسیم کی غلامانہ فرمانبرداری اور اس کے ساتھ جب دماغی اور جسمانی محنت کا تضاد بھی ختم ہو جائے گا تو محنت نہ صرف روزی کمانے کا ذریعہ بلکہ مقدم ضرورت بن جائے گی۔ فرد کی ہمہ گیر ترقی کے ساتھ ساتھ جب پیداواری طاقتیں بھی بڑھ جائیں گی اور اجتماعی دولت کے تمام سرچشمے نہایت فراخی سے ابل پڑیں گے، صرف اس وقت بورژوا حقوق کے تنگ دلانہ افق کو پار کر کے

کمیونزم کی صورت پیدا ہو گی تب معاشرہ اپنے پھریروں پر یہ الفاظ کندہ کر سکے گا: ''ہر ایک سے اس کی قابلیت کے مطابق کام لینا اور ہر ایک کو اس کی ضرورتوں کے مطابق دینا''۔ اشتراکیت کی دو صورتوں کا اصول، ایک نئی اور نہایت اہم دریافت تھی جو مارکس نے کی۔ اس سے اس کی پیشگوئیوں حقانیت ثابت ہوتی ہے۔

''گوتھا پروگرام پر تبصرے'' میں مارکس نے ریاست کے متعلق اپنے انقلابی نظریات مکمل کر دیئے۔ وہ تغیر پذیر وقت کی ضرورت اور تاریخی ناگزیریت کے لئے دلائل دیتا ہے جس کے دوران ریاست میں پرولتاریہ کی آمریت قائم ہو جائے گی۔

اشتراکیت کی دو حالتوں اور تغیر پذیری کے زمانہ سے متعلق مسائل پر روشنی ڈالنے کے علاوہ مارکس نے چند اور نظریاتی اور سیاسی سوال اٹھائے جن کی اہمیت ابھی تک ختم نہیں ہوئی تھی۔ مثال کے طور پر اس نے محنت کش طبقہ نے متعلق لیسلیوں کے عقاید کی بے اصول اور سیاسی ضرر رسانی کا پردہ فاش کیا جو کہتے تھے کہ ''تمام دوسرے طبقے مل کر محض ایک ہی رجعتی گروہ بناتے ہیں۔'' یہ آسان کردہ قیاسی نقطہ نظر پرولتاریہ کو کسانوں اور دوسرے محنت کش عوام سے علیحدگی کی طرف لے جاتا ہے اور اس طرح وہ سوشلزم اور جموریت کے ہراول دستے کا مشن پورا کرنے سے قاصر رہتا ہے۔

مارکسزم کا ایک نہایت حیات بخش مسودہ ''گوتھا پروگرام پر تبصرہ'' نظریہ کے نقطہ نظر سے انمول ہے۔

جیسے کہ مارکس اور اینگلز نے پیش گوئی کی تھی گوتھا میں جو اتحاد تعاون کے ذریعے کیا گیا اس نے پارٹی پر ناپائیدار، کم مایہ بورژوا عناصر کے دروازے کھول دیئے اور اس کا نظریاتی اور سیاسی معیار کم کر دیا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ جرمن یونیو

رسٹی کے ایک اسسٹنٹ پروفیسر ہوجین ڈہرنگ کے غوروفکر کے نتیجے میں تجویز کردہ ''سوشلسٹ نظام'' کی جرمن سوشل جمہوری لیڈروں نے تقریباً عالمی سطح پر پرجوش تائید کی۔ حالانکہ ڈہرنگ کا نظام چنے ہوئے گڈمڈ فرسودہ نظریات اور کم مایہ بورژوا عقائد پر مشتمل تھا۔

اس خیال سے کہ مارکس اپنی کتاب ''سرمایہ'' پر کام جاری رکھ سکے اینگلز نے ڈاہرنگ پر تنقید کا بیڑا اُٹھالیا۔ مارکس نے اپنے دوست کی تصنیف ''ڈہرنگ کے خلاف'' 1878 میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ اینگلز پبلشروں کو بھیجنے سے پہلے تمام مسودات مارکس کو پڑھ کر سناتا اس پر مزید یہ کہ دسواں باب جو سیاسی اقتصادیات کے لئے وقف حصہ تھا، مارکس نے خود لکھا۔ یہ باب سیاسی اقتصادیات کا مجمل، مگر نہایت پر مغز اشاریہ ہے۔ کتاب ''ڈہرنگ کے خلاف'' نے مارکسزم کو تقویت دینے، ترقی دینے اور پھیلانے میں ایک بڑا کردار ادا کیا۔ یہ ایک طرح سے مارکسی فلسفہ، سیاسی اقتصادیات اور سائنسی کمیونزم کے بنیادی مسائل کی تصویر کشی کرنے کی جامع العلوم ہے۔

مارکس اور اینگلز نے ''جرمن سوشل جمہوری پارٹی'' پر واضح کردی کہ نظریاتی پراگندگی جو اس کی صفوں میں رائج کی جاری ہے، خطرناک سیاسی نتائج سے پر ہے۔ زندگی نے اس تنبیہ کی حقانیت کو سچ ثابت کردیا جب اکتوبر 1878 میں پارٹی کو بسمارک کے سوشلسٹ دشمن خصوصی قانون کی صورت میں اپنی پہلی سنجیدہ آزمائش کا سامنا کرنا پڑا۔ پارٹی میں موجود موقع پرستوں اور پس پیش کرنے والوں کی وجہ سے جرمن سوشل جمہوری پارٹی کا محنت کشوں کی پارٹی کے طور پر قائم رہنا بھی خطرے میں پڑ گیا۔ اس کے رہنماؤں کے نام خطوط کے ذریعے اور خاص طور پر 18

ستمبر 1879 کے مشہور گشتی مراسلے کے وسیلے سے مارکس اور اینگلز نے جرمن سوشل جمہوریت پرستوں میں کھلی موقع پرستی (ہوچ برگ، برن سٹین اور دوسرے) فرقہ پرستی اور لاقانونیت (بے موست اور دوسرے) کا رجحان رکھنے والوں پر بھی ملامت نہایت بے باکی سے کی۔ مارکسزم کے بانیوں نے جرمن سوشل جمہوریت کی قیادت کے سامنے ان موقعہ پرست عناصر کی طرف سے پارٹی کو متوقع بڑے خطرے کی وضاحت کی جو محنت کشوں کی پارٹی کو کم مایہ بورژوا کی اصلاحی پارٹی میں بدل دینے کی تلاش میں تھے۔ انقلابی نظریئے کے تقدس کا بچاؤ کرتے ہوئے اور نظریاتی یا عملی سطح پر موقع پرستی کے کسی بھی مظہر کا مقابلہ کرتے ہوئے مارکس اور اینگلز نے خصوصی قانون کے ہاتھوں پیدا شدہ مشکل حالات میں جرمن سوشل جمہوریت کی صحیح انقلابی راستہ اپنا رکھنے میں مدد کی۔ انہوں نے جو ضابطہ جرمن سوشل جمہوریت کے لئے وضع کیا اس میں ایک غیر قانونی تنظیم استوار کرنے پارٹی کا انقلابی اخبار نکالنے، غیر قانونی کو قانونی کام سے ہمرکاب کرنے اور پارلیمانی پلیٹ فارم کو عوام الناس کی تربیت کرنے کے لئے گورنمنٹ کی پالیسی کو عیاں کرنا شامل تھا۔ مارکس اور اینگلز نے اپنی امیدیں زیادہ تر، محنت کش عوام، ان کے حوصلے اور قدم بڑھانے کی ابتدا پر مرکوز رکھیں۔

مارکس اور اینگلز کی کڑی تنقید کے نتیجے میں، اور محنت کش عوام الناس کے دباؤ ڈالنے کے باعث بھی، پارٹی کی قیادت خصوصی قانون کے لاگو ہونے سے پریشان ہوگئی اور اس نے اپنی سیاسی لائن سے بدکنا شروع کر دیا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ پارٹی میں موجود تمام موقعہ پرست پس وپیش کرنے والے فوراً باز آ گئے۔ دائیں بازو نے پارلیمانی دھڑے بندی میں اپنے لئے ایک گھونسلہ بنالیا اور موقعہ بہ موقعہ

پارٹی لائن کے خلاف حملہ آور ہوتے رہے۔ مارکس اور اینگلز نے پارٹی میں موقعہ پرستی کی جڑیں تاڑ لیں جو کم مایہ بورژوازی کی فطرت میں ہوتی ہیں اور اس کی ناتراشیدہ روح جدا نہیں سکیتیں۔

مارکس اور اینگلز کی جرمن سوشل جمہوریت پر اتنی زیادہ توجہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ پیرس کمیون کی شکست کے بعد محنت کشوں کی عالمی تحریک کی صدارت جرمن پرولتاریہ نے کی تھی ___ وہ چاہتے تھے کہ پہلے اس پارٹی کی بنیاد انٹرنیشنل کے اصولوں پر رکھی جائے تاکہ وہ اس زمانے میں دوسرے ملکوں میں وجود پانے والی محنت کشوں کی جماعتوں کے لئے مشعل راہ بن سکے۔

ان پارٹیوں کا ظہور ہوتے دیکھ کر مارکس اور اینگلز نے انہیں اپنے مشوروں سے نوازنے کی کوشش کی۔ مثال کے طور پر مارکس نے فرانس کے محنت کشوں کی پارٹی کا پروگرام تیار کرنے میں حصہ لیا۔ اس نے بات خود جیولز گرلیڈ کو (جو 1880 میں لندن آیا) تمہیدی بیان لکھوایا۔ مارکس اور اینگلز نے جیولز گولیڈ اور پال لافارگ کی اصلاح پسندی کے حامیوں Possiblists کے خلاف جدوجہد میں ان کی مدد کی۔ ساتھ ہی انہوں نے گولیڈ اور لافارگ کے انقلابی طرز بیان کی عادت کے رجحانات پر تنقید کی کیونکہ ان کی عقیدہ پسندی، خاص طور پر گولیڈ کی غیر تسلی بخش طور پر لچکدار داؤ پیچ رکھتی تھی۔ 1886 میں جب گوسیڈ اور امکانیوں کے پیروکاروں میں پھوٹ پڑ گئی تو مارکس اور اینگلز نے اس کو مثبت مظہر گردانا۔ اور ورکرز پارٹی کی نشوونما میں اگلا قدم قرار دیا۔

فرانس میں اگر محنت کش پارٹی کم مایہ بورژوازی مضبوط ہونے کی بنا پر اپنا اثر رکھتی تھی تو ورکرز پارٹی کی بنیاد رکھنے کے لیے یہاں شدید داخلی جدوجہد کی ضرورت

تھی۔تب برطانیہ میں تو ایک پرولتاری پارٹی کی بنیاد ڈالنے کے لئے اس سے بھی بڑی دشواریوں کا سامنا تھا۔ برطانوی مزدوروں کے لئے اپنے طبقہ میں اشتراکی جدوجہد کی راہ میں سرمائے داری رشتوں کے ڈھانچے میں رہتے ہوئے اصلاحات اور اقتصادی تقاضوں کی وجہ سے بڑی رکاٹ تھی۔اگرچہ 1870 سے لے کر جرمنی اور امریکہ سے مقابلے کی بناپر برطانیہ کی صنعت کارانہ اجارہ داری میں زوال کے نشان دکھائی دینے لگے تھے،اس نے پھر بھی اپنی نوآبادیاتی اجارہ داری قائم رکھی۔ اس کے سرمائے دار جو بھاری منافع کمار ہے تھے اس قابل تھے کہ برطانوی مزدوروں کی اوپری پرتوں کی طرف چندتر لقمے پھینک سکیں۔مارکس نے برطانوی مزدوروں کی سیاسی پسماندگی کی وجوہات میں سے ایک وجہ ان کی سوشلسٹ نظریے سے بے اعتنائی کے خاصے کوقرار دیا۔

ٹھیک 1880 میں برطانیہ مزدور طبقہ کی تحریک کی اٹھتی ہوئی لہر اور براعظم بھر میں سوشلسٹ تحریک کی کامیابیوں سے متاثر ہو کر برطانیہ میں بھی سوشلزم کے لئے بڑھتی ہوئی دلچسپیکی لہر مشاہدے میں آئی۔ ہائند مین کا پمفلٹ''انگلینڈ سب کے لئے''انہیں دنوں منظر عام پر آیا۔اس پمفلٹ میں محنت اور سرمائے کے بارے میں جو باب لکھے گئے وہ مارکس کے متعلقہ ابواب (جو''سرمایہ''میں چھپے ہوئے تھے) کا چربہ تھے لیکن کسی ذریعہ یا مصنف کا اقرار نہیں کیا گیا تھا۔اس کمینہ حرکت سے خفا ہو کر مارکس نے سورجے sorye کو لکھا۔''درمیان طبقے کے وہ سب چلبلے مصنفین ____ سپشلٹ نہ سہی __ کو کس طرح کے بھی نئے خیالات سے جو کس موافق آندھی میں گرے ہوئے پھلوں کی طرح ان کے ہاتھ لگ جائے،فوری طور پر روپیہ بنانے یا نام کمانے یا سیاسی سرمایہ حاصل کرنے کی کھجلی لگی ہوئی ہے۔کئی شامیں،اس

شخص نے میرے خیالات کی چوری کی ہے۔اس طرح کہ مجھے باہر لے جاتا تھا تاکہ آسانی سے سیکھ سکے''۔مارکس نے اپنی ناراضگی ہائیڈ مین سے بھی نہ چھپائی جس نے اپنی صفائی میں یہ دلیل دی کہ ''انگریز اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ غیر ملکی انہیں سبق دیں۔'' جب یہ مصنف جو اپنی بے ترتیب اور مانگے تانگے کی آرا کے لئے مشہور تھا، سر کے سودا سے مجبور ہو کر سوشلسٹ خیالات کے چیمپئین پارٹی کے بانی کا کردار ادا کرنے لگا تو مارکس اس تمام کاروبار کو دیکھ کر قدرتی طور پر گہرے شک میں پڑ گیا۔

امریکہ میں بھی مزدوروں کی پارٹی بنانے میں مشکلات کا سامنا تھا۔اس صورتحال کی وضاحت مزدور قوت کی ساخت میں آنے والی تبدیلیوں سے ہو جاتی ہے کہ ان دنوں یہ مواقع حاصل تھے کہ کوئی شخص زمین حاصل کر کے کسان بن سکتا تھا۔ایک اور وجہ یہ تھی کہ امریکہ نژاد مزدور مراعت یافتہ حیثیت رکھتا تھا، جیسا کہ اس کے مقابلے میں تارکین وطن کو کم مزدوری دی جاتی تھی اور نیگرو اور بھی بری حالت میں تھے۔بورژوازی کے ہاتھوں بوئے ہوئے قومی اور نسلی امتیازات نے محنت کش طبقہ میں نفاق پیدا کر رکھا تھا۔امریکہ میں سوشلسٹ خیالات سست روی سے پھیلنے کی ایک اور وجہ یہ تھی کہ اس زمانے میں بہت سے نشر و اشاعت کرنے والے لوگ جرمن تھے جن میں زیادہ تر لاسال کے پیرو کار تھے۔ان کا پراپیگنڈہ عقائد پرستی 'تنگ نظری اور فرقہ بندی پر مبنی تھا۔مزدور تحریک کی ایک مشترک خصوصیت امریکہ اور برطانیہ دونوں میں اس کے نمایاں عمل، کردار اور نظریے کے تضاد میں تھی۔ نظریاتی ناپختگی اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے بہت سے امریکی مزدور ہر قسم کے ''سماجی معلمین'' (جنہوں نے مستقبل قریب میں انعام کا وعدہ کیا) کے اثرات میں آ گئے۔

ان میں سے ایک ہنری جارج تھا جو ولولہ انگیز کتاب ''ترقی اور مفلسی'' 1880 کا مصنف تھا۔ جارج جس کا اثر برطانیہ تک پھیلا، نے دعوی کیا کہ اراضی کو قومی ملکیت میں لینے اور زمین کا کرایہ ریاست کو ادا کرنے سے تمام جبر کا خاتمہ ہو جائے گا۔ مارکس نے ایک خط میں سوورج کو لکھا ''تمام بات یہ ہے کہ اس طرح محض سرمایہ داری نظام کو بچانے کی کوشش سوشلزم کے روپ میں کی گئی ہے اور حقیقتاً اس کو حالیہ بنیاد کی بجائے وسیع بنیادوں پر دوبارہ قائم کیا گیا ہے۔''

جارج کے ان خیالات پر کہ اراضی کو قومی ملکیت میں لے لینے سے سرمایہ داری معاشرے کی تمام برائیاں دور ہو جائیں گی، مارکس نے تنقید کرتے ہوئے بیان کیا کہ زمین کو قومیانے کا مطالبہ مخصوص حالتوں میں جیسا کہ کمیونسٹ مینی فیسٹو میں لکھا ہے عبوری اقدام کے طور پر آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ بورژوا اور کم مایہ بورژوا نظریات جن کا اثر برطانوی اور امریکی مزدوروں پر اب بھی موجود تھا، مارکس اور اینگلز نے ان کے کھوکھلے پن کو اجاگر کرتے ہوئے برطانوی اور امریکی سوشلسٹوں کی فرقہ بندی کے خلاف بھی جنگ کی۔ انہوں نے سوورج اور اپنے دوسرے حامیوں کے نام خطوط لکھ کر انہیں مشورہ دیا کہ جب تک محنت کشوں کی تحریک نظریاتی طور پر شفاف سائنسی پروگرام کی سطح تک نہیں پہنچ جاتی اس سے لاتعلقی اختیار نہ کریں بلکہ اس تحریک میں شامل ہوں اور مزدوروں کو ان کی غلطیوں کے نتائج سے آگاہ کریں۔ مارکس اور اینگلز نے کہا ''ہماری تعلیم کوئی ضابطہ عقائد نہیں ہے، بلکہ رہنمائے عمل ہے'' انہوں نے اس کے تخلیقی کردار پر زور دیتے ہوئے اس زندہ، پیہم ترقی پذیر تعلیم (جس کی انہوں نے بنیاد رکھی تھی) کو کتابی متن اور عقیدے کے طور پر سمجھنے پر نفرین کی۔ انقلابی نظریے کے تقدس کی حفاظت کرتے ہوئے اور اس کو متواتر توانا بناتے

ہوئے مارکس اور اینگلز صحیح پرولتاری جماعتیں قائم کرنے کے لئے یکسو ہو کر لڑے۔ وہ جماعتیں جو انقلابی نظریے کے بدرقہ کے طور پر کام کریں اور پرولتاریہ کے محنت کش طبقہ کے فوری مطالبات اور تمام محنت کش لوگوں کی جدوجہد میں ان کی رہنمائی کرنے کے قابل ہوں اور حتمی مقصد، یعنی سرمایہ داری کا خاتمہ کر سکیں۔ مارکس اور اینگلز نے اپنے مشوروں اور تنقید سے یورپ اور امریکہ کے سوشلسٹوں کو موثر امداد بہم پہنچائی۔ لینن لکھتا ہے کہ مارکسزم کے بانیوں نے مختلف ملکوں کے سوشلسٹوں سے جو خط و کتابت کی خواہ وہ ''تصدیقیں، ہدائتیں' درستیاں، دھمکیاں اور پند و نصائح تھیں، ان میں دو امتیازی خطوط کی صاف طور پر وضاحت کی گئی ہے۔ برطانوی اور امریکی سوشلسٹوں سے اپنی اپیلوں میں ایک گذارش جو انہوں نے بار بار کی یہ تھی کہ محنت کش طبقہ کی تحریک سے وابستہ ہو جائیں اور اپنی تنظیموں سے محدود اور تنگ نظرانہ فرقہ پرستی کی روح کا استیصال کریں۔ انہوں نے جرمن کے جمہوری سوشلسٹوں کو نہایت اصرار سے سکھانے کی کوشش کی کہ وہ 'پارلیمانی خبط' کی غیر شائستگی اور کم مایہ بورژوا دانشوروں کی موقعہ پرستی کا شکار ہونے سے بچیں۔'' (مارکس کا 19 ستمبر 1879 کے خط میں بیان)۔ مارکس اور اینگلز نے مختلف ملکوں کے سوشلسٹوں کو نصیحت کرتے ہوئے اور مشورہ دیتے ہوئے محنت کش تحریک کی مختلف حالتوں کو، اور ان ٹھوس کاموں کو جس سے کس ایک یا دوسرے **ملک** کی پرولتاریہ دو چار تھی مد نظر رکھا۔ مارکس اینگلز نے جس طرح نظریہ کو محنت سے تکمیل تک پہنچایا تھا۔ اس طرح انہوں نے داؤں پیچ اور پالیسی میں، عالمی محنت کش طبقہ کی تحریک کی قیادت کے سلسلے میں مادی جدلیات کا طاقتور آلہ استعمال کیا۔ مختلف ملکوں میں پرولتاریہ کے کاموں کے متعلق اور پرولتاری پارٹیوں کے پروگرام اور داؤں پیچ سے متعلق

مارکسزم کے بانیوں کی آراء نہایت زوردار نظریاتی اور سیاسی اہمیت کی چیز ہیں۔ پہلے بھی کمیونسٹ مینی فیسٹو میں انہوں نے پارٹی کو پرولتاریہ کا ہراول دستہ قرار دیا تھا۔ ان بنیادی مسائل کو 49_1848 کے انقلابات کے تجربات کی اساس پر اور بعد میں انٹرنیشنل، اور پیرس کمیون اور آخر میں مختلف ملکوں میں سوشلسٹ پارٹیوں کی تشکیل کے مزید بھرپور تجربات کر کے اضافہ کیا اور ترقی دی گئی۔

بعد ازاں لینن نے پارٹی سے متعلق ان دعاوی کو کمیونسٹ معاشرے کی تعمیر کے لئے پرولتاریہ کی آمریت کی جدوجہد میں، محنت کش طبقے کا اولیں ہتھیار قرار دے کر ایک باضابطہ نظریہ کے طور پر ترقی دی۔

محنت کش طبقہ کو درپیش جنگوں کے لئے تیار کر کے مارکس اور اینگلز 1870 کے سالوں ہی میں اس نتیجے پر پہنچ چکے تھے کہ یورپ کے **ملک** روس میں انقلابی لہر اٹھنے کی بات ٹھہر چکی ہے۔روس کے متعلق ان گنت کتابیں پڑھ کر مارکس کے لئے نہ صرف زمینی لگان کے مسائل نظریاتی دلچسپی کا باعث بنے بلکہ ایک زوردار انقلابی امکانات رکھنے والے **ملک** کی سیاست بھی رغبت کا سبب ہوئی۔اس نے اور اینگلز نے محنت اور قلیل روسی انقلابیوں کی مطلق العنانی کے خلاف شروع کی ہوئی جدوجہد کو گہری ہمدردی سے تسلیم کیا۔روس کے ترقی پسند لوگوں کی تکلیف دہ نظریاتی تلاش میں مدد کرنے میں (تاکہ وہ اپنی آزادی کی جنگ کے مقاصد اور طریقے بہتر طور پر سمجھ سکیں) مارکس اور اینگلز نے اپنے بڑے عزائم میں ایک کی تکمیل ہوتی دیکھی۔ مارکس کی روسی خط و کتابت ہر سال بڑھتی گئی اور روسی انقلابیوں کو اس کے گھر سے ہمیشہ محبت بھری خوش آمدید، نیک مشورے اور امداد ملی ___ چند خطوط میں (اوٹی چیسٹو وینی زپیسکی otwcbestuenniye zapiski) کے ایڈیٹروں کے

نام خط 1877، ویرا زیسولیچ کے نام 1881 اور دوسروں کو) مارکس نے نارودنکس کے روسی دیہاتی آبادی کو سوشلزم کی بیخ و بن اور بنیاد قرار دینے پر تنقید کی۔ کمیونسٹ مینی فیسٹو کے روسی ایڈیشن 1886 کے دیباچہ میں مارکس اور اینگلز نے مسائل کا مندرجہ ذیل بیان دیا، جس نے روسی انقلابیوں کو پریشان کر دیا۔ ''اگر روسی انقلاب مغرب میں ایک پرلتاری انقلاب کے لئے اشارہ بن جائے تو یہ ایک دوسرے کی تکمیل کریں گے۔ روس کی موجودہ عام زمینی ملکیت ایک کمیونسٹ نشو و نما کے لئے نقطہ آغاز کا کام دے سکتی ہے'' دوسرے لفظوں میں مارکس اور اینگلز نے تسلیم کیا کہ مخصوص تاریخی حالات میں روس غیر سرمایہ داری طرز کو فروغ دے سکتا ہے۔ اسی دیباچے میں انہوں نے روس کے اس انقلابی کردار، جو اس نے انقلابی تحریک میں ادا کرنا شروع کیا تھا، کی تشریح مندرجہ ذیل انداز میں کی ''روس یورپ کی انقلابی کی ایک پیش رفتہ شکل ہے''

مارکس کی زندگی کے آخری سالوں کے خطوط روس میں آنے والے انقلاب کی مستقل پیش بینی سے مملو ہیں جیسا کہ اس نے پیشگوئی کی یہ دنیا کی تاریخ میں قریب ترین نقطہ تغیر ہوگا۔ لیکن وہ اس انقلاب کی فتح دیکھنے تک زندہ نہ رہا۔

ماورائے انسان دماغی محنت اور شدید تنگی نے مارکس کی صحت خراب کر دی۔ رشتے داروں اور دوستوں کے اصرار پر وہ 1875; 1874 اور پھر 1876 میں علاج کے لئے کارلز باد (کارلووی ویری) اور ویری گیا۔ لیکن پروشیا اور آسٹریا کی حکومت کے ہاتھوں ایذا رسانی کے خوف نے اسے یہ دورے ترک کرنے پر مجبور کر دیا۔ 2 دسمبر 1881 میں اس کی اہلیہ کی موت اس پر دکھ کا پہاڑ بن کر گری۔ اس کی صحت بری طرح پامال ہوگئی۔ پھیپھڑے کی سوزش اور حلق کی سوجن کے علاج کی

خاطر الجیریا اور جنوبی فرانس کی سیاحت سے بھی بہتری کی کوئی صورت پیدا نہ ہوئی۔ تب ایک اور دھچکا لگا ___ اس کی سب سے بڑی بیٹی جینی فوت ہو گی۔ وہ فرانسیسی سو شلسٹ چارلس لینگو یٹ سے بیاہی ہوئی تھی۔ مارکس ان کے پانچ بچوں سے بڑی محبت رکھتا تھا۔ جنوری 1883 میں وہ حلق کی سوجن کے ایک حملے سے صاحب فراش ہو گیا۔ اس کی طاقت روز بروز جواب دینے لگی۔ اور 14 مارچ 1883 کو مارکس اپنے سونے کے کمرے سے نکل کر مطالعہ گاہ میں آیا۔ اپنی آرام کرسی پر ڈھیر ہو گیا اور ہمیشہ کی نیند سو گیا۔ اینگلز نے دنیا کے تمام حصوں میں بھیجے۔ خطوط میں مارکس کے دوستوں اور پیروکاروں کو بین الاقوامی انقلابی تحریک کو پہنچنے والے زبردست نقصان سے مطلع کیا۔ "وہ عظیم ترین دل جو میں نے کبھی دیکھا اس نے دھڑکنا بند کر دیا ہے۔" ہفتہ 17 مارچ 1883 مارکس کو لندن کے ہائی گیٹ قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اینگلز نے اس کی قبر کے کنارے تقریر کرتے ہوئے مارکس کے جناتی کارناموں کی تصویر کشی کی۔ وہ ایسا عالم اور انقلابی تھا جس نے پرلتاریہ کے مقاصد کے لئے اور تمام بنی نوع انسان کے بہتر مستقبل کے لئے بے لوث اور بہادرانہ تگ تاز کی۔ "اس کا اپنا نام صدیوں تک گونجتا رہے گا۔ اور اسی طرح اس کا کام بھی پائندہ رہے گا۔"

ہیگ کانفرنس کے بعد امسٹرڈم میں ہونے والی ایک میٹنگ میں مارکس نے کہا "نہیں میں انٹرنیشنل کو نہیں چھوڑ رہا ہوں اور اپنی باقی زندگی میں بھی میری سرگرمیاں سماجی نظریات کی فتح کے لئے پہلے ہی کی طرح وقف رہیں گی جو جلد یا بدیر، جس کا ہمیں بھرپور یقین ہے، ساری دنیا میں پرولتاریہ کی حکومت قائم کرنے کے لئے رہنمائی کریں گی۔" ہیگ کانفرنس حقیقتاً انٹرنیشنل کی آخری کانفرنس تھی۔ اپنی موجودگی

کے آٹھ سال یہ مارکس اور اینگلز کی قیادت میں ایک عظیم اور شاندار سڑک کو عبور کرتی رہتی۔ وہ جنگ جو سائنسی کمیونزم کے بانیوں نے مختلف سوشلسٹ اور نیم سوشلسٹ فرقوں کے خلاف لڑی وہ مارکسزم کی نظریاتی فتح کی صورت میں بار آور ہوئی۔ بہر حال کمیون کی شکست سے تمام تاریخی ترتیب میں ایک بنیادی تبدیلی آئی جس کو لینن نے مندرجہ ذیل حالتوں سے متصف کیا: برطانیہ کا مزدور سامراجی منافع جات کے ہاتھوں بگڑا ہوا، کمیون، پیرس میں شکست خوردہ، جرمنی میں بورژوا نیشنل تحریک کی حالیہ فتح 1871، نیم جاگیردارانہ روس کی عمر بھر کی خوابندی۔

مارکس اور اینگلز نے روح عصر کی صحیح رہنمائی کی۔ وہ بین الاقوامی صورت حال کو سمجھتے تھے۔ وہ خوب جانتے تھے کہ سماجی انقلاب کے آغاز تک رسائی آہستگی کا تقاضا کرتی ہے۔ پولیس کی ایذا رسانیوں اور رباکونسٹوں کی نفاق انگیز سرگرمیوں نے انٹرنیشنل کے کام کے لئے یورپ میں حالات کو خاص طور پر مشکل بنا دیا۔ اس کے علاوہ، نئے تاریخی ماحول میں انٹرنیشنل کی پرانی ہیئتیں ان تقاضوں سے لگا نہیں کھاتی تھیں جن سے تاریخ نے محنت کش طبقے کو دوچار کر دیا تھا۔ نئی بین الاقوامی صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے مارکس اور اینگلز نے پرولتاریہ کے سامنے سوشلسٹ انقلاب کے لئے مکمل طور پر تیاری کرنے کا کام رکھا۔ اور سب سے اولین کام یہ تھا کہ ہر ملک میں عوام الناس کی پرولتاری پارٹی بنائی جائے۔ کمیون کے تجربے نے اس کام کی اہمیت اور ضرورت کی توثیق کر دی اس دوران میں انٹرنیشنل نے اس کام کو عمل میں لانے کے لئے زمین ہموار کر لی تھی۔ انٹرنیشنل میں مارکسزم کی نظریاتی فتح اور مختلف ملکوں میں مستقل کاڈر کی تربیت، جو مستقبل کی محنت کش پارٹی کا مغز تشکیل دے سکتا تھا، ان ترقیوں نے پرولتاری پارٹیوں کی بنیاد رکھنے کا راستہ

صاف کر دیا۔ مارکس کی رہنمائی میں ''سوشلزم کے لئے پرولتاریہ کی بین الاقوامی جدوجہد کی بنیادیں'' رکھ کر انٹرنیشنل نے اپنا تاریخی مشن پورا کر دیا۔ پرولتاریہ کا بین الاقوامی اتحاد، نت نئی صورتوں میں بڑھنے اور مضبوط ہونے لگا جو محنت کش تحریک کے نئے مراحل کے لئے نہایت مناسب تھا

1__لینن

10

''مارکس کی تعلیمات تمام تر طاقت ہے کیونکہ یہ درست ہے''

تاریخ نے وی۔ آئی لینن کے کہے ہوئے ان الفاظ کی سچائی کی مکمل تصدیق کر دی ہے۔ مارکس کی پیدائش سے لے کر اب تک ڈیڑھ صدی اور اس کی موت سے لے کر اب تک اسی سال سے زیادہ کا عرصہ گذر چکا ہے مگر اس کا نام، اس کے رفیق کار فریڈرک اینگلز کی طرح دنیا بھر میں ہر کہیں محنت کش عوام کے لئے زیادہ سے زیادہ با معنی ہوتا جا رہا ہے۔ مارکسزم ایک زندہ، متواتر بڑھتی ہوئی تربیت ہے۔ مارکس اور اینگلز نے اپنے انقلابی نظریے کی بنیادیں رکھ کر اسے تقریباً پچاس سال کی مدت تک سائنس کی تمام تر نئی کامیابیوں اور محنت کش عوام اور پرولتاریہ کی اختیار کردہ طبقاتی جدوجہد کے عمل تجربات سے (نظریاتی نتیجے اخذ کرتے ہوئے تنقیدی نظر ڈال کر) ہم آہنگ کیا۔ سامراجی عہد میں، جس نے مارکس اور اینگلز کی موت کے بعد رواج پکڑا، زندگی میں چند نئے اور پیچیدہ مسائل پیدا ہو گئے مارکس کی تحریروں میں سرمایہ داری کی اعلیٰ ترین شکل، سامراجی دور کی پیش بینی تو ملتی ہے لیکن مکمل وضاحت نہیں۔ مارکس اور اینگلز کے شاگرد اور پیروکار لینن نے ان کی تعلیمات کی مزید ترقی کا کام جاری رکھا۔ لینن کا خیال تھا کہ اس کا اور اس کی بنائی

ہوئی پارٹی کا یہ فرض تھا کہ وہ مارکسزم کو توڑ مروڑ اور عامیانہ پن کا شکار ہونے سے بچائیں اور اس کو دنیا کی عالمی تحریک آزادی کے حالیہ تجربے اور روس کے محنت کش طبقہ کے سیر حاصل تجربے کی بنیاد پر ترقی دیں اور مارکسی نظریئے کی تکمیل سے کریں۔ لینن نے ثابت کیا کہ سوشلزم ایک واحد ملک میں بھی فتحیاب ہوسکتا ہے۔ مارکسزم لینن ازم کی عظیم ترین فتح 1917 میں روس میں عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی کامیابی تھی جو انسانی تاریخ کے نئے عہد__ دنیا میں ہر جگہ سرمایہ داری سے سوشلزم میں تغیر پذیری کے عہد کی نقیب بنی۔ سوشلسٹ ریاست جو لینن کی قیادت میں قائم ہوئی یہ مارکس کی تعلیم پرولتاریہ کی آمریت کا مادی شکل میں اظہار ہے یہ ریاست کی نئی قسم ہے جو اپنے تمام محنت کش لوگوں کے لئے حقیقی جمہوریت کی ضمانت دیتی ہے اس سوشلسٹ ریاست نے اپنی پچاس سالہ زندگی سے اپنی قوت ثابت کی دی ہے صرف یہ ریاست کی نئی قسم ہے جو اپنے تمام محنت کش لوگوں کے لئے حقیقی جمہوریت کی ضمانت دیتی ہے۔ اس سوشلسٹ ریاست نے اپنی پچاس سالہ زندگی سے اپنی قوت ثابت کردی ہے صرف یہ ملک ہے جس نے سوشلزم پر عمل کر کے دکھایا۔ یہاں کی آبادی کی مختلف قوموں کو جوڑ رکھا ہے روسی یہ قوم نازی جتھوں کے حملوں کے مقابلے میں مضبوطی سے کھڑی ہوئی انہیں شکست دی اور یورپ کے لوگوں کو فاشزم سے آزادی دلانے میں ایک فیصلہ کن کردار ادا کیا جنگ عظیم روم میں سوویت یونین کی فتح عالمی تاریخی اہمیت کی حامل تھی اس نے یورپ اور ایشیا کے کئی ملکوں میں سوشلسٹ انقلاب کی فتح کے لئے اور لپے ہوئے لوگوں کی قومی آزادی کی جدوجہد کی ترقی کے لئے سازگار حالات پیدا کئے۔ جنگ کے بعد عالمی سوشلسٹ نظام کی تعمیر اور سوویت یونین کی اقتصادیات کی ترقی اور دفاع کی

امکانی صورت نے دنیا کی طاقت کا توازن سوشلسٹ کے حق میں بدل دیا۔اس سے کمیونسٹ معاشرے کی تعمیر کے لئے زمانہ تغیر کو لازمی بنیادی شرائط مہیا ہو گئیں۔ سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کے پروگرام کے مطابق ضروری شرائط یہ ہیں اشتراکیت کی مادی اور تکنیکی بنیاد استوار کرنا۔اشتراکی سماجی رشتوں کی داغ بیل ڈالنا اور لوگوں کو اشتراکی نقطہ نظر سے تعلیم دینا۔ جنگ کے بعد سوشلزم کی شاہراہ پر چلنے والے ملکوں کے تجربات نے سماجی ترقی کے قوانین کے علم کو مالا مال کر دیا اور سوشلزم تعمیر کی مختلف ہستیوں اور طریقوں کے لئے نئے خیالات بھی مہیا کئے۔عالمی سوشلسٹ نظام کی ساخت نے سوشلسٹ قسم کے نئے بین الاقوامی رشتوں کو جنم دیا جن کی بنیاد آپسی برادرانہ مدد'وسیع تعاون'قومی فرمانروائی اور مساوات کے اصولوں پر تھی ان نئے رشتوں کی اساس مارکس اور اینگلز کے اعلان کے مطابق پرولتاری بین الاقوامیت کے اصولوں پر رکھی گئی ہے۔یہ بندکا اصول ہے کہ پرولتاری بین الاقوامیت اور مارکسزم لیننلزم سے کسی طرح کے انحراف کا انجام بھی یہ ہوگا کہ وہ لوگوں کے مفادات کے لئے مغر ثابت ہوگا اور سوشلزم کے مقاصد کے لے نقصان دہ نتائج کردہ مرتب کرے گا اس کی گواہی چین میں عظیم طاقت کے ہاتھوں پیدا کردہ صورت حال سے مل جائے گی جس نے موزے تنگ گروپ کی جانبازانہ پالیسی کو دولخت کر دیا ہے اکتوبر کے عظم سوشلسٹ انقلاب نے نوآبادیاتی تسلط کے تمام نظام کو سخت دھچکا لگایا۔اور جنگ عظیم دوم کے بعد نوآدباتی نظام بکھر کر رہ گیا۔ نئ آزاد شدہ مملکتیں کم سے کم ممکن عوصے میں اپنی معاشی اور کلچر پسماندگی'جوان پر نوآبادیاتی نظام نے مسلط کی'پر قابو پانے کے لئے مردانہ کوشش کر رہی ہیں ان ریاستوں میں سے کچھ نشوونما کی غیر سرمایہ دارانہ شاہراہ کو اپنانا چاہتی ہیں عالمی

سوشلسٹ نظام اور قومی آزادی کی تحریک کے درمیان ناطہ ہونا‘قومی آزادی اور سماجی ترقی اور آزادی کے لئے حالیہ نوآبادیاتی نظام اور شہنشاہی کے خلاف کامیاب جدوجہد کے لئے ایک بڑا عنصر ہے۔عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی فتح نے محنت کش طبقہ عالمی واقعات کے مرکز میں لا کھڑا کیا۔ اور مارکس کے پرولتاری آزادی کے عالمی تاریخی آدرش کے عظیم اور اہم اصول کی تصدیق کردی۔سوشلزم کی قوتیں جوں جوں مضبوط ہوتی جاتی ہیں عالمی محنت کش طبقہ کی تحریک پر خوش آیند اور زوردار اثرات مرتب ہوتے ہیں اور مارکسزم لینن ازم کا اثر پھیلتا جاتا ہے مزید یہ کہ تاریخ نے ”اصلاحی نظریئے“ کا کھوکھلا پن اور سرمایہ داری نظام حکومت کی سیس کے مقابلے ہیں ”سوشل جمہوری حکومتوں“ کی بے بضاعی ثابت کردی ہے سرمایہ دار ملکوں میں مزدور طبقہ اجارہ داریوں کے خلاف اور ان اجارہ داریوں کی معاونت کرنے والی حکومت کی رجعت پسندانہ اور جارحانہ پالیسی کے خلاف اپنی جدوجہد کا آغاز کر رہا ہے سماجی ترقی اور جمہوریت کی یہ جنگ جیتنے کی خاطر پرولتاریہ کے لئے اپنی صفوں میں سے نفاق کا استیعال کرنا اور غیر پرولتاری لوگوں کے گروہ سے حلیف ڈھونڈنا ضروری ہے اور اس طرح انہیں اجارہ داری کے خلاف متحدہ محاذ بنانا چاہئے۔اکتوبر انقلاب کے ساتھ ہونے والی دنیا کی انقلابی تبدیلی ہیئت نے محنت کش طبقہ کے فوری اور قطعی مقاصد کی جدوجہد کے لئے نئے حالات پیدا کئے۔کمیونسٹ پارٹی آف سوویت یونین کی بیسویں‘اکیسویں‘بائیسویں اور تیئسویں کانگرس اور 1957 اور 1960 میں ماسکو میں ہونے کمیونسٹ اور پارٹیوں کے نمائندوں پر مشتمل اجلاس اس سلسلے میں بہت مفید ثابت ہوئے جدوجہد کی مختلف امکانی صورتیں ـــ امن یا بدامنی کی ـــ کام میں لاکر مارکسی لیتی تعلم کی

نشوونما کرنا اور سوشلزم نافذ کرنا۔ سوشلزم کی فتح‘ عام بین الاقوامی صورت حال پر ‘حکمران طبقوں کے مزاحمتی اقدام پر‘ جو محنت کش طبقہ کی سیاسی بلوغت اور تنظیم کرے۔ اسے ہراول دستہ کا رول ادا کرنے کی بالادستی اور اہلیت دے‘ جو متعلقہ ملک کی طبقاتی طاقتوں کے محکم رشتوں پر منحصر ہو۔ تاریخ نے مارکسی لیننی اصولوں کی تصدیق کردی ہے کہ یہ نئی قسم کی پرولتاری پارٹی کی ضرورت ہیں جو انقلابی نظریئے سے مسلح ہو اور جو عوام الناس کی رہنمائی کرے کمیونسٹ تحریک جس کا آغاز مارکس نے کیا دنیا بھر میں پھیل گئی ہے اور آج انتہائی موثر سیاسی طاقت بن چکی ہے کمیونسٹ تمام استحصال کا شکار ہونے والوں اور پسے ہوئے لوگوں کے حقوق کے پکے حامی ہیں اور ان کی واقعی ضرورت کی وکالت بے غرض ہو کر کرتے ہیں اس کی حکمت عمل اور داؤں پیچ کا جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ محنت کشوں کا کمیونسٹ ہراول دستہ سوشلسٹ‘ سرمایہ داری اور نئے آزاد شدہ ملکوں میں مارکسی لیننی تعلمات کو جنگ اور قطعی مقاصد کی جنگ کو یکجا کر رہی ہیں اور اپنے فوجی اور بین الاقوامی فرائض کو ایک ناقابل شکست اکائی میں بدل رہی ہیں کمیونزم تحریک کی پچاس سال تاریخ بین الاقوامی پرولتاری اصولوں کی وفاداری اور مارکسزم لیننن ازم کی جانثاری سے مزین ہے کمیونسٹ عالمی امن کو بحال رکھتا اور عالمی تھرمونکلیائی جنگ کو ٹالنا اپنا اولین فرضی سمجھتے ہیں سامراج پہلے ہی دو عالمی جنگوں کا ذمے دار ہے اب انتہائی تباہ کن ہتھیاروں کے استعمال سے ایک تیسری جنگ کی دھمکیاں دے رہا ہے اقتصادیات کو فوجی انتظامات کے تحت لانا‘ مقامی جنگیں‘ قومی آزادی کی تحریکوں کے خلاف مخاصمانہ مہمات‘ جمہوریت پر جبر‘ دہشت پسند فاشسٹ حکومتوں کا قیام‘ فدانقلاب طرز عمل کی برآمد___ ایسے میں سامراج کی رجعت پسندانہ اصلیت کے نمایاں مظاہر

ایسے ہیں۔اس کے دنیا اور انسانیت کے خلاف جرائم جب تک سامراج موجود ہے نئی غارتگرانہ جنگوں کا خطرہ موجود رہے گا۔ لیکن سوشلسٹ ریاستوں کا فوجی اتحاد اور تمام غیر سامراجی طاقتیں، مختلف سماجی نظام رکھتے والی ریاستوں کے ساتھ پرامن بقائے باہمی کا بیڑا اٹھا کر موزوں اور منظم کارروائیوں سے نئی عالمی جنگ کو کال سکتی ہیں۔کمیونسٹ جہاں غارتگرانہ سامراجی جنگوں کو برا کہتے ہیں۔وہیں وہ سامراجی حملوں کے خلاف منعفانہ دفاعی جنگ کے لئے مدد بھی دیتے ہیں رجعتی طاقتوں کے خلاف (جو اپنا دستور قائم رکھنے کے لئے یا دوبارہ بحال کرنے کے لئے ہتھیار اٹھاتی ہیں) قومی آزادی کی جنگوں کے لئے اور انقلابی طبقاتی جنگوں کے لئے ہاتھ بٹانے کو تیار رہتے ہیں۔

کمیونسٹ امن، جمہوریت اور سوشلزم کے لئے لڑتے ہیں اور حقیقی انقلابی انسانیت کے پیرو ہیں وہ محنت کی نجات اور انسان کے ہاتھوں انسان کے ہر طرح کے استحصال کے خاتمے کو فرد کی آزادی کے لئے بنیادی شرط قرار دیتے ہیں۔ان کا نصب العین کمیونزم ہے جس کے ساتھ پیداواری طاقتوں کا حاصل اور مادی فوائد کی افراط مل کر فرد کی مجموعی ترقی کے لئے حالات مہیا کرے گی۔مارکس اور لینن کی عظیم تعلیم ایک رہنما ستارہ ہے جو کمیونزم کے راستہ کی سمت نمائی کر رہا ہے

ختم شد THE END